

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَعْلَمَ الْخَلَائِقِ

علم غیب رسول اللہ صلی علیہ وسلم

وہابیوں و یوہندیوں و مجیدیوں کے ہمارے پیارے
شیخ کریم روف الرحیم کے علم غیب عطائی پر اعتراضات
کا مکمل اور جواب

مولانا ابوالرشید محمد صالح نقشبندی مجیدی

تحقیق ترتیب جدید قلم
قاری محمد یاسین قادری شکاری ضیائی

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش وڈو لاہور

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَعْلَمَ الْبَرِيَّةِ

عالم غیبی سوال

صلی علیہ وسلم

تصنیف لطیف

مولانا ابوالشیر محمد صالح نقشبندی فاضل

تحقیق ترتیب جدید

قادی محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

مدرسہ دارالاسلام جامعہ سعیدی کاموٹی

Phone

0333-4383766

042-7213575

قادی رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب علم غیب رسول ﷺ

نام مؤلف ابوالبشر مولانا محمد صالح نقشبندی مجددی

تحقیق و ترتیب قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

جدید تصحیح مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموگی

اشاعت دوم 2009ء 1430ھ

کمپوزنگ ام حبیبہ

صفحات 320

زیر نگرائی چوہدری محمد ظلیل قادری

تحریر چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر چوہدری عبدالجید قادری

قیمت 200 روپے

ملنے کے لیے

مکمل شبہ حقیقہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

فہرست

۱۲ ابتدائیہ

۱۲ پیش کش

۱۲ دیباچہ حمد و نعت

۱۷ اختلافی مسائل کی مختصر فہرست

۱۸ اہل سنت کا عقیدہ

۱۸ گمراہ اور باطل فرقوں کا عقیدہ

۲۳ فرقوں میں ناجی جماعت کو پرکھنے کا معیار

۲۴ بہتر (۷۲) دوزخی ایک بہشتی ہے

۲۶ گمراہ کن لوگوں کے مخالف سے پرہیز کا حکم

۲۷ سواد اعظم اہلسنت کی پیروی

۳۱ التماس مؤلف بہ برادران احناف

۳۲ مقدمہ

۳۳ علم غیب الرسل

۳۴ جواب

پہلا باب

۳۶ قرآن مجید اور انبیاء کا غیب دان ہونا

۳۶ رسول کا غیب دان ہونا

۴۰ خضر علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب دان ہونا

۴۱ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب دان ہونا

- ۴۳ حضور ماکان و مایکون کے عالم
- ۴۴ حضور غیب بتلانے میں بخیل نہیں
- ۴۶ حضور کو ہر طرح کا علم عطا ہوا
- ۴۶ ایک نکتہ علمی
- ۴۸ حضور سب سے زیادہ علوم قرآن جانتے تھے
- ۴۸ قرآن مجید میں علم غیب
- ۴۹ پہلی آیت
- ۵۰ دوسری آیت
- ۵۱ تیسری تا چھٹی آیت
- دوسرا باب
- ۵۳ وہ آیات جن سے بظاہر علم غیب کی نفی ہے اور ان کا مفہوم
- ۵۳ پہلی آیت، دوسری آیت، اس کا حل
- ۵۴ تیسری آیت، اس کا حل
- ۵۶ استقلال، بالذات اور اتصال کا مطلب
- ۵۶ چوتھی آیت اور اس کا حل
- ۵۶ علامہ فخری الدین رازی
- ۵۷ تفسیر خازن
- ۵۷ تفسیر روح البیان
- ۵۷ تفسیر نیشاپوری
- ۵۸ علامہ شہاب الدین خفاجی
- ۵۹ مولانا روم علیہ الرحمۃ
- ۶۰ علم غیب کی نفی و اثبات کی آیات میں تطبیق

- ۶۱ نفی علم غیب کی حکمت و انکشاف راز
- تیسرا باب
- ۶۳ احادیث صحیحہ سے علم غیب الرسل
- ۶۴ لوح محفوظ اور قلم کا غیب دان ہونا
- ۶۵ لوح محفوظ حضور کے علم غیب کا ایک حصہ ہے
- ۶۶ شکم مادر میں غیب دان ہونا
- ۶۷ تاقیامت اپنی امت کو دنیا میں دیکھا
- ۶۸ قیامت تک کے واقعات منبر پر کھڑے ہو کر بتلا دئے
- ۷۰ حضور کا دعویٰ غیب دانی
- ۷۲ ایک صحابی کو بتلایا کہ شیطان تمہارے گھر
- ۷۳ آپ کے اجداد زنا سے پاک تھے
- ۷۴ قلیل وقت میں تاقیامت واقعات کا بیان
- ۷۵ سیدنا داؤد علیہ الصلاۃ والسلام ایک لمحہ میں تمام کتاب ختم کرتے
- ۷۶ حضرت علی ایک لمحہ میں ختم قرآن کرتے
- ۷۶ اولیاء اللہ ایک لمحہ میں ختم قرآن کر لیا کرتے تھے
- ۷۷ تاقیامت واقعات ہتھیلی کی طرح آپ سامنے
- ۷۸ حوض کوثر کو دیکھنا اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں
- ۷۹ جنگ احزاب اور دور دراز شہر دیکھنا
- ۸۱ ہر شے کا ظاہر ہونا اس کی شناخت کرنا
- ۸۳ حضرت کو تمام کائنات کا علم تھا
- ۸۴ تمام علوم جزوی و کلی کا علم
- ۸۶ جس کے ہاتھ جھنڈا وہی فتح پائے گا

- ۸۷ جنگ بدر میں ہر ایک کے مرنے کی جگہ بتلانا
- ۸۸ تین صحابہ کی شہادت کی خبر
- ۸۹ نجاشی کے مرنے کی خبر
- ۹۰ غائبانہ نماز جنازہ کی ممانعت
- ۹۰ حاملہ عورت کو لڑکے کی خوشخبری
- ۹۱ دل کی باتیں بتلانا
- ۹۵ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور بلال کے دل کی بات
- ۹۶ صحیفہ کو کینڑوں کا کھا جانا
- ۹۹ پکا ہوا گوشت چوری کا
- ۹۹ پکے ہوئے گوشت میں زہر ملا ہوا بتادینا
- ۱۰۱ ایک قرض خواہ کی گواہی
- ۱۰۲ صحابی کے ترک سنت کرنے کی اطلاع دینا
- ۱۰۳ ابو جہل کی مٹھی کی چیز بتلانا
- ۱۰۶ وصال کی خبر دینا
- ۱۰۷ ایک مجاہد کے دوزخی ہونے کی خبر دینا
- ۱۰۹ ایک مرتد کی خبر دینا کہ زمین اسے قبول نہ کرے گی
- ۱۱۰ پھلوں کا صحیح وزن بتانا
- ۱۱۲ صحابی کو اندھے ہونے کی خبر
- ۱۱۳ بھیڑے کی تصدیق
- چوتھا باب
- ۱۱۶ علماء و صلحاء کے فتاویٰ اور تصریحات
- ۱۱۷ ایک صحابی کی شہادت

- ۱۱۷ نکتہ عجیبہ
- ۱۱۸ وسعت علم نبی اور کتاب امیریز
- ۱۱۹ انبیاء کے علوم اور امام غزالی
- ۱۲۱ انبیاء کے علوم اور ملا علی قاری
- ۱۲۱ تفسیر روح البیان
- ۱۲۲ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
- ۱۲۳ امام احمد رضا خاں بریلوی
- ۱۲۵، ۱۲۴ سوال، جواب
- ۱۳۱ احمد حسن چشتی کان پوری
- ۱۳۱ سوال، جواب
- ۱۳۲ اشرف علی مدرس چانگام
- ۱۳۳ سوال
- ۱۳۴ جواب (فارسی)
- ۱۴۰ ترجمہ جواب
- ۱۴۸ علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ
- ۱۴۹ التماس بجناب رسالت مآب
- پانچواں باب
- ۱۵۲ اولیاء اللہ کے غیب دان ہونے کا ثبوت
- ۱۵۲ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۵۴ عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۵۶ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۵۹ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

- ۱۶۰ امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۶۱ ایک نو عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۶۳ زید کا غیب دان ہونا
- ۱۶۹ حارثہ بن مالک انصاری اور بہشت و دوزخ
- ۱۷۰ بایزید بسطامی غیب دان ہونا
- ۱۷۶ لوح محفوظ شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیش نظر
- ۱۷۷ اولیاء اللہ کے سامنے زمین دسترخوان کی مانند
- ۱۷۸ تمام ارض و سماویوں کے پیش نظر
- ۱۷۹ ایک فرشتہ کے درود شریف کی قوت
- ۱۸۱ ملکہ الموت کی قوت و دسترس..... اعتراض
- ۱۸۱ جواب
- ۱۸۳ ازلی بد بخت راہ راست پر نہیں آ سکتا
- چھٹا باب
- ☆ ☆ علم غیب کے مظہرین کے شکوک اور اعتراضات کے دندان
- شکن جوابات
- ۱۸۵
- ۱۸۵ اعتراض، خدا و رسول کی مساوات کے شکوک کا جواب
- ۱۸۶ علم غیب کی تعریف
- ۱۸۷ اقسام علم غیب
- ۱۸۹ جواب دوم
- ۱۹۰ جواب سوم
- ۱۹۱ جواب چہارم
- ۱۹۳ علم ماکان و مایکون اعتراض و جواب

- ۱۹۵ کیا حضرت کو اپنے نفع و نقصان کی خبر تھی اعتراض
- ۱۹۶ جواب
- ۱۹۸ کیا حضور کو مفتح الغیب کا علم تھا
- ۲۰۰ پانچ چیزوں کا علم اعتراض
- ۲۰۱ جواب
- ۲۰۵ سوال، جواب
- ۲۰۶ وقوع قیامت کا علم
- ۲۰۷ مینہ برسنے کا علم
- ۲۰۸ اولیاء کو مینہ برسنے کا علم
- ۲۱۰ اولیاء کو مانی الارحام کا علم
- ۲۱۲ کل کی بات کا علم
- کیا یہ بات عدم علم غیب پر دال ہے کہ رسول اللہ نے لڑکیوں کو آپ کو ☆
- غیب دان کہنے سے روک دیا؟
- ۲۱۵ اعتراض
- ۲۱۶ جواب
- ۲۱۹ اولیاء کو مرنے کی جگہ کا علم
- ۲۲۱ کیا حضرت کو روح کی حقیقت کا علم تھا؟ اعتراض و جواب
- ۲۲۳ حضرت کو انبیاء کی صحیح تعداد معلوم تھی؟ اعتراض و جواب
- ۲۲۵ کیا شیطان لعین زیادہ علم والا ہے؟ اعتراض و جواب
- کیا اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے انبیاء و اولیاء غیب دان ہو سکتے ہیں ☆
- ۲۲۷ اعتراض و جواب
- اللہ تعالیٰ کے بتانے سے علم غیب غیب نہیں رہتا؟ اعتراض جواب ۲۲۸

- بعض غیب خاص پر ظاہر عوام سے پوشیدہ ۲۲۹
 کیا ہم بھی رسول کی مثل غیب دان ہو سکتے ہیں اعتراض جواب ۲۳۰
 کیا حضرت کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی اعتراض ۲۳۲
 جواب ۲۳۳
 کیا حضور کو یواری پیچھے کا علم نہ تھا اعتراض جواب ۲۳۷
 قیامت کے دن حضور کو امت کے نیک و بد اعمال کی خبر، اعتراض ۲۳۸
 جواب ۲۳۹
 آپ بغیر جبرائیل کے بتائے خود کچھ نہ کر سکتے تھے، اعتراض ۲۴۳
 جواب ۲۴۴
 حضور کو منافقوں کے حال کی خبر تھی، اعتراض جواب ۲۴۸
 کیا عائشہ صدیقہ کے گم شدہ ہار کی پہلے خبر نہ تھی؟ اعتراض ۲۵۲
 جواب ۲۵۳
 کیا عائشہ صدیقہ کے بہتان کی پہلے خبر نہ تھی؟ اعتراض جواب ۲۵۵
 شیخ عبدالحق کا دربارہ بہتان عائشہ موقف ۲۶۱
 کیا حضرت کی تلقین محمد علی عدم علم غیب ہے اعتراض ۲۶۵
 جواب ۲۶۷
 حضور سے کفار کا بیت المقدس کے بارے سوال کرنا اور آپ کا ☆
 تردد علم غیب کی دلیل ہے اعتراض جواب ۲۶۸
 حضور کو اپنے جوتا کی نجاست کی خبر نہ تھی؟ ۲۷۰
 قیامت کے دن رسولوں کو اپنے امتیوں کے حال کی خبر ہوگی ۲۷۲
 اعتراض جواب ۲۷۲
 ایک نکتہ اور سنئے! ۲۷۳

- درود و سلام بواسطہ ملائکہ اعتراض جواب ۲۷۳
 آثار و ضو سے اپنی امت کو پہچاننا، اعتراض جواب ۲۷۴
 کسی سے پوچھنا تم کون ہو علم غیب کی نفی نہیں ۲۷۶
 جواب ۲۷۶
 مقدمہ میں خلاف فیصلہ کرنے کا خوف دلیل عدم علم غیب نہیں ۲۷۷
 اعتراض جواب ۲۷۸
 شہد چھوڑنا عدم علم غیب پر دلیل نہیں ۲۷۹
 جواب ۲۸۰
 ملا علی قاری..... انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب جانتے والا ۲۸۲
 جواب ۲۸۲
 ماسوی اللہ کسی کو عالم الغیب جاننا نص قرآنی کے خلاف نہیں ۲۸۳
 جواب ۲۸۵
 علم غیب الرسل کے متعلق ایک زبردست مناظرہ ۲۸۶
 مولوی ثناء اللہ وہابی غیر مقلد، امام احمد رضا خاں ۲۸۷
 مصنف کی توجیہ و توضیح ۲۹۲
 خلاصہ مضمون علم غیب الرسل ۲۹۶
 جواب ۲۹۷
 خاتمۃ الکتاب ۲۹۹
 دعا بدرگاہ رب العالمین ۳۰۱
 التماس بجناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ۳۰۲
 تقریظ از قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی ۳۰۴

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کتاب میں انبیاء و اولیاء کے غیب دان ہونے کو ایسے دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ منکر کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے، چنانچہ۔

باب اول: قرآن مجید سے انبیاء کے غیب دان ہونے کا ثبوت۔

باب دوم: وہ آیات جن سے علم غیب کی بظاہر نفی ثابت ہوتی ہے ان کا صحیح مفہوم۔

باب سوم: احادیث سے انبیاء کے غیب دان ہونے کا ثبوت۔

باب چہارم: علماء و صلحاء کے فتاویٰ اور تصریحات علم غیب الرسل کے اثبات میں

باب پنجم: صحابہ کرام و اولیاء اللہ کے غیب دان ہونے کا ثبوت احادیث نبویہ اور روایات صحیحہ سے۔

باب ششم: علم غیب الرسل کے منکرین کے تقریباً ایک صد اعتراضات کے دندان شکن جواب، علاوہ اس کے علم غیب الرسل کے متعلق ایک دلچسپ علمی مباحثہ و مناظرہ کی کیفیت بھی لکھی گئی ہے جو مابین مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کے بمقام بریلی میں ہوا تھا۔

پیش کش

اس دربار رسالت میں، جہاں صدیقین و مقربین اپنے صدق و تقرب کی بضاعت شمیمہ بطور پیشکش لئے کھڑے ہیں، جہاں اقطاب و ابدال اپنے عرفان

و یقین کا متاع گرانمایہ بطریق نذرانہ لائے ہیں جہاں شہداء و صالحین اپنی صلاح و سعادت کا سرمایہ فراواں بنا کر رکھے ہیں، جہاں زہاد و عباد اپنے تقویٰ و طاعت کی دولت بے پایاں لٹا رہے ہیں، اور وہ سرکار نبوت جہاں روئے زمین کے ائمہ علوم کا علم و فضل چاک ضراعت پر جھک رہا ہے جہاں ربیع مسکوں کے شعراء و ادباء کی بلاغت و زبان آوری آستانہ ادب کو چوم رہی ہے، جہاں ہفت اقلیم کے سلاطین کی سطوت و جبروت صفیٰ لغال میں لوثتی ہے اور ایک فقیر بے مایہ اور گدائے تہی دست کون سا ہدیہ درخور حضرت پیش کر سکتا ہے؟ سوائے اس کے کہ چند اوراق کو بحر و نیاز کے دشتے میں منسلک کر کے اور تجلّت و ندامت کے غلاف میں رکھ کر نذر گزارنے کی جرات کرے اور یوں عرض پیدا ہو۔

زمہوری برآمد جان عالم رحم یا نبی اللہ رحم!
نہ آخر رحمۃ للعالمینی؟ ز محروماں چرا غافل نشینی؟
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے کئی بر حال لب خشکاں نگاہے
چو ہول روز رستا خیز خیزد بآتش آبروئے ما نریزد
کند بہ این ہمہ گراہی ما ترا اذن شفاعت خواہی ما
نحسن اہتمامت کار جامی طفیل دیگران باید تمامی
ابوالبشر محمد صالح بن مولوی مست علی

لاہور

یکم رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

دیباچہ

حمد و ثناء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي خلق الانسان علمه البيان والصلاة والسلام على
سيد المرسلين محمد بن الذي علمه علوم الاولين والآخرين وعلى آله
العالمين بما كان وما يكون واصحابه الذين اختارهم الله لعلوم وفنون

مَلِكُكَ مَالِكُ مَوْلَى السَّوَالِي لَهٗ وَصَفُ التَّكْبَرِ وَالتَّعَالِ
إِلَهُ الْخَلْقِ مَوْلَانَا قَدِيمٌ وَمَوْصُوفٌ بِأَوْصَافِ الْكَمَالِ
هُوَ الْحَيُّ الْمُدَبِّرُ كُلِّ أَمْرٍ هُوَ الْحَقُّ الْمَقْدَرُ ذُو الْجَلَالِ
وَحَتَمُ الرُّسُلِ بِالضُّدْرِ الْمُعْلَى نَبِيٌّ هَاشِمِيٌّ ذِي جَمَالِ
إِمَامُ الْأَنْبِيَاءِ بِلَا اخْتِلَافٍ وَتَاجُ الْأَصْفِيَاءِ بِلَا اخْتِلَافِ
وَبَاقٍ شَرْعُهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَارْتِحَالِ
وَلِلصِّدِّيقِ رُجْحَانٍ جَلِيٍّ عَلَى الْأَصْحَابِ مِنْ غَيْرِ اخْتِمَالِ
وَلِلْفَارُوقِ رُجْحَانٌ وَقُضْلٌ عَلَى عُثْمَانَ ذِي النُّورَيْنِ عَلِ
وَذُو النُّورَيْنِ حَقًّا كَانَ خَيْرًا مِنَ الْكِرَارِ فِي صِفِ الْقِتَالِ
وَلِلْكَرَارِ قُضْلٌ بَعْدَ هَذَا عَلَى الْأَغْيَارِ طُرّاً لَا تَبَالِ
وَلِلصِّدِّيقِ الرُّجْحَانِ قَاعِلٌ عَلَى الزُّهْرَاءِ فِي بَعْضِ الْخِلَالِ
وَلِلْمُحْسِنِينَ تَرْجِيحٌ بِكُلِّ عَلَى أَوْلَادِ خُلَفَاءِ الْكَمَالِ
لِكُلِّ الصَّحْبِ مِنْهُمْ لَا تَسْبُوهَا نُجُومُ الرُّشْدِ هُمْ أَهْلُ النَّوَالِ

بعد حمد و صلوة کے بندہ ناچیز ابوالشیر محمد صالح سجادہ نشین بن مولانا مولوی
مست علی خفی نقشبندی چشتی قادری سہروردی طباطبائی اللہ تبارک و جعل الجنة مثواه
ساکن میتر انوالی ضلع سیالکوٹ (پنجاب) خفی مذہب اور صوفی مشرب احباب کی
خدمت اقدس میں یوں رقمطراز ہے کہ اس سے پیشتر میں متعدد کتابیں تصنیف
و تالیف کر چکا ہوں۔

جن کو عوام کیا خواص نے بھی بڑی وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے،
چونکہ آج کل ہندوستان میں گمراہ اور بے دین ملاؤں نے مذہب اسلام کو
تختہ و مشق بنا رکھا ہے اور اپنے چرب نوالوں اور ترلقوں کی خاطر اپنے اپنے دام ترویج
پھیلائے ہوئے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی قسمت کا مارا اپنے شامت اعمال سے ان
کے سبز باغوں کو دیکھ کر آہی پھنستا ہے۔

علاوہ ازیں زمانہ کی بھی بھیڑ چال ہے کہ جہاں کوئی نیا مذہب ایجاد ہوا، فوراً
اس کی طرف عوام کیا خواص رجوع کرنے لگتے ہیں وجہ یہ ہے کہ
کُلُّ جَدِيدٍ لَدَيْنَا
ہر نئی چیز مزے دار معلوم ہوتی ہے۔

اس لئے عوام الناس عموماً نئی چیز یا نئے مذہب کی باتوں کے سننے کے
بڑے مشتاق ہوتے ہیں۔ اور کم علمی اور جہالت کی وجہ سے موجد مذہب کے دھوکے
میں آ جاتے ہیں، مزید برآں کے چکنی چڑی باتیں ان کی ظاہری شکل و شباہت اور
لبی لبی داڑھی کو دیکھ کر سادہ لوح بھولے بھالے مسلمان مغالطے میں پڑھ کر صراط
مستقیم سے پھسل جاتے ہیں لہذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ بے دینوں کی صحبت
بد اور نیش زہر آلود سے متنفر رہے!

پس میں نے اہل سنت والجماعت کا صحیح عقیدہ ان رسالہ جات میں ارقام

کر دیا ہے اور ان کے عقائد باطلہ کی تردید ایسی جامع اور شرح و بسط کے ساتھ کی گئی ہے کہ پھر کسی اور کتاب کے دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اس سلسلہ کتب کو عقل سلیم سے مطالعہ کرے گا اس کو حق اور باطل کا صحیح معیار اور نجات کا سیدھا راستہ معلوم ہو جائے گا۔

مزید برآں آج کل بعض بے دینوں اور چال بازوں نے ایک عجیب منافقانہ روش اور چال اختیار کر رکھی ہے کہ بظاہر تو وہ اپنے آپ کو مقلد اور صوفی کہتے ہیں لیکن اس کی آڑ میں اپنے مردود اور باطل عقائد شیریں زبان میں بیان کر کے کم علم اور جہلاء کو مغالطہ میں ڈال کر ان کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

یہ لوگ دراصل مار آستین ہیں، ان کو پورے مسلمان نہ سمجھئے! بلکہ ان کو غلط کارگمراہ کہنا بے جا نہ ہوگا، کیوں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آیات اور احادیث کا غلط مفہوم (جمہور کے برخلاف) اپنی رائے سے بتلا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، گویا وہ اپنی ذاتی رائے سے قرآن مجید کا ایسا مطلب بیان کرتے ہیں جو سلف صالحین کی تحقیق اور عقائد کے صریح خلاف ہوتا ہے، حالانکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایسے خانہ ساز مطالب قرآن کے بیان کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

جو کوئی قرآن مجید کے معانی اپنی ذاتی رائے سے بیان کرے وہ گمراہ اور بے دین ہے اور آخرت میں عذاب شدید میں مبتلا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ان نا سمجھوں اور گمراہوں کو رشد و ہدایت بخشے، تاکہ وہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے مطالب و معانی سلف صالحین کی تحقیق کے مطابق صحیح صحیح بیان کیا کریں، اور اس طرح وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں!

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

اختلافی مسائل کی مختصر فہرست

بعض لوگ عموماً یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام فرقوں میں چنداں اختلاف نہیں ہے، متعصب مولوی خواجہ ابراہیم ایک دوسرے کو کافر و شرک بنادیتے ہیں،

افسوس ہے کہ اب لوگوں کو خود تو اتنا علم نہیں ہے کہ وہ حق و باطل میں تمیز کر سکیں اس لئے وہ اپنی رائے کو صائب سمجھ کر متعصب علماء کے پیش کردہ مستند دلائل و براہین سے انکار کر کے صراطِ مستقیم سے پھسل کر گمراہ ہو جاتے ہیں، حالانکہ فرقہ ناجی یعنی اہل سنت والجماعت اور دیگر گمراہ فرقوں میں کئی ایک مسائل میں اختلاف ہے، چنانچہ بعض کا اختلاف تو فروعات میں ہے اور بعض کا اعتقادات میں، فروعات میں اختلاف تو چنداں ضرر رساں نہیں ہے، مگر ہاں عقائد میں جو اختلاف ہے وہ البتہ سخت ضرر اور نقصان ایمان کا باعث ہے، کیوں کہ غلط عقیدہ والا شخص خواہ کسی ہی اعلیٰ درجہ کی عبادت اور کیسا ہی عمدہ اور بے ریا عمل کرے، بارگاہِ ایزدی میں ہرگز ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا، کیوں کہ جب بنیاد ہی صحیح نہیں ہے تو پھر فروعات کب صحیح ہو سکتے ہیں۔

ناظرین کی توسیع خیالات کے لئے ان اختلافی مسائل کی مختصر فہرست تحریر کی جاتی ہے جن میں اہل سنت والجماعت اور دیگر گمراہ فرقوں کے عقائد میں فرق ہے۔

نیز اس فہرست کے مطالعہ سے ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق ہو جائے گی کہ واقعی فرقہ ناجیہ اور فرقہ باطلہ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ (۱)

اللہ تعالیٰ جھوٹ وغیرہ بولنے سے پاک اور منزہ ہے، اور یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ جھوٹ بولے، گو وہ ہر شے پر قادر ہے مگر صفات مذمومہ کے ارتکاب پر نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ پر کذب بالاتفاق ممتنع ہے اور کذب نقص ہے، اور نقص خدا پر بالا جماع محال ہے، اور جب کذب خدا پر ممتنع ہوا تو واجب ہے کہ اس کا کلام صادق ہو۔

گمراہ اور باطل فرقوں کا عقیدہ (۱)

بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، یعنی جھوٹ بول سکتا ہے (مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ)

اہل سنت کا عقیدہ (۲)

ندائے غیبیہ یعنی انبیاء و اولیاء کو خطاب حاضر کرنا جائز ہے، مثلاً یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیُّ اللّٰہِ، یَا شَیْخُ عَبْدِ الْقَادِرِ جِلَّالَہِیْ، یَا مُجِدِّدَ الْاَلْفِ ثَانِ، یَا مُعِیْنَ الدِّیْنِ جَشَبْتِیْ وغیرہ (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ فضائل رسول اللہ جواز ندائے یا رسول اللہ)۔

فرقہ باطلہ کا عقیدہ باطلہ (۲)

ندائے غیبیہ یعنی غیر اللہ کو خواہ وہ نبی ہو، یا ولی، خطاب حاضر کرنا یعنی کلمہ یا سے جو حاضر کے لئے مختص ہے پکارنا شرک و کفر ہے۔ (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہل حق کا عقیدہ (۳)

اولیاء و انبیاء سے خواہ وہ زندہ ہوں، یا مردہ استعانت اور مدد مانگنی جائز ہے۔ (دلائل کے لئے رسالہ فضائل رسول اللہ جواز ندائے یا رسول اللہ)

اہل باطل کا عقیدہ (۳)

غیر اللہ سے خواہ وہ نبی ہو یا ولی مدد مانگنی شرک و کفر ہے (تقویۃ الایمان)

اہل حق کا عقیدہ (۴)

انبیاء و اولیاء کو علم الغیب عطائی اور وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاننا صحیح اور درست ہے (دلائل کے لئے دیکھو یہی رسالہ ”علم غیب“)

اہل باطل کا عقیدہ (۴)

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی غیب دان جاننا کفر و شرک ہے (تقویۃ الایمان)

اہل حق کا عقیدہ (۵)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ہر قسم کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے، خواہ وہ انسان ہو یا جن یا فرشتہ (دلائل کے لئے یہی رسالہ ”علم غیب“)

اہل باطل کا عقیدہ (۵)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بڑھ کر شیطان عالم ہے (براہین قاطعہ

مصنفہ مولوی خلیل احمد یونیدی)

اہل حق کا عقیدہ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی تعظیم و تکریم تمام مخلوق سے بڑھ کر کرنی چاہئے۔ (صحیح بخاری و مدارج النبوة وغیرہ)

اہل باطل کا عقیدہ (۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہئے۔ (تقویۃ الایمان)

اہل حق کا عقیدہ (۷)

تصور شیخ جائز اور درست ہے (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ”تصور شیخ“)

باطل کا عقیدہ (۷)

تصور شیخ وغیرہ کفر و شرک ہے، (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہل حق کا عقیدہ (۸)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نظیر نہ ہو سکتا ہے، اور نہ ہوا ہے، یعنی حضور کا مثل اور نظیر ہونا ناممکن اور محال ہے۔

باطل کا عقیدہ (۸)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مثل اور نظیر خدا تعالیٰ پیدا کر سکتا ہے (تقویۃ

الایمان)

اہل حق کا عقیدہ (۹)

غلام رسول، عبد الرسول، محمد بخش، میراں بخش وغیرہ نام رکھنے جائز اور

درست ہیں۔ دلائل کے لئے دیکھو کتاب ”التوحید“)

باطل کا عقیدہ (۹)

غلام رسول، عبد الرسول، محمد بخش، میراں بخش وغیرہ نام رکھنے شرک فی اسماء الہی ہے (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہل حق کا عقیدہ (۱۰)

مردے زندہ ہو سکتے ہیں نبی کے معجزے سے یا ولی کی کرامات سے (دلائل کے لئے دیکھو کتاب ”فضائل رسول“)

باطل کا عقیدہ (۱۰)

کوئی شخص دنیا میں مرنے کے بعد زندہ نہیں ہوا اور نہ ہی ہو سکتا ہے، کسی مخلوق کی نسبت ایسا اعتقاد رکھنا شرک و کفر ہے (عقائد قادیانی)

اہل حق کا عقیدہ (۱۱)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام خاتم الانبیاء ہیں سلسلہ نبوت آپ کے بعد ختم ہو گیا اب کوئی نیا نبی آئی نہیں سکتا، تشریحی ہو یا غیر تشریحی، اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے، اور اس کے ماننے والے کافر ہیں (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ”ختم نبوت“)

باطل کا عقیدہ (۱۱)

نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا، ہاں تشریحی نبی نہیں ہو سکتا، مگر غیر تشریحی ہو سکتا ہے جو اس کو نہ مانے، وہ کافر ہے (عقائد قادیانی)

اہل حق کا عقیدہ (۱۲)

تمام انبیاء بالعموم اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام بالخصوص روضہ مبارکہ میں زندہ

ہیں، ان کو حیاتِ حسی جسمانی ہے، نہ معنوی (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ حیات الانبیاء،)

باطل کا عقیدہ (۱۲)

کوئی نبی یا ولی اپنی قبر میں زندہ نہیں ہے بلکہ مرکز مٹی ہو گئے (تقویۃ الایمان وغیرہ)، اور بعض کہتے ہیں کہ انبیاء کو حیات معنوی ہے نہ جسمانی (مولوی اشرف علی تھانوی)

اہل حق کا عقیدہ (۱۳)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام یا دیگر اولیاء اللہ کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا جائز ہے۔ (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ”زیارت روضہ مقدسہ“)

باطل کا عقیدہ (۱۳)

کسی نبی یا ولی کی قبر کی زیارت کرنے کے لئے عہدِ سفر کرنا شرک و کفر ہے (تقویۃ الایمان)

اہل حق کا عقیدہ (۱۴)

مولد شریف میں سلام کے وقت قیام تعظیمی کرنا جائز اور درست ہے (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ”جواز قیام“)

اہل باطل کا عقیدہ (۱۴)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی غائبانہ تعظیم کے لئے کھڑا ہونا کفر و شرک ہے (تقویۃ الایمان وغیرہ)

اہل حق کا عقیدہ (۱۵)

مردوں کو بعد میں ثواب برابر پہنچتا رہتا ہے، خواہ صدقہ جاریہ ہو یا کسی اور کا عمل (دلائل کے لئے دیکھو رسالہ ”اثبات ایصالِ ثواب“)

اہل باطل کا عقیدہ (۱۵)

مردے کے مرنے کے بعد عمل منقطع ہو جاتے ہیں اور غیر کے عمل کا ثواب تو ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

اہل حق کا عقیدہ (۱۶)

تقلید شخصی واجب ہے۔ (دیکھو رسالہ تقلید شخصی)

باطل کا عقیدہ (۱۶)

تقلید شخصی بدعت بلکہ کفر و شرک ہے۔

اہل حق کا عقیدہ (۱۷)

اصول دین چار ہیں، قرآن مجید، احادیث نبویہ، اجماعِ اُمت، قیاس۔ (دیکھو رسالہ اجتہاد)

باطل کا عقیدہ (۱۷)

اصول دین صرف قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور باقی شرک و بدعت۔

اسلام کے متضاد فرقوں میں ناجی فرقہ پر کھنے کا صحیح معیار

سوال: مسلمانوں جب فیما بین اتنے بے شمار اختلاف ہیں جس کے باعث ایک

گروہ دوسرے گروہ کو کافر و مشرک کہتا ہے، تو ایک طالب حق کے دل میں خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان فرقوں میں سے کون سا فرقہ راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر ہے، اور کون سا غلطی اور گمراہی پر اور ان کے پرکھنے کا صحیح معیار کیا ہے؟

بہتر فرقے دوزخی، ایک فرقہ ناجی اور بہشتی ہوگا

جواب: اس میں شک نہیں ہے کہ اسلام کے پیٹکڑوں متضاد اصول کے فرقوں کو دیکھ کر ایک طالب حق خود بخود صحیح اور ٹھیک فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کون سا فرقہ حق پر ہے، اور کون سا غلطی اور گمراہی پر، جب تک کہ اس کے پرکھنے کا صحیح معیار اور کسوٹی معلوم نہ ہو جائے، چونکہ اس کا صحیح معیار خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ہی بتلادیا ہے اس لئے جس فرقے کے اصول اور قواعد اس کے مطابق ہوں گے وہ سچا اور صحیح قرار دیا جائے گا اور باقی غلط۔

چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے جن میں سے بہتر تو گمراہ اور دوزخی ہوں گے اور ایک فرقہ ناجی بہشتی ہوگا (جو اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم ہے) جیسا کہ مسند امام احمد، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي أَسْرَأُ نَبْلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى الثَّانِيَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفَرَّقَ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً

یعنی بنی اسرائیل کے بہتر فرقے تھے، اور میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے (جو اصول اور عقائد میں اختلاف رکھیں گے)

كُلُّهُمْ فِي النَّارِ

یعنی یہ سب فرقے دوزخ کے مستحق ہیں،

إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً۔

مگر ایک فرقہ،

قَالُوا آمَنُ بِهِ،

یعنی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کان سا فرقہ ہے یا رسول

اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

قَالَ بَلَى أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي۔

یعنی آپ نے ارشاد فرمایا: کہ جو میرے طریقے اور میرے اصحاب کے

طریقے پر ہوگا۔

امام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں ہے:

وَوَاحِدَةً فِي الْخَيْفَةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ۔

یعنی ایک فرقہ بہشتی ہے اور اس کا نام جماعت ہے۔

کیونکہ وہ حق بات پر جمع ہیں ان کے اصول اور عقائد مختلف نہیں ہیں، اور

اجماع سلف کے مطابق چلتے اور ان کی پیروی کرتے ہیں (اشعۃ اللمعات)۔

یہ وہ راہِ راست ہے سیدھا جو جنت کو گیا

غیر اس کے کُلُّهُمْ فِي النَّارِ حضرت نے کہا

غرض آپ کی یہ پیش گوئی بہت جلد ظہور میں آئی، چنانچہ زمانہ خلفائے

راشدین کے بعد ہی عقائد کی جزئیات میں اختلاف شروع ہو گیا، گویا وہ طریقہ

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کا تھا اس میں بعض نے اپنی نفسانی خواہش

سے اپنی رائے کو دخل دے کر کتنے ہی لوگوں کو راہِ راست سے ہٹا کر اپنے عقائد مختصر

کے مطابق کر لیا، اسی طرح ہوتے ہوتے بہت سے فرقے پیدا ہو گئے۔ حتیٰ کہ بہتر

تک نوبت پہنچ گئی اور جس فرقے میں سے یہ فرقے نکل کر الگ ہوئے تھے وہ تہتر واں تھا جس کا نام فرقہ ناجیہ یعنی نجات پانے والا فرقہ ہے، یہ فرقہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مجتہدین کے طریقے پر ہے، یہی سواد اعظم ہے، یہی اہل السنۃ والجماعت کا ناجی فرقہ ہے، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی یہ سب فرقے اہل السنۃ والجماعت ہیں، کیوں کہ ان کا آپس میں بجز چند مسائل فروعی کے اور کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے، تمام محدثین صحاح ستہ وغیرہ مقلد ہوئے ہیں، باقی تمام فرقے گمراہ اور مردود ہیں، گو یہ لوگ اپنے عقائد باطلہ کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے استدلال کر کے مغالطہ دیتے ہیں مگر ان کی من گھڑت تاویلیں اور غلط معانی سلف صالحین کی تحقیق کے بالکل برخلاف اور برعکس ہیں، اس لئے ان کے سبز باغوں کو دیکھ کر دھوکہ میں نہیں آنا چاہئے۔

گمراہ کن لوگوں کے مغالطہ سے احتیاط اور پرہیز کا حکم

ایسے مغالطہ دینے والوں کے بارہ میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بطور پیش گوئی فرمادیا ہے۔

کہ آخر زمانہ میں ایسے چالاک لوگ ہوں گے جو نیکوں کے لباس میں ہو کر سادہ لوح مسلمانوں کو راہ راست سے گمراہ کریں گے،

چنانچہ ائمۃ المذہبات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ

آخری زمانہ میں بناوٹی اور جھوٹے ہوں گے۔

جو علماء اور مشائخ نیکوں کے لباس میں آکر لوگوں کو اچھے عقیدوں سے بد

نہی کی طرف بلائیں گے۔

يَا تُؤَلِّمُكُم مِّنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ۔

جو باتیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں سنی ہیں، وہ سنائیں گے، یعنی عقائد اور اعمال تمہارے اور تمہارے بزرگوں کے مخالف بتائیں گے، فَايَا كُمْ وَيَا كُمْ یعنی اپنے آپ کو ان سے دور رکھو اور ان کو اپنے آپ سے ہٹاؤ، مقصود بچنا اور احتیاط کرنا ہے دین کے سیکھنے میں اور پرہیز اور اجتناب کرنا بدعتیوں کی صحبت اور مل بیٹھنے سے

لَا تَضِلُّوْكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْكُمْ۔

تاکہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔

چوں بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست
حرف درویشاں بدزد مرد دوں تا بخواند بر سلیحے آں فسوں
ز انکہ صیاد آورد بانگ صغیر تا فرید مرغ ز آں مرغ گیر
کار مرداں روشنی و گرمی است کار دوناں حیلہ دے شرمست

سواد اعظم (اہل سنۃ والجماعت) کی پیروی

پس اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ گمراہ فرقوں کی کثرت ہو رہی ہے، یہ لازمی امر ہے کہ فرقہ اہل السنۃ والجماعت کی پیروی کی جائے، جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سواد اعظم کے نام سے موسوم کیا ہے۔

ورنہ دوزخ کا ایذا منہم نپایا جائے گا،

وَقَدْ دَهَا النَّاسَ وَالْجَحَارَةَ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اتَّبِعُوا سَوَادَ الْأَعْظَمِ فَإِنَّهُ مَنْ شَدَّ شُدَّ فِي النَّارِ (رواہ ابن ماجہ)

ابن ماجہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پیروی کرو سواد اعظم کی، جو کوئی جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں جا پڑا

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَهْدِي اللَّهُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ

شُدَّ فِي النَّارِ (رواہ الترمذی)

صحیح ترمذی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرتا اور نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا

دست (کرم) جماعت پر ہے اور جو کوئی اس جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں جا

پڑا۔

عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الشُّيْطَانُ ذَنْبُ الْإِنْسَانِ كَذَنْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاةُ الشَّاةَ

الْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ فَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْأَلْفَةِ وَالْعَامَةِ وَالْمَسَاجِدِ وَإِيَّاكُمْ

وَالشُّعَابَ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر)

مسند احمد معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

شیطان آدمی کے لئے بھیڑیا ہے جماعت سے الگ کر کے ہلاک کر دیتا

ہے جیسے بکری کے لئے بھیڑیا ہے کہ وہ اس بکری کو بھی جو گلہ سے دور رہتی ہے، اور اس

بکری کو بھی جو گلہ سے ایک کنارہ پر رہتی ہے وہ پکڑ لیتا ہے تم اپنے آپ کو ایسے

راستوں سے بچاؤ اور تم کو لازم ہے کہ تم جماعت اور جمہور مسلمانوں کے ساتھ ملے

رہو۔

عن ابی ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ عَنْ عُنُقِهِ (رواہ ابو

داؤد، مسند احمد بن حنبل، مستدرک)

مشکوٰۃ شریف میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا:

جو کوئی جماعت سے ایک بالشت بھر جدا ہوا، تحقیق اس نے اپنی گردن سے

اسلام کی رسی کو نکال دیا۔

احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ سواد اعظم (بڑی جماعت) سے الگ

نہیں ہونا چاہئے، اور سواد اعظم فرقہ اہل سنت والجماعت ہی کہلانے کا مستحق ہے جو

تمام صحابہ تابعین، تبع تابعین، مجتہدین اور اولیائے کرام کا دستور العمل رہا ہے جن

کے اظہار کے لئے یہ سلسلہ کتب مرتب کیا گیا ہے جن میں فرقہ ناجی کے صحیح عقائد اور

اصول دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کئے گئے ہیں اور مخالفوں کے اعتراضات کے

جواب بھی ایسے دندان شکن دیئے گئے ہیں، کیوں کہ ان کو سوائے سکوت یا تسلیم کے

چارہ نہیں ہو سکتا۔

افسوس ہے کہ بے دین لوگوں نے عذاب اخروی سے نڈر ہو کر محض اپنے

چرب نوالوں اور لقموں کی خاطر نئے نئے مذہب جاری کر رکھے ہیں، اور ان کی

اشاعت کے لئے اپنے اپنے دام ترویج مختلف طریق اور ڈھنگ پر پھیلائے ہوئے

ہیں جن میں کوئی نہ کوئی قسمت کا مارا ان کے سبز باغوں کو دیکھ کر آہی پھنستا ہے۔

ان مذاہب باطلہ کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

چنانچہ امام احمد داری اور نسائی میں مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر ایک صراط مستقیم بنا کر فرمایا:

یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے، پھر اس کے دائیں بائیں طرف خط کھینچے اور فرمایا:

کہ ان راہوں کے ہر راستہ پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلاتا ہے۔

الحاصل غیرت دینی اور محبت مذہبی نے مجبور کیا، کہ بقول شیخ سعدی رحمہ

اللہ

اگر ینم کہ ناپینا و چاہ است اگر خاموش بنشینم گناہ است

ان لوگوں کو راہ راست پر لایا جائے، اور مذہبین کو تذبذب کے گڑھے سے نکال کر صراط مستقیم پر قائم کیا جائے، اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے حق و باطل کے پرکھنے کا صحیح معیار اور دستاویز ہو جائے جو ان کی ہدایت کا باعث ہو، چنانچہ کئی روز کے غور و غوض کے بعد کہ یہ کام کس کے سپرد کیا جائے، کئی اشخاص کو تحریک دلائی گئی، مگر صدائے برنخواست۔

آخر الامر اس اہم اور ضروری کام کو خود ہی کرنا شروع کر دیا، گو میں اس قابل نہ تھا کیوں کہ میری علمی لیاقت محدود اور میری معلومات قلیل ہیں، مگر اشتیاق نے میری حوصلہ افزائی کی، کمر ہمت باندھ کر شب و روز دماغ سوزی کرتا رہا، بعض اوقات دقیق اور مشکل مسائل کے حل کرنے میں مہینوں گزر جاتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اولیاء کرام کی روحانی توجہ سے قلیل عرصہ میں میں نے کئی ایک مضمون مختلف عنوان پر تیار کر لئے، جو انشاء اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے شائع ہوتے رہیں گے، مجھ کو یقین کامل ہے کہ ان رسالہ جات کے مطالعہ سے ناجی فرقے کا صحیح معیار طالب حق کو مل جائے گا، جو پیاسے کی پیاس بجھا دے گا۔

اور ان کو تحقیق حق کے لئے مزید کتابوں کے دیکھنے کی ضرورت باقی نہ رہے

کی، باوجود ان خوبیوں کے ہر ایک رسالہ کی قیمت واجباً رکھی گئی ہے۔

التماس مؤلف بہ برادران احناف

اگر راقم الحروف کے ہم خیال شائقین صدق دل سے اس سلسلہ کتب کی طرف جو دراصل مذہب حق اہل سنت و جماعت کی اشاعت ہے توجہ فرمائیں گے تو بہت جلد یہ رسائل طبع کر سکیں گے۔

گویا ان کے جلد طبع ہونے کا انحصار محض ہم مشرب احباب کی امداد اور اعانت پر ہے اس طرح کہ وہ خود بھی ایک ایک رسالہ خریدیں اور دوسروں کو بھی اس کے خریدنے کی ترغیب و تحریص دلائیں، کہ السَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَّاعِلِهِ کے مصداق ہوں گے کیانی اچھا ہو کہ اگر مالدار اور اہل ثروت احباب اس سلسلہ کے متعدد رسالہ جات خرید کر غرباء کو تقسیم کریں، تو وہ عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوں، غرض اس کا اجر ان سب احباب کو جو ان رسالہ جات کی کسی طرح کی بھی امداد فرمائیں گے بارگاہ ایزدی سے بے حساب ملے گا وَ مَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔

غرض نقشے است کز مایا ماند کہ بستی رائے ینم بقائے

ابوالشیر مولوی محمد صالح سجادہ نشین بن مولوی مست علی صاحب نقشبندی

سید اس والی ساکوت پنجاب

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ



مَقَلَمَات

آج کل مسئلہ علم غیب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا زیر بحث ہو رہا ہے کہ ہر طرف عوام کیا خواص میں بھی اسی کا ذکر سنا جاتا ہے، چنانچہ اسی بحث میں مخالف اور موافق بے شمار رسالے لکھے جا چکے ہیں لیکن ان سب میں جامع و مدلل رسالہ "الکلمۃ العلیا علاء علم المصطفیٰ" ہے جس کو مولوی حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے تالیف فرمایا ہے، غرض آج تک جس قدر رسالے لکھے جا چکے ہیں، یہ ان سب کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور ان کی کمی کا جامع بھی ہے۔

مشک آئست کہ خود ہوید نہ کہ عطار بگوید

ہر عاقل کو تسلیم ہے کہ جب تک عقیدہ صحیح نہ ہو، کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا، چونکہ زمانہ نبوت سے لے کر اب تک تمام علمائے محققین و فضلاء مدققین یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماکان و مایکون (یعنی گزشتہ اور آئندہ) کا حال باعطاء الہی معلوم تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صفت علم غیب عطا فرمائی تھی لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم مغیبات بالواسطہ یا وہی غیب ماننے سے نہ تو شرک لازم آتا ہے اور نہ ہی کفر مگر ہاں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس صفت کا مطلقاً منکر ہے، البتہ وہ کافر ہے اور جو کوئی اس کے کفر میں شک و شبہ کرے وہ بھی کافر ہے۔ پس جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کا منکر بالاتفاق کافر ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کا منکر بھی محققین کے نزدیک کافر ہے۔

کافر مطلق ہے، مرتد ہے، ملعون ہے وہ جو رسالت کی رسول پاک کا قائل نہیں

الغرض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے صفت علم غیب بالاتفاق نہیں قطعی قرآنی ثابت ہے پس منکر منصوص نص قرآن مجید کا مکتذب کافر ہے، نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا منکر منقص ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا منقص کافر ہے، ہاں اگر کوئی جاہل شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے علم غیب بالاستقلال بغیر تلامذہ غلام انبیاء کے ثابت کرے تو وہ البتہ کافر ہو سکتا ہے، کیوں کہ علم غیب بالاستقلال خاص ذات باری کے واسطے مختص ہے، میری دانست میں ایسا تو کوئی شخص بھی نہیں ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایسا عقیدہ رکھتا ہو بلکہ جاہل سے جاہل کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے ہی علم غیب مرحمت فرمایا ہے، نہ صرف غیب بلکہ ہر ایک طاقت اور قوت جس کے سمجھنے کے لئے انسانی عقل قادر ہے، آپ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

نہ کوئی عرش سے تا فرش محمد سا ہے نہ ہووے گا

نہ نہری میں وہاں پیدا نہ خاک کی میں یہاں پیدا

علم غیب الرسل

محققین علماء و فضلاء اور صوفیائے کرام کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اولیاء کو علم غیب عطا کیا ہوا ہے، مگر فرقہ غیر مقلدین (وہابی اور ان کے ہم خیال لوگ اس سے نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ اس کے ماننے والے کو مشرک کہتے ہیں، چنانچہ ان کی مستند اور مسلمہ کتابوں میں تفصیل ذیل مرقوم ہے۔

(۱) اللہ کا سا علم اور کون ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ وہ پیرو شہید سے خواہ امام زادے سے، خواہ بھوت پری سے خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۹ و ۱۰)

(۲) کسی انبیاء و اولیاء و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے، کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں، بلکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے، اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶)

(۳) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے، وہ جھوٹا ہے، بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷)

(۴) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر، تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸

(۵) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا،

صریح شرک ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰)

(۶) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں وہ

یقیناً کافر ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۲)

(۷) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب مجمع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ

تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۲)

جواب

کافراں و دیندار احمد را بشر ایں نے دانند کہ آں شق انظر
تمام سلف صالحین یک زباں ہو کر فرماتے ہیں:

کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو علم غیب عطا کیا ہوا ہے، جو شخص انبیاء و اولیاء کو غیب دانی (عطائی) نہیں مانتا، وہ فرقہ ناجی (اہل سنت و الجماعت) سے خارج ہے خواہ وہ شخص حنفی ہو یا غیر حنفی، وہابی ہو یا مرزائی، شیخی ہو یا چکرالوی وغیرہ، غیرہ، چنانچہ یہاں سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے کا ثبوت بالخصوص اور دیگر انبیاء، تنہم الصلوٰۃ والسلام کا بالعموم کام الہی سے دیا جاتا ہے، اس کے بعد احادیث نبویہ سے، پھر آثار صحابہ اور اقوال فقہاء و محدثین اور مصوفیائے کرام کے مشاہدات اور تجربات سے اس کے بعد مخالفین اور منکرین کے ہر اعتراض کا جواب بھی دندان شکن دیا جائے گا، اور خاتمہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور خصائل کو احادیث صحیحہ سے ثابت کیا جائے گا تاکہ ناظرین اور متانتین کو معلوم ہو جائے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی واقعی بے نظیر اور بے مثل ہے اور آپ کی شان کے برابر نہ کوئی ہوا ہے، اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔

نبی ایسا آیا بشر و نذیر ہوا ہے نہ جو جس کا ہرگز نظیر

۱۔ اس مضمون کو علیحدہ رسالہ میں بالتفصیل لکھا گیا ہے، جس کا نام "فضائل رسول" ہے، لہذا خاتمہ کتاب میں، بخوف طوالت اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (مصنف)

پہلا باب

قرآن مجید اور انبیاء کا غیب داں ہونا

پیشتر اس کے کہ میں قرآن مجید سے دلائل و براہین لکھوں اس امر کا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس کتاب میں قرآن مجید کا ترجمہ وہی لکھا جائے گا، جو مقبول فی الخلق ہو چکا ہے، مثلاً شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی، اور شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

علاوہ ازیں آیات زیر بحث کی تفسیر بھی وہی لکھی جائے گی جن کو بڑے بڑے مفسر لکھ چکے ہیں جو ہر ایک صاحب علم کے نزدیک معتبر اور مستند ہے، اور اس میں کہیں بھی منکرین کی طرح من گھڑت تفسیر اور ترجمہ نہیں لکھا گیا، کیوں کہ ہماری قرآن دانی اور ہمارے حقائق و معارف سلف صالحین کے مقابلہ میں سچ ہیں۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي ۝ (سورۃ طہ)

رَبَّنَا وَسِّعْ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ (سورہ مومن)

رسولوں کا غیب داں ہونا

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ

(سورۃ جن رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرمالیا کسی رسول کو۔

تفسیر جمل بر حاشیہ تفسیر جلالین میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے:
حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے نفس سے جس کسی جگہ علم غیب کی نفی فرمائی ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ سے تواضع اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے۔
اہل تدقیق ارقام فرماتے ہیں:

لَا يُظْهِرُ غَيْبَهُ عَلَى أَحَدٍ نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا کیوں کہ اظہار غیب تو اولیائے کرام پر بھی ہوتا ہے، اور بذریعہ انبیاء و اولیاء ہم پر بھی ہوتا ہے۔

بلکہ فرمایا: لَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا، اپنے غیب خاص پر کسی کو ظاہر وغالب و مسلط نہیں فرماتا (مگر رسولوں کو)۔

ان دونوں مرتبوں میں کیسا فرق عظیم ہے، اور یہ کیسا مرتبہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے قرآن عظیم میں ثابت ہوا۔

تفسیر روح البیان جلد ۴، میں اسی آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے:

قال ابن الشيخ انه تعالى لا يطلع على الغيب الذي يختص به علمه الا المرتضى الذي يكون رسولا وما لا يختص به يطلع عليه غير الرسول۔

یعنی ابن شیخ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب خاص پر جس کے ساتھ اس کا علم مختص ہے رسول مرتضیٰ کے سوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کے ساتھ خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ (سورة آل عمران رکوع ۳)

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں، لیکن اللہ تعالیٰ جن کو چاہتا ہے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

اس آیت کا شان نزول تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمہ اللہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے روبرو میری اُمت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھیں پیش کی گئیں جیسے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے روبرو پیش کی گئیں تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا کہ جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو نہ لائے گا (یعنی جو کافر رہے گا) جب یہ بات منافقوں نے سنی تو انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھکے سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اور جو نہیں لاتا (کافر رہتا ہے) اگرچہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہ ہوا ہو، یہ کیسی غلط بات ہے، اور کتنا بڑا جھوٹ ہے، کیوں کہ شب و روز ہم اس کے پاس رہتے ہیں وہ ہم کو بھی نہیں پہچان سکتا، چنانچہ تجربہ کر کے معلوم کر لو کہ وہ ہم کو کبھی بھی پہچان نہیں سکتا۔

جب منافقوں کی اس قیل و قال کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں پہنچی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔

اور آپ نے کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں وہ مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہیں دریافت کر سکتے ہیں اور میں ان کو ذرہ ذرہ بتلاؤں گا اس پر عبد اللہ بن حذافہ نے (بعض لوگ اس کے باپ میں شک کرتے تھے) کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ بتلا سکتے

ہیں کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ تیرا باپ حذیفہ ہے، پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا۔

ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے، اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے، اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے، اور حضور سے جو ہمارے نبی ہیں، ہمیں معاف فرمائیے، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم کچھ اور پوچھنا نہیں چاہتے تم نے پوچھنے سے کیوں بس کر دی ہے، پھر آپ منبر پر سے نیچے اتر آئے، اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَهْدِيَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمُوزَ الْغَيْبِ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ○ ص:

اللہ ایسا نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اسی حالت پر جس پر تم ہو جب تک نہ مجھد کروے برے کو اچھے سے، اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن اللہ جن کو چاہتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہے۔

قسط ۱۱ فی شرح صحیح بخاری سورة رعد کے ذیل میں مرقوم ہے:

لَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ الْأَمِنُ أَوْ تَضَى مِنْ رَسُولِ فَانْهُ يَطْلُعُهُ عَلَى مَا يَشَاءُ مِنْ غَيْبِهِ وَالْوَلِيُّ تَابِعٌ لَهُ يَأْخُذُ مِنْهُ

کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی سوائے اللہ تعالیٰ کے مگر جس رسول کو وہ چاہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو واقف کرتا ہے جس چیز پر چاہے اپنے مغیبات سے اور ولی اس کے تابع ہیں جو اس سے لیتے ہیں۔

خضر علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب دان ہونا

حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ کہف رکوع ۹ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا

اور ہم نے اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔

تفسیر بیضاوی میں اس آیت کے تحت میں مرقوم ہے:

ای مبادیختص بنا ولا یعلم الا بتوفیقنا وهو علم الغیب۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ ہم نے خضر کو وہ چیز بتادی جو ہمارے ساتھ مختص تھی اور وہ علم غیب نہیں معلوم ہوتا مگر ہماری مدد سے۔

علاوہ ازیں سورۃ کہف کے رکوع ۹ میں مرقوم ہے:

جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بحکم خداوند عالم خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حصول تعلیم کے لئے تشریف لے گئے، تو وہ تین واقعات جو مشہور و معروف ہیں دیکھ کر بول اٹھے، کہ یہ قطعی ناروا ہے، اس پر خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

کہ میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میری مصاحبت میں نہیں رہ سکتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا

تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکو گے۔

گو آپ نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں چپ چاپ آپ کے ہمراہ رہوں گا لیکن آپ ان واقعات کو دیکھ کر خاموش نہ رہ سکے، بار بار انکشاف واقعات کا

مذاضا ہی کرتے رہے، پس خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے ان تینوں واقعات کی اصلیت بیان فرمائی جو مشہور بین الناس ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا:

سَأَتِبْنٰكَ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا

میں تم کو بتائے دیتا ہوں ان باتوں کی اصل حقیقت جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

دیکھئے! حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے عالم غیب ہونے کا خود اقرار کیا

ہے۔

خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے کا ثبوت

وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (سورۃ بقرہ رکوع ۷۱)

اور ہوں گے رسول تم پر گواہ (چشم دید)

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

اس آیت کے تحت ارقام فرماتے ہیں:

باشد رسول شمار بر شاہ گواہ زیرا کہ او مطلع است بخبر نبوت بر مرتبہ ہر متدین

بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان چیست و جوابے کہ بدان از

ترقی محبوب مانده است، کدام است پس او سے شناسد گناہان شمار اور درجات ایمان

شمار و اعمال نیک و بد شمار و اخلاص و نفاق شمار الہذا شہادت اور دنیا بحکم شرع در حق

امت مقبول و واجب العمل است و آنچه او از فضائل و مناقب حاضران زمان خود مثل

صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اولیس و مہدی و مقتول و جال یا از

معائب و مثالب حاضران و غائبان میفرماید اعتقاد بدہاں واجب است و ازین است

کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع ہے سازند، کہ فلاں امر در

چنین میکند و فلاں نے چنان تار و ز قیامت او شہادت تواند کرد۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے تم پر گواہ ہوں گے اس طرح کہ ان کو اطلاع دی ہے ہر اس شخص کے دین کے متعلق جس پر وہ قائم ہے اور وہ میرے دین کے کس درجے پر ہے اور اس کے ایمان کا درجہ اور حقیقت کیا ہے، اور وہ کون سا پردہ ہے جس نے باز رکھا ہے اس کو ترقی کے راستے سے پس وہ پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے نیک و بد عملوں کو اور نیت کے خالص اور غیر خالص ہونے کو لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی اپنی اُمت کے حق میں بحکم شریعت مقبول اور واجب العمل ہے اور وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد آنے والے لوگوں مثلاً اولیس و مہدی کے فضائل و مناقب یا مقتول دجال و حاضران و غائبان کے معائب و رذائل کے متعلق فرمادیا ہے اور اس پر اعتقاد واجب ہے اور روایات سے ثابت ہے کہ ہر نبی کو اس کی اُمت کے اعمال سے مطلع کر دیا جاتا ہے، فلاں نے آج ایسا اور ویسا کیا، تاکہ روز قیامت اس کی شہادت دے سکے۔

دیکھئے! شاہ صاحب کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں اور آپ ہر وقت ہر ایک مومن کی اعمال کو اپنے نور نبوت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں، ان سب کے حالات کی شہادت اور گواہی قیامت کے دن دیں گے۔ اور یہ اظہر من الشمس ہے، کہ گواہی بغیر دیکھے نہیں ہو سکتی، بلکہ چشم دید گواہی ہوتی ہے اس شہادت پر اعتقاد و ایمان لانا ہر ایک مومن پر لازم اور واجب ہے، کہ وہ درگاہ عالی میں ذرہ ذرہ کی بابت گواہی اور شہادت دیں گے، اسی توجیہ سے بعض صوفیاء کرام نے فرمایا ہے:

۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

چنانچہ علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تصانیف میں ارقام

فرماتے ہیں (مدارج النبوة وغیرہ ملاحظہ کرو)

حضور علم غیب ما کان و ما یكون کے عالم

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ (سورة الرحمن رکوع ۱)

اس آیت کا مطلب اور معنی تفسیر معالم التنزیل میں یوں مرقوم ہے:

قال ابن کيسان خَلَقَ الْإِنْسَانَ ○ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ یعنی بیان ما کان و ما سیکون۔

ابن کيسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، سکھایا اس کو بیان یعنی علم غیب اس کا جو ہو چکا، اور جو آنکندہ ہوگا۔

اس آیت کا مطلب تفسیر حسینی میں یوں مرقوم ہے:

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ○ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○

بوجود آورد (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) را و بیا موز ایندوے را بیان آنچه بود و

ہست و باشد۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، اور جو کچھ تھا اور ہے، سب ان کو تعلیم کر دیا۔

چنانچہ حدیث عَلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ اس کی تائید کرتی ہے۔ واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہ ہم جمع غیوب تناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات الہیہ کا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے، وہ بھی یہاں متصور نہیں، کہاں خالق اور کہاں مخلوق، ہماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا، علم الہی کے حضور میں تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے، بہ ایں ہمہ

عطاء الہی سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جمع کائنات تمام ماسکان و مابکون کے علوم حاصل ہیں۔

الحمد للہ! ہم نہ مماثلت و مساوات کے قائل ہیں، اور نہ عطاء الہی اور فضائل احمدی کے منکر، اور مخالفین کا الزام مماثلت و مساوات ہم پر انتراء ہے۔

حیرت یہ ہے کہ کذب جیسے قبیح عیب پر تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے جائیں، اور ناکام کوششیں کی جائیں، اور حضور کو جمع اشیاء کا علم عطاء فرمانے سے خداوند عالم کو عاجز سمجھا جائے،

بریں عقل و دانش بباہر گریست، حالانکہ
محمد بندہ و بے مثل و مانند خدا را بندہ و ما را خداوند

حضور ﷺ غیب بتلانے میں بخیل نہ تھے

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ○

اور وہ (رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) غیب (کی بات) پر بخل کرنے والا نہیں ہے۔

اس کا مطلب تفسیر بیضاوی جلد دوم میں اس طرح مرقوم ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْغَيْبِ وَمَا يُخْبِرُهُ مِنَ الْوَحْيِ إِلَيْهِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْغُيُوبِ بِظَنِينٍ بِمَتَهُم مِّنَ الْغُضَاءِ وَهُوَ التَّهْمَةُ وَقَرَأَ نَافِعٌ وَعَاصِمٌ وَحَمْزَةُ وَابْنُ عَامِرٍ بِضَنِينٍ مِّنَ الضَّنِّ وَهُوَ الْبَخْلُ أَيْ لَا يُبْخَلُ بِالتَّبْلِيغِ وَالتَّعْلِيمِ (تفسیر بیضاوی جلد دوم)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں یا خبر دینے میں جو وحی ان کی طرف آتی ہے وغیرہ علوم غیب کی ظنین نہیں ظن کے ساتھ متہم لفظ ظن سے جو تہمت ہے

اور نافع، عاصم، حمزہ اور ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کو بھنسن حرف ضاد، ضن سے پڑھا ہے اور اس کے معنی بخل کے ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت اور تعلیم علم غیب پر بخیل نہیں ہیں۔

اس آیت کا مطلب تفسیر جلالین میں اس طرح مرقوم ہے:

وَمَا هُوَ أَيْ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِينٍ بِمَتَهُمْ
وَلَفِي قَوْلَانِ بِالضَّادِ أَيْ بِبَخِيلٍ فَيَنْقُصُ شَيْئًا مِّنْهُ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب کے بتلانے میں متہم نہیں اور ایک قرائت حرف ضاد سے یہ ہے کہ وہ علم غیب کے بتلانے میں بخیل نہیں کہ کچھ اس میں سے کمی کریں۔

الحاصل، التفاسیر مذکورہ بالا سے یہ بات ثابت ہوگئی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا، اور اسی سبب سے جس کسی نے آپ سے جو کچھ پوچھا آپ نے اس کو بتلانے میں کسی طرح کی کمی نہیں فرمائی، بلکہ صاف صاف بتلادیا، مگر وہ علوم اور اخبار غیبیہ و اسرار مخفیہ جن کی تعلیم کا حکم نہ تھا۔

مطلب یہ کہ میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں ہے جس میں جیسی استعداد دیکھتے ہیں اسے اس کے مطابق بتلادیتے ہیں، پس بخیل وہ ہوتا ہے جس کے پاس مال ہو، مگر صرف نہ کرے لیکن جس کے پاس مال ہی نہیں، کیا اس کو بھی بخیل کہا جائے گا، ہرگز نہیں، چونکہ یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے، تو جب تک یہاں بخل کا محل احتمال نہ ہو، نفی کا کیا مفاد ہوا، لہذا معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں۔

جو لوگ اپنی رائے سے اس آیت کے معنی من گھڑت کرتے ہیں، وہ سخت غلطی اور گمراہی پر ہیں، کیوں کہ وہ سلف صالحین کی مسلمہ اجتماعی تحقیق کے خلاف

ہیں، اللہ تعالیٰ گمراہوں کو ہدایت بخشنے، آمین۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ہر طرح کا علم عطا ہوا

اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (سورۃ نساء رکوع ۱۷)

اے پیغمبر اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی، اور تعلیم کر دیا وہ سب کچھ جو آپ نہیں جانتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب و اسرار کے تمام علوم و اسرار تعلیم فرمادئے۔

ایک نکتہ علمی

چنانچہ ایک نکتہ علمی بتلایا جاتا ہے کہ اس آیت میں جو ما کا لفظ آیا ہے، وہ عام ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی علم بھی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعلیم سے باہر نہیں رہا، غرض اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام علوم و اسرار مخفی سے مطلع کر دیا (تفسیر عزیزی اور تفسیر روح البیان)

اس آیت کے معنی تفسیر خازن میں یوں مرقوم ہیں۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اَعْنٰی من احکام الشرع وامور الدین وقیل عَلَّمَكَ من علم الغیب مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وقیل معناه من خفیات الامور واطلعت علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکید هم مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اَعْنٰی ولم یزل فضل الله علیک یا محمد عظیم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب میں نے آپ کو وہ سب کچھ سکھلایا جو آپ نہیں جانتے تھے، یعنی احکام شرع اور امور دین، بعض نے کہا ہے کہ علمک علم غیب غیب مراد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے وہ سب کچھ سکھلادیا، بعض نے کہا ہے کہ تمام خفیہ اور مخفی باتیں سکھادیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھیدوں پر خبردار کر دیا اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں اور فریبوں پر گاہ فرمادیا، جو آپ نہیں جانتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے، یعنی اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل عظیم یا محمد آپ پر ہمیشہ رہے گا، کبھی زائل نہیں ہوگا۔

اس آیت کا مطلب تفسیر جلالین میں یوں مرقوم ہے،

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اِی من الاحکام والغیب۔

اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وہ سب کچھ سکھلادیا جو آپ نہیں جانتے تھے، گویا اس سے احکام مراد ہیں اور غیب مراد ہے۔

اس آیت کا مطلب تفسیر مدارک میں یوں مرقوم ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب

اس آیت میں تعلیم امور دین اور احکام شریعت اور تمام پوشیدہ (غیب کی) باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے (اندرونی) بھید ہیں۔

مذہب عربی کا بروئے ہر دوسرا ست کسی کہ خاک درش نیست خاک بر سر اوست اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں یہ مرقوم ہے:

کہ آں علم ما کان وما یکون ہست کہ حق سبحانہ و تعالیٰ در شب اسری ہذاں منرت عطا فرمودہ چنانچہ در حدیث معراج آمدہ است کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در ملاق من ریختند فعلمت بہا ما کان وما سبکون۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں عرش کے نیچے تھا، ایک قطرہ عرفان و محبت میرے حلق میں گرایا گیا، پس بوجہ اس کے مجھے علم ماکان و ماسکون حاصل ہو گیا، یعنی اس شے کا جو ہو چکی ہے اور جواب ہے اور جو آنکندہ ہوگی۔

حضور ﷺ سے زیادہ قرآن مجید کے اسرار و علوم کے عالم
یہ بات مسلمات سے ہے کہ قرآن مجید کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے بڑھ کر نہ کسی کو ہوا ہے، اور نہ ہوگا کیوں کہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس پر کلام الہی نازل ہوتا ہے، وہ اس کو دوسروں کی نسبت اچھی طرح سمجھ سکتا ہے، چنانچہ خروف مقطعات یعنی الہم، حم، کہیعیص، حمعسق، طہ، یس، وغیرہ کے متعلق اکثر مفسرین نے لکھا ہے:

اللہ ورسولہ اعلم بمرادہ بذالک

اللہ اور اس کا رسول ہی اس کے حقیقی مطلب سے آگاہ ہے، معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی اعلم بالقرآن ہیں، جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی اعلم بالقرآن ٹھہرے تو نتیجہ یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام عالم غیب بھی ہیں کیوں کہ قرآن مجید میں علم غیب وغیرہ سب کچھ مرقوم ہے، ہاں اس کے سمجھنے کے لئے عقل سلیم اور نور ہدایت اور صحبت اہل اللہ درکار ہے۔

گر حوائے اس سفر داری دلا دامن رہر بگیر و پس بیا

قرآن مجید میں علم غیب کا ہونا

اب رہی یہ بات کہ آیا قرآن مجید میں علم غیب ہے یا نہیں، تو اس کا جواب بھی قرآن مجید و فرقان حمید ہی میں موجود ہے، ذرا گوش حق نیوش سے سنئے! اور عقل

سلیم کے ترازو سے تول کر فیصلہ کیجئے! کہ آیا جو ہمارا دعویٰ ہے، وہ صحیح ہے، یا خافین و منکرین کا؟

پہلی آیت

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ
لِّلْمُسْلِمِينَ (سورہ نحل رکوع ۱۲)

اور ہم نے نازل کی تیرے اوپر کتاب جس میں ہر چیز کا بیان روشن ہے، اور ہدایت اور رحمت ہے اور خوشخبری ہے مسلمانوں کے لئے۔

اور تفسیر اتقان میں مذکورہ بالا آیت کے تحت میں مرقوم ہے:

عن ابی کر بن مجاہد انه قال یومامامن شیء فی العالم الا وهو فی کتاب اللہ تعالیٰ۔

ابوبکر بن مجاہد سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا کہ دنیا میں کوئی چیز نہیں مگر وہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔

اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ عالم کی ہر ایک چیز کتاب اللہ میں موجود ہے۔

تفسیر عرائس البیان میں ان آیات کے تحت مرقوم ہے:

وهو کتابہ المکتون وخطابہ المصنون یخبر عما کان ویکون من کل حد وکل علم۔

اس کی چھپی ہوئی کتاب اور اس کا خطاب جس کی حفاظت کی گئی ہے خبر دیتا ہے ہر ایک حد اور ہر ایک علم سے جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ہوگا۔

قال ابو عثمان المغربی فی الکتاب تبیان الکمل شیء محمد صلی

اللہ علیہ وسلم هو المبین تبیان الکتاب

یعنی ابوعثمان مغربی نے اس آیت الکتاب تبیاننا لکل شئی کے بارے میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم اس کتاب کے ظاہر کرنے والے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب مدارج النبوة کے دیباچہ میں آیت وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں:

دوے صلی اللہ علیہ وسلم داناست بہرہ چیز از شیونات ذات الہی و احکام و صفات حق و اسماء افعال و آثار و کجج علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں یعنی ذات الہی کی شانوں اور احکام اور صفات حق اور اسمائے افعال اور آثار کو تمام علوم ظاہر و باطن اول اور آخر سے احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

دیکھئے علامہ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشیاء کے جمیع علوم کا احاطہ حاصل ہے۔

دوسری آیت:

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِلُ كُلِّ شَيْءٍ الآية (سورة يوسف رکوع ۱۲)

یہ (قرآن مجید) کچھ بنائی ہوئی بات تو ہے نہیں، لیکن تصدیق ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے ہیں، اور تفصیل ہے ہر چیز کی۔

جبکہ قرآن مجید میں ہر شے کا بیان ہے، اور اہل سنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش سے فرش تک تمام کائنات جملہ موجودات کل شئی میں داخل

ہوئی، اور جملہ موجودات کتاب لوح محفوظ بھی ہے، تو بالضرور یہ بیانات محیط اس کے بیانات کو بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔

تیسری آیت:

مَا كُنَّا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ (سورة انعام رکوع ۳)

یعنی ہم نے فروگذاشت نہیں کی کتاب (لوح محفوظ) میں کوئی چیز۔

چوتھی آیت:

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌّ (سورة قمر رکوع ۳)

اور قرآن مجید لوح محفوظ میں چھوٹا اور بڑا کام سب کچھ لکھا جا چکا ہے۔

پانچویں آیت:

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (سورة يس رکوع ۱)

اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے کتاب واضح (لوح محفوظ) میں۔

چھٹی آیت:

وَلَا حَيَّةٌ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا ظُبٌّ وَلَا نَبَاتٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (سورة انعام رکوع ۷)

اور کوئی دانہ ہے زمین کے اندھیروں میں، اور نہ کوئی تر و خشک مگر سب ایک روشن کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔

الغرض مذکورہ بالا روایات صحیحہ سے ثابت ہوا کہ وہ چیزیں جو موجود ہیں، اور آئندہ موجود ہوں گی ان سب کا بیان قرآن مجید میں پایا جاتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب کے مبین اور عالم ہیں، اگرچہ موفی عقل کے

لوگ قرآن مجید کے حقائق و معارف کا حقد سمجھ نہیں سکتے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیاء اللہ بھی سمجھ نہیں سکتے۔

ہمسری با نبیاء برداشتند

اولیاء را بچو خود چنداشتند

ابوالبشر مولوی محمد صالح سجادہ نشین

بن مولوی مست علی نقشبندی رحمہما اللہ تعالیٰ

میتر انوالی سیالکوٹ

تیرا کھائیں تیرے غلاموں سے ابھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرانے والے

دوسرا باب

وہ آیات جن سے علم غیب کی بظاہر نفی ثابت ہوتی ہے

ان کا صحیح مفہوم

لےب ان آیات مقدسہ کی صحیح تفسیر اور مطلب لکھا جاتا ہے، جن کو مخالفین مذہب حقہ آئے دن اپنے دعوے میں سند پیش کیا کرتے ہیں، اور ان سے علم غیب کی نفی کا غلط استدلال کر کے عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں، لیکن ہم ان آیات کی وہی تفسیر لکھیں گے جو تمام محققین کے نزدیک مستند اور معتبر ہے، اور جس پر سلف صالحین کا اعتقاد ہے۔

پہلی آیت

قُلْ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْفَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ الشُّوْعَانُ
أَقَالِ الْذِينَ يُؤْمِنُونَ (سورة اعراف رکوع ۱۳)

اور اگر میں غیب کی بات کو جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا، اور مجھ کو کبھی سختی نہ پہنچتی، پس میں تو ڈرانے والا اور خوشی سنانے والا ہوں ایمان والوں کو۔

دوسری آیت

وَعِنْدَكَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورة الانعام رکوع ۷)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

جواب

ان دونوں آیات کا مطلب اور معانی ہم خود اپنی من گھڑت رائے سے نہیں

پیش کرتے بلکہ جو کچھ معتبر اور محقق مفسروں نے سلف صالحین کے عقائد کے مطابق سمجھ کر لکھا ہے، وہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

راس الحدیثین مولانا امام فخر الدین صاحب رازی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور و معروف تفسیر کبیر میں ان آیات کے تحت میں ارقام فرماتے ہیں، کہ ایسی آیات میں دو احتمال ہو سکتے ہیں۔

(۱) ممکن ہے کہ ان آیات کے نزول تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا نہ ہوا ہو۔

(۲) گو علم غیب عطا ہو گیا ہو، مگر آپ نے تواضع اور انکساری کے باعث اپنی ذات سے نفی فرمائی ہو ایسا ہی تفسیر خازن میں بھی مرقوم ہے۔

تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے:

علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے، اور وہ غائبانہ خبریں جو انبیاء و اولیاء اور ملائکہ سے مروی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے ہیں، یعنی بطریق وحی یا الہام یا کشف، پس وہ علم جس پر نہ تو کوئی نبی آگاہ ہوا، نہ کوئی ولی، اور نہ ہی کوئی فرشتہ، اللہ تعالیٰ ہی کی واسطے مختص ہے۔

الحاصل علم کی دونوں ہیں، ایک ذاتی یعنی بلا کسی کے بتلائے جاننا یہ پروردگار عالم کے ساتھ مخصوص ہے، کسی نبی یا ولی کو یہ علم بالا صالت اور بالذات نہیں۔

دوسرا علم عطائی وہی یعنی اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے جاننا، یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صدقہ میں اولیاء کرام کو حاصل ہے، یہ علم ہرگز ہرگز خاصہ خدا نہیں ہے،

تمام صوفیائے کرام یہی قسم انبیاء عظام کے لئے مانتے ہیں۔

پس یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی کہ جن آیات میں علم غیب کی نفی ہے وہاں نفی علم غیب ذاتی ہے، اور جہاں اس کا ثبوت پایا جاتا ہے، وہاں وہی اور عطائی مراد ہے، ورنہ دونوں قسم کی آیات میں تطبیق محال اور ناممکن ہے۔

از خدا خواہم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

تیسری آیت

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (سورۃ النمل رکوع ۵)

اے میرے محبوب کہہ دو! کہ آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی غیب نہیں جانتا۔

علاوہ ازیں حدیث صحیح میں مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدِ الْاَلَلِہ۔

یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کل کی بات کوئی نہیں جانتا۔

لیکن معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء اللہ میں وقوع علم مافی الغد ہوا ہے

یعنی کل کی باتیں انبیاء و اولیاء نے بتلائی ہیں، تو ان اختلافات میں تطبیق کیا ہے؟

جواب:

اس اعتراض اور شک کے جواب میں ہم سلف صالحین کی ہی تحقیق پیش کرتے ہیں، اپنی من گھڑت بات کوئی نہیں کہتے سنئے!

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب المنثورات میں فرماتے ہیں:

انبیاء و اولیاء سے بالذات اور بالاستقلال علم غیب کی نفی ہے، جملہ معلومات

الہیہ کا علم ان کو نہیں ہے، ہاں بالواسطہ علم غیب جو بتعلیم الہی ہوتا ہے، وہ ان کے لئے ثابت ہے (شرح شفا خفاجی، تفسیر نیشاپوری اور زرقانی شرح مواہب وغیرہ)

استقلالاً، بالذات اور اتصالاً کا مطلب

استقلالاً، بالذات اور اتصالاً ان تینوں لفظوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی جو علم بلا توسط اسباب ہو، کسی کا بتلایا ہوا، اور سکھلایا ہوا نہ ہو تو وہ استقلالاً ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفات کمال سے علم غیب غیر استقلالاً کا ہونا، اور مطلق کا فیما بین مشترک ہونا نصوص قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

چوتھی آیت:

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ (سورۃ النعام رکوع ۵۶)

اے میرے حبیب کہہ دو! کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہ میں غیب کی بات جانتا ہوں۔
پس اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا۔

جواب

اس آیت سے درحقیقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کی نفی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ وجود ثابت ہوتا ہے، معترض کو مغالطہ لگا ہے، چنانچہ دیکھئے اکابر مفسرین اس آیت کا مطلب یوں ارقام فرماتے ہیں۔

(۱) علامہ فخر الدین رازی اپنی مشہور تفسیر کبیر جلد چہارم میں ارقام فرماتے

ہیں کہ اس آیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد تو واضح، کسر نفسی، خضوع، اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے، تاکہ مسلمان ایسا اعتقاد نہ کریں، جیسا کہ عیسائیوں نے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں کیا کہ ان کو ابن اللہ یا خدا ہی بنا دیا۔

(۲) تفسیر خازن جلد دوم میں ہے:

انما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشياء تواضعاً لله تعالى واعتراضاً بالعبودية

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشیاء کی اپنی ذات سے محض اس لئے نفی فرمائی کہ آپ کو بارگاہ الہی میں تواضع مقصود تھی۔

(۳) تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: کہ کافروں سے ان کی عقل کے مطابق باتیں کیجئے، اور نیز یہ بھی کہہ دیجئے کہ میں خود بخود علم غیب نہیں جانتا، ہاں اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتا ہوں، جیسا کہ معراج کی حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ليلة المعراج قطرت في حلقي قطرة علمت ما كان وما يكون،
یعنی شب معراج میں میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا، جس سے میں نے معلوم کر لیا کہ جو ہو چکا اور جو ہے، اور جو ہوگا، پس جو کوئی کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا، وہ گمراہ ہے، اور صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا ہے۔

(۴) تفسیر نیشاپوری میں مرقوم ہے:

لعمري قل ليس عندی خزائن الله ليعلم ان خزائن وهي بحقائق

الاشیاء وماہیاتہا عددہ صلی اللہ علیہ وسلم باستجابة دعائہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله اللهم ارنا الاشیاء کما هی ولكنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم ولا اعلم الغیب ای لا اقول لکم ہذا مع انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علمت ما کان وما یکون۔

آپ نے یہ نہیں کہا کہ نہیں میں میرے پاس خزانے اللہ تعالیٰ کے تاکہ معلوم ہو جائے کہ خزانے جو حقائق اور ماہیات اشیاء ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے بسبب آپ کی دعا کے قبول ہونے کے جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے مانگی تھی، کہ اے اللہ تو دکھا ہم کو اشیاء جیسے کہ وہ ہیں، لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام لوگوں کی عقل کے موافق کلام کیا کرتے تھے، ولا اعلم الغیب یعنی میں یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب جانتا ہوں باوجودیکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ان چیزوں کو جانتا ہوں جو ہو چکی ہیں اور جو ہوں گی۔

(۵) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ارتقام فرماتے ہیں:

وهذا الایمان فی الایات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعه صلی اللہ علیہ وسلم باعلام اللہ فامر متحقق لقولہ تعالیٰ فلا یظهر علی غیبہ الامن ارتضی من رسول۔

یہ آیات سنائی نہیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ۔

تحقیق اس میں ان کے علم بغیر واسطہ کی نفی ہے، لیکن جو اللہ تعالیٰ کے اعلام

سے ان کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر متحقق ہو چکا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

ان کے علاوہ دیگر تفاسیر معتبرہ میں بھی ان کی تائید پائی جاتی ہے، خوف طوالت ان کو قلم انداز کیا جاتا ہے، لیکن عقل سلیم اور منصف مزاج والوں کے لئے یہی چند شہادتیں کافی ہیں جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا کیا تھا۔

ہاں بعض اوقات حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنی کسر نفسی تواضع اور اظہار عبودیت کی وجہ سے بتکلم باری تعالیٰ فرمایا کرتے تھے، کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوحِیَ اِلَیَّ

اے میرے حبیب لوگوں کو کہہ دیجئے کہ میں بھی ایک بشر تمہاری طرح ہوں، مگر میری طرف وحی آتی ہے۔

اب غور طلب یہ بات ہے کہ کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کسی بشر کی طرح (مثل) تھے یا کوئی بشر ان کی طرح (مثل) دنیا میں ہوا ہے یا ہوگا، ہرگز ہرگز نہیں، چنانچہ خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

اَیُّکُمْ مِثْلِیْ؟ تم میں سے کون شخص میری مثل ہے۔

اَلِیُّ لَسْتُ مِثْلُکُمْ تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں (صحیحین)

ہاں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ظاہری شکل و شبہت میں الہیت مماثلت پائی جاتی ہے لیکن باطن میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بشریت اور دوسروں کی بشریت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی معنوی میں اس مضمون کو کس عمدگی اور

خوش اسلوبی سے ارقام فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس از خود مکیر گرچہ آید در نوشتن شیر و شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درد شیر آں باشد کہ مردم می خورد
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
کافراں را دیدہ بینا نبود نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند اولیاء را بچو خود پنداشتند
گفتہ ایک مباشر ایثاں بشر ماؤ ایثاں بستہ خوانیم و خور
ایں ندانستند ایثاں از عجا ہست فرقے در میاں بے منتہی
ہر دوگوں زہور خورد از یک محل از یکے شدنیش و زان دیگر غسل
ہر دوگوں آ ہو گیاہ خورد و آب ز یکے مرگیں شد و زان مشک ناب
ہر دو نے خوردند از یک آب خور آں یکے خالی و دیگر پر شکر
صد ہزاراں ایں چنین اشاہ ہیں فرق شاں ہفتاد سالہ راہ ہیں

الحاصل! اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے فضل سے گزشتہ اور
آئندہ کا علم عطا فرمایا جس سے آپ کو غیب داں کہا جاسکتا ہے، یہ کسی صورت میں بھی
شرک نہیں ہو سکتا، کیوں کہ ذاتی اور عطائی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

علم غیب کی نفی اور اثبات کی آیات میں تطبیق

قرآن مجید میں علم غیب کے بارے میں دو طرح کی آیات پائی جاتی ہیں،
چنانچہ بعض آیات سے بظاہر علم غیب ماسوی اللہ کی نفی ثابت ہوتی ہے، اور بعض سے
علم غیب کا اثبات پایا جاتا ہے لہذا علمائے محققین نے ان میں اس طرح تطبیق دی ہے
کہ جن آیات سے علم غیب کی نفی ثابت ہوتی ہے، وہاں علم غیب سے مراد بالذات اور

بالاستقلال ہے، جو خاصہ عذات بارے تعالیٰ ہے۔

چنانچہ جامع صغیر میں امام مناوی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں:

آیت لَا یَعْلَمُ الْغِیْبُ إِلَّا اللّٰہُ منکلی تفسیر اس طرح ہے کہ بالذات اور
بالاستقلال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیہ
الہی ہے، اور علم غیب اضافی ہے، علاوہ ازیں نفی اور اثبات کا اختلاف اس اصول سے
رفع ہو سکتا ہے۔

اذا تعارض النفی والاثبات فالاثبات اولیٰ:

یعنی جب نفی اور اثبات متعارض ہو جائیں، تو حدیث اثبات کو لینا سب
سے اعلیٰ ہے، فرفع الاشکال۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

نفی علم غیب کی حکمت اور انکشاف راز

اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرشتوں سے پوچھنا اللہ کے غیب
کے منافی نہیں بعض اوقات کوئی حکمت بالغہ کسی بات کی متقنی ہوتی ہے جس سے بعض
نا سمجھ اپنی کوتاہ فہمی اور نادانی سے برعکس نتیجہ نکالتے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے یہ پوچھنا۔

وَمَا تِلْكَ بِیْمِیْنِكَ یَا مُوسٰی؟

اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟

قَالَ: هِیَ عَصَایَ

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ یہ میری لٹاچی ہے، اَتَوَكَّدُ عَلَیْهَا اس پر

سہارا لگاتا ہوں وَاَكْهَشْ بِهَا عَلٰی غَنَمِيْ اور پتے جھاڑتا ہوں اسی سے اپنی بکریوں پر
وَلَكِيْ فِيْهَا مَنَازِبُ اَعْوٰی اور میری اس لاشی میں اور بھی حاجتیں ہیں (سورۃ طہ رکوع

(۱)

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَسْأَلُهُمْ رَبُّهُم

اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے۔

مَا يَكُوْلُوْنَ عِبَادِيْ؟

میرے بندے کیا کھتے ہیں؟

علاوہ ازیں کراما کا تبیین کے ذریعے اعمال نامے لکھوانے اور فرشتوں کی معرفت اعمالوں تکوانا، یا ملک الموت کے ذریعے جان کا قبض کروانا یا قبر میں منکر نکیر کے ذریعے حساب کتاب لینا وغیرہ اس قسم کے ہزار ہا واقعات ہیں کہ جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) علم غیب نہیں ہے، اس بنا پر کہ وہ فرشتوں کے ذریعہ حالات دریافت کرتا ہے، حاشا وکلا، یہ احتمال اور یہ شک کرنا نہ صرف غلطی اور جہالت ہے بلکہ صریح کفر ہے، یہ امر دراصل ایک حکمت پر مبنی ہے، جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے، اسی طرح کسی وقت کسی نبی یا ولی کا بھی ایسا واقعہ ہو جاتا ہے، جس سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کو (معاذ اللہ) علم غیب نہیں ہے، اس بنا پر وہ وحی والہام کے منتظر رہتے ہیں، یا لوگوں سے دریافت کرتے ہیں، حاشا وکلا ایسے واقعات سے لاعلمی کا استدلال کرنا سراسر حماقت اور جہالت ہے، بلکہ اس کا وہی راز اور حکمت ہے جو اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے پوچھنے میں ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

تیسرا باب

احادیث صحیحہ سے علم غیب الرسل کا ثبوت

منقولی دلائل میں سے قرآن مجید کے بعد احادیث نبویہ کا درجہ ہے، جو سند انش کیا جاسکتا ہے، بنا بریں اس باب میں علم غیب الرسل کا ثبوت وضاحت کے ساتھ احادیث نبویہ سے ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے، تاکہ ان لوگوں کو جنہیں بعض آیات سے غلط فہمی پیدا ہوئی ہے، ان کا صحیح مفہوم اور تفسیر معلوم ہو جائے کیوں کہ قرآن مجید اور کلام الہی کے مطالب کو صحیح طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

ہاں اگر کوئی جاہل اس کا دعویٰ کرے تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے کیوں کہ ملہم ربانی ہی اپنے الہام کا مطلب اچھی طرح سمجھ سکتا ہے دوسرے کو کیا طاقت اور لیاقت ہے کہ خود بخود بغیر ملہم کے بتلانے سے صحیح مطلب سمجھ سکے، خواہ کوئی علم و فضل میں کیسا ہی تبحر اور لاثانی ہو، افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو قرآن مجید کے اس مطلب اور معنی کو نہیں مانتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے ہیں، بلکہ اپنے من گھڑت اور خانہ ساز مطالب و معانی کو صحیح اور صائب سمجھتے ہیں، حقیقت میں یہ لوگ نام کے مسلمان ہیں، اور اسلام سے خارج، کیوں کہ ترمذی شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو کوئی قرآن مجید کے معنی اپنی رائے سے بیان کرے وہ کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ ان نام کے مسلمانوں کو رشد و ہدایت بخشے، تاکہ وہ حقیقی مسلمان بن کر عذاب دوزخ سے بچ جائیں، اور جنت الفردوس میں داخل ہو کر ابدی زندگی حاصل کریں۔

لوح محفوظ اور قلم کا غیب داں ہونا

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْعِلْمَ فَقَالَ لَهُ أَكْتُبْ قَالَ مَا أَكْتُبُ قَالَ أَكْتُبِ الْقُدْرَةَ فَكُتِبَ مَا تَكُنَّ وَمَا هُوَ كَائِنْ إِلَى الْآخِرَةِ (رواه الترمذی)

ترمذی شریف میں عباده بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کر کے فرمایا: کہ لکھ قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں؟ فرمایا: جو کچھ ازل سے ابد لاۓ تک ہونے والا ہے، پس قلم نے فوراً یکدم ایزدی تمام امورات مقدرہ ماکان وما یکون ابتداء عالم سے انتہاء موت جودات تک (لوح محفوظ پر) لکھا اور کوئی واقعہ حادثہ ایسا نہیں ہے جو اس میں مرقوم نہ ہوا ہو۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے قلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا: کیا کوئی مخالف اور منکر مذہب حق یہ بتلا سکتا ہے کہ قلم سے کیا مراد ہے، قلم کس چیز کا تھا، قلم مخلوق ہے یا نہیں، قلم کو یہ کل علوم مخفیہ غیبیہ کس طرح عنایت ہوئے، کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام قلم سے افضل اور اعلم ہیں یا نہیں؟ اور قلم سے جو کچھ مکتوب و مرقوم ہوا کیا اس سے بھی بڑھ کر اور کوئی علم ہے یا نہیں غرض جہاں قلم نے لکھا یعنی لوح محفوظ پر، کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اس سے بھی افضل ہیں یا نہیں؟

لوح محفوظ حضرت علیؑ کے علم کا ایک حصہ ہے

لوح محفوظ کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم کا ایک حصہ ہے چنانچہ امام اجل محمد یوسفی رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ بروہ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

كَانَ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَصَرَّتْهَا وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں آپ کے خوان جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں، اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں، ماکان وما یکون مندرج ہے، آپ نے ہی علوم سے ایک علم کا حصہ ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ زبدہ شرح بردہ میں ارقام فرماتے ہیں:
لوح محفوظ کے علم سے نقوش قدسیہ و صورت غیبیہ مراد ہیں، جو اس میں منقوش ہوئے، اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا، اس میں ودیعت کی، ان دونوں کی طرف علم کی نسبت ادنیٰ مناسبت کے باعث ہے، اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثابت ہیں ان کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے ایک پارہ، اناس لئے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں، مثلاً علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم تقائق اشیاء، علوم اسرار خفیہ، اور وہ علوم اور معارف کہ ذات و صفات حق تعالیٰ سے متعلق ہیں، اور لوح و قلم کے جملہ علوم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سطروں سے ایک سطر اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں، بایں ہمہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ہی کے وجود کی برکت سے تو ہیں کیوں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو لوح و قلم کہاں ہوتے، الغرض فاضل اجل ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہو گیا، کہ علم ماکان وما یکون حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سمندروں سے ایک بحر اور اس کی بے انتہاء موجوں سے ایک لہر ہے، تو خیال کیجئے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم کس قدر وسیع اور لامحدود ہوگا۔

جائے غور و انصاف ہے، کہ جب قلم اور لوح محفوظ کو علم ماکان وما یکون ماحصل ہوا، تو اس کو نہ تو کسی نے شرک کہا ہے اور نہ ہی کوئی کہہ سکتا ہے۔

مگر ہاں ان نام کے مسلمانوں (وہابی وغیرہ) کے نزدیک حضور علیہ الصلاۃ

والسلام جو لوح و قلم حتی کہ تمام مخلوق سے افضل و اعلم ہیں علم ماکان و مایکون عطا ہونے سے شرک ہو جاتا ہے، پھر پڑیں ایسی سمجھ پر جو اشرف انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علیست کو قلم اور لوح محفوظ سے کم تر سمجھتے ہیں، خوب یاد رکھو! کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص شان کرتا ہے، خواہ کسی طرح کا ہو، نہ صرف بے ادب گستاخ ہے بلکہ نام کا مسلمان اور کلمہ گو کافر ہے لہذا نہ تو اس کی نماز قبول ہوتی ہے نہ روزہ اور نہ کوئی اور عبادت، کیوں کہ جب عقیدہ ہی صحیح نہیں ہے، تو پھر بھلا عملیات (فرائض) جس کی بنا عقیدہ پر ہے کب قبول ہو سکتے ہیں۔

”خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب“

آنحضرت ﷺ کا شکم مادری میں ہی غیب دان ہونا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شکم مادری میں ہی غیب داں تھے، چنانچہ فتویٰ مولوی عبدالحق جلد دوم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد کے متعلق مرقوم ہیں:

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا، اور آپ ان دنوں چالیس دن کے تھے۔

آپ نے فرمایا: کہ میری والدہ ماجدہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا، اس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا، مگر چاند منع کرتا تھا۔

اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ان دنوں چالیس روز کے تھے، آپ کو یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟

فرمایا: لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا، فرشتے عرش کے نیچے

در دگار کی تسبیح کرتے تھے، اور میں ان کی آواز سنتا تھا، حالانکہ میں ان دنوں ماں کے پیٹ میں تھا۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابتدائے خلق سے علم غیب حاصل ہے، لوح محفوظ ان کے رو برو لکھی گئی آپ کو شکم مادری میں ہی علم غیب حاصل تھا، آپ کے ادنیٰ غلاموں کی نسبت مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں یہ ارشاد فرماتے ہیں نہ

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است از خطا

حضور ﷺ نے تاقیامت اپنی امت کو دنیا میں ہی دیکھا

عن حذیفہ بن اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عُرِضْتُ عَلَىٰ أُمَّتِي الْبَارِحَةَ لَدَيْ هَذِهِ الْحَجَرَةِ حَتَّىٰ لَأَنَا أَعْرِفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ
مِنْ أَحَدٍ كُنْتُ بِصَاحِبِهِ (رواہ الطبرانی)

طبرانی میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اس حجر کے نزدیک مجھے میری امت دکھائی گئی، جن کو میں تم سے زیادہ پہچانتا ہوں، یہاں تک کہ البتہ میں ان میں سے ایک کو تمہارے اپنے دوست کو پہچاننے سے زیادہ پہچانتا ہوں۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ علیہ علیہ وسلم عُرِضْتُ عَلَىٰ أُمَّتِي
بِأَعْيُنِهَا حَسْبُهَا وَتَبَيَّنَّهَا (رواہ احمد و ابو داؤد)

مسند احمد حنبل اور ابو داؤد میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری امت اپنے اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے سامنے کی گئی یعنی دکھائی
گئی۔

خلاصہ یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام امت کو ملاحظہ فرمایا ان کو کل
نیک اور بد اعمال کو بھی معلوم کر لیا تمام موجودات کے ناموں کا بھی علم حاصل کر
لیا، اور قیامت تک جس قدر مومن یا کافر ہوں گے، ان کا علم بھی آپ کو ہے۔

قیامت تک کے واقعات منبر پر کھڑے ہو کر بتلا دئے

عن بن عمرو بن الخطاب الانصاری قال: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَجْرِ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ
فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى
ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ
قَالَ فَأَعْلَمْنَا أَحْقَظُنَا (رواه مسلم وقال الملا علي القاري اى مجملا او مفصلا
(مرقاۃ جلد ۵ یعنی جلد ۷)

صحیح مسلم میں عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ ایک روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فجر کی نماز پڑھ کر خطبہ پڑھا، یہاں تک کہ نماز
ظہر کا وقت آ گیا پھر منبر پر سے اتر کر نماز ظہر پڑھی، پھر منبر پر وعظ فرمایا یہاں تک کہ
نماز عصر کا وقت آیا پھر منبر پر سے اتر کر نماز عصر پڑھی، پھر منبر پر وعظ فرمایا: حتیٰ کہ نماز
مغرب کا وقت ہو گیا، پھر منبر پر سے اتر کر نماز مغرب پڑھی اس خطبہ میں آپ نے جو
وعظ فرمایا: اس میں آپ نے کل واقعات اور حوادث جو قیامت تک ہونے والے
تھے سب کے سب بالتفصیل بیان فرمادئے پس کہا راوی نے کہ اب داتا ترین ہمارا
بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے اس دن کو (مظاہر حق)

عن حذیفۃ قال: قَالَ قَامَ فِيمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا
تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَحَدًا
بِهِ حَفِظُهُ مِنْ حَفِظِهِ وَنَسِيَهُ مِنْ نَسِيهِ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هَؤُلَاءِ أَنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ
الشَّيْءُ قَدْ نَسِيَهُ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا
أَرَاهُ عَرَفَهُ الْغُ..... (متفق عليه)

صحیح بخاری و مسلم میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کھڑے
ہوئے ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہونا (یعنی خطبہ پڑھا اور
وعظ کیا، اور خبر دی ان فتنوں کی کہ ظاہر ہوں گے) نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونے
والی تھی اس مقام میں قیامت تک بیان فرمایا اس کو، یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد
رکھا اس کو، اور بھول گیا اس کو جو شخص بھول گیا (یعنی بعض نے یاد رکھا اور بعض نے
فراموش کیا) حذیفہ نے کہا کہ تحقیق جانا ہے اس قصہ کو میرے ان یاروں نے (جو کہ
سوجود ہیں صحابہ میں سے) لیکن بعض نہیں جانتے ہیں اس کو مفصل اس لئے کہ واقعہ
ہو ان کو کچھ نسیان کہ جو خواص انسان سے ہے، اور میں بھی انہی میں سے ہوں، کہ جو
کچھ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا اپنے حال کو، اور تحقیق شان ہے کہ البتہ واقع
ہوتے ہی ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چیز
کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو پس یاد دلاتا ہوں میں
اس کو جیسے کہ یاد دلاتا ہے شخص چہرہ شخص کا یعنی بطریق اجمال و ابہام کے جب کہ
غائب ہوتا ہے اس سے اور فراموش کرتا ہے اس کو ساتھ تفصیل و تشخیص کے پھر جب
کہ دیکھتا ہے اس کو پہچان لیتا ہے اس کو شخص یعنی ایسے ہی میں وہ باتیں مفصل بھولا ہوا
ہوں، لیکن جب کہ واقع ہوتی ہے، کوئی بات، ان میں سے تو پہچان لیتا ہوں کہ یہ وہی
ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی، (مظاہر حق)

صحیح بخاری جلد دوم میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَامَ فِيمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْوِ
الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ
حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے
آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک
کی خبر دی، یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا، اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

عن حذيفة قال: قَامَ فِيمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا
فَأَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَفِي رِوَايَةٍ مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ
إِلَى يَوْمِ السَّاعَةِ (متفق عليه)

مسند امام احمد جلد ۵ اور صحیحین میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر قیامت تک کے
حالات بیان فرمائے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی
جو بیان نہ فرمائی ہو کہ قیامت تک فلاں فلاں واقعہ یوں ہوگا گویا جس قدر مفاسد اور
فتنے قیامت تک ہوں گے، ان سب کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دے
دی (یعنی بند ۱۱، مرقات جلد ۵)

حضور کا غیب دان ہونے کا دعویٰ

صحیح بخاری جلد ۲ میں زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، اور صحیح مسلم شریف میں
ابو یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

النسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج

اپنے گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے
قیامت تک کے حالات بیان فرمادے اور ساتھ ہی بڑے بڑے اہم امور کا ذکر
مادیا جو عنقریب ہونے والے تھے، پھر فرمایا کہ کوئی شخص بھی جو کچھ چاہے مجھ سے
پوچھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو چیز بھی مجھ سے پوچھو گے میں بتلاؤں گا، اور کوئی دفعہ
مایا کہ پوچھو، لوگ بہت روئے اس وقت ایک آدمی کھڑا ہوا، اس نے پوچھا، کہ
میں داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے؟

فرمایا: تیری جگہ دوزخ میں ہے۔

پھر عبد اللہ بن حذافہ نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک

الم میرا باپ کون ہے؟

فرمایا: کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔

پھر فرمایا: پوچھو! پوچھو! الخ.....

امام احمد حنبلی نے مسند میں، ابن سعد نے طبقات میں اور طبرانی نے معجم
میں مسند صحیح ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو یعلیٰ اور ابن منیع نے ابودرداء
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

لَقَدْ تَرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَحْرُكُ طَائِفًا جَنَاحِهِ
إِلَّا السَّمَاءُ أَلَا كَرَمَهُ عَلَّمَهُ.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی
نہ پر مارنے والا ایسا نہیں ہے جس کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے نہ
دان کیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں
توم ہے کہ یہ ایک مثال دی ہے، اس بات کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر چیز

بیان کر دی، کبھی تفصیلاً اور کبھی اجمالاً۔

تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن فرمایا:

میری امت مجھ پر اپنی اپنی صورتوں میں پیش کی گئی، اور مجھے بتلایا گیا، کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا، جب یہ خبر منافقین کو پہنچی، تو وہ تسخر سے کہنے لگے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ گمان کرتے ہیں کہ مجھ کو ان سب کا علم دیا گیا ہے، جو مجھ پر ایمان لائیں گے اور جو نہ لائیں گے، حالاں کہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے باوجودیکہ ہم اس کے ساتھ ہیں اور وہ ہم کو بھی نہیں پہچانتا جب یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد و ثناء کے ارشاد فرمایا:

اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ میرے علم میں طعنہ زنی کرتی ہے۔
لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهِ۔
اس وقت سے لے کر قیامت تک کسی چیز کے متعلق جو کچھ تم مجھ سے سوال کرو گے، میں تم کو اس کی خبر دوں گا۔

دیکھئے! کس وضاحت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے لئے علم غیب ثابت کر رہے ہیں کیا اب بھی کوئی سمجھ دار حضور کے غیب دان ہونے پر انکار کر سکتا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ایک صحابی کو بتلایا کہ شیطان تمہارے گھر میں ہے

سیرت النبویہ وغیر میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ایک رات سخت تاریکی تھی اور پانی برس رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درخت خرما کی ایک چھڑی دے کر فرمایا:

تم یہ لے کر جاؤ یہ خود بخود روشن ہو جائے گی، اور اس کی روشنی دس ہاتھ آگے اور دس ہاتھ پیچھے پڑے گی، جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو ایک سیاہ چیز تمہیں نظر آئے گی، وہ شیطان ہے، اس سے اس کو مارنا تاکہ وہ نکل جائے چنانچہ قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے اور وہ شاخ روشن ہو گئی اور گھر میں جا کر دیکھا تو حقیقت میں ایک سیاہ چیز نظر آئی جس کو انہوں نے مار کر گھر سے نکال دیا۔

دیکھئے قنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان حضرت کے دولت خانہ سے بہت فاصلہ پر تھا، اور جس وقت آپ نے شیطان کی خبر دی، تو سخت تاریکی تھی خصوصاً ان کے گھر کے اندر تو روشنی کا گزر ہی نہ تھا، ذرا خیال کیجئے کہ حضرت کو اس شیطان کا حال کئیوں کو معلوم ہوا، کیوں کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اطلاع دینے کی خبر تو حدیث شریف میں نہیں ہے، لہذا صاف ظاہر ہے کہ حضور نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر انتظام فرمادیا، یہ دیکھنا ایسا تھا کہ نہ اس کو دیوار حائل ہوتی تھی اور نہ تاریکی، اور نہ فاصلہ مانع تھا، جو بصارت ایسی ہو کہ ایک دیوار حائل ہونے پر بھی دیکھ سکے، تو اس کے لئے ہزاروں دیواریں بھی حائل نہیں ہو سکتیں، کیوں کہ دیکھنے کے لئے جو شرط تھی، کہ خارجی روشنی ہو، اور کوئی کثیف چیز حائل نہ ہو، وہ یہاں نہیں پائے گئے، باوجود اس کے حضرت نے اس شیطان کو دور سے دیکھ لیا، تو معلوم ہوا کہ حضرت کا دیکھنا دوسروں کے دیکھنے جیسا نہ تھا، پس اس صورت میں قرب و بعد سے متعلق شرط بھی باقی نہ رہے گی پس اس سے آپ کا غیب داں ہونا ثابت ہوا، انصاف شرط ہے، عقل سلیم سے غور کیجئے اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں کو ہدایت بخشنے! آمین!

خبر دی کہ میرے اجداد زنا سے پاک تھے

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لَمْ يَلْتَقِ الْهَوَايَ فِي سَفَاحٍ لَمْ يَزَلْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُنْقِلُنِي مِنْ أَصْلَابٍ طَوَّيَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ صَافِيَةٍ أَمْهَدَ بِالْإِشْعَبِ شُعْبَتَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرٍ مِمَّا لَشَقَاقِضِي عِيَاضُ

جلد ثانی مواہب اللدنیہ جلد اول خصائص الکبریٰ مدارج النبوة جلد ثانی بھقی وغیرہ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے ماں باپ زنا میں جمع نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ مجھے، پاک پشتوں سے پاک رحوں کی طرف صاف و مہذب نقل کرتا رہا، کوئی دو گروہ جدا نہ ہوتے تھے مگر میں ان کے بہتر میں تھا (نبیؐ کی وغیرہ)

دیکھئے! اس حدیث سے صراحت ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کیوں کہ اس حدیث کے الفاظ سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو بتلایا اور نہ ہی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ خود بتلایا، بلکہ الفاظ سے بظاہر یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو اپنے اجداد کا زنا میں مرتکب نہ ہونا اپنے علم لدنی سے معلوم ہوا، کیا اب بھی کوئی سمجھدار حضرت کے غیب دان ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے ان غلط کار لوگوں کو تا کہ وہ انبیاء و اولیاء کے غیب دان ہونے کو بلا حیل و حجت تسلیم کر کے جنت الفردوس کے مستحق نہیں۔

لیل وقت میں قیامت تک تمام حالات و واقعات بیان کر دئے

اگر کوئی کہے کہ حضرت نے قیامت تک کے تمام حالات ایک ہی روز میں کیسے بیان فرمائے، تو اس کا جواب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ یعنی شرح صحیح

بخاری جلد ۷، فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۷، قسطلانی شرح صحیح بخاری جلد ۵، اور مرقات شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۵ میں یوں مرقوم ہے:

قیہ دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتهائها وما فی ایراد ذالك كله فی مجلس واحد امر عظیم من خوارق العادقو کیف قد اعطی بجوامع الکلم مع ذالك۔

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت نے ایک ہی مجلس میں مخلوقات کے ابتداء سے لے کر انتہاء تک تمام حالات کا بیان فرمادیا ایک بڑا بھاری معجزہ ہے اور یہ کیوں کر نہ ہو جبکہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے ہیں۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑے بڑے وسیع اختیارات اور تصرفات عطا فرمائے ہیں جو عقل و فکر میں نہیں آسکتے، جن کو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

گرہوائے ایں سرفرداری دلا دامن رہبرگیر و پس بیا

حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک لمحہ میں تمام زبور ختم کر لینا

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک لمحہ میں تمام زبور شریف پڑھ لیا کرتے تھے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ہریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خُفِّفَ عَلٰی دَاوُدَ الْقُرْآنَ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَائِهِ فَيُتْرَكُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسَرِّجَ دَوَائِهِ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدِينُهُ (رواہ البخاری)

صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: داؤد علیہ الصلاۃ والسلام پر زیور پڑھنا آسان کیا گیا تھا، آپ اپنے جانوروں پر زین کسے حکم فرماتے، پس زین کسی جاتی آپ پڑھنا شروع کرتے اور زین کے کس چکنے سے پہلے ہی آپ زیور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے یعنی زرہ بنا کر کھانا کھاتے تھے۔

مظاہر حق جلد ۴ میں اس حدیث کے تحت میں مرقوم ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لئے زمانہ کو طے وسط کرتا ہے، یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت سا۔

ایسا ہی مرقاة المفاتیح جلد ۵ میں ہے:

قال العزور بشتی یرید بالقرآن الزبور لانه قصد اعجازہ من طریق اللہ و قد دل الحديث على ان الله تعالى يطوى الزمان لمن يشاء من عباده كما يطوى المكان لهم وهذا باب لا سبيل الى ادراكه الا بالفيض الرباني۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک لمحہ میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

آپ جب گھوڑے پر سوار ہونے لگتے تو پہلے ایک رکاب میں پاؤں رکھتے، پھر دوسری میں رکھتے لیکن دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک تمام قرآن مجید ختم کر لیتے، ایک روایت میں ہے کہ ملتزم کعبہ سے اس کے دروازے تک جانے میں پڑھ لیتے، یہ آپ کی کرامت تھی (مظاہر حق)

اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم کا ایک لمحہ میں تمام قرآن مجید ختم کر لینا

مولانا جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نفعات الانس میں ارقام فرماتے ہیں:

بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریفہ پر پہنچنے تک تمام قرآن مجید پڑھ لیا جس کو ابن شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ کلمہ اور حرف اول سے آخر تک سنا (مظاہر حق)

تاقیامت واقعات ہتھیلی کی طرح آپ کی نظر میں

مواہب اللدنیہ جلد دوم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ جِلْمًا مِنَ اللَّهِ جَلَاءَ لِعَبِيدِهِ كَمَا جَلَاءَ لِعِبِيدِهِمْ مِنْ قَبْلِهِ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھائی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھا رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اس روشنی کی سبب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی، جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے روشن فرمائی تھی۔

علامہ زرقانی شرح مواہب قسطانی جلد ۷ میں ارقام فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ أَيْ أَظْهَرَ وَكَشَفَ لِي الدُّنْيَا بِحَيْثُ أَحْطَتْ بِجَمِيعِ مَا فِيهَا فَإِنَّا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ إِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ نَظَرَ حَقِيقَةً دَفَعَهُ إِلَيْهِ أَنَّهُ أَرِيدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کے لئے دنیا ظاہر فرمائی، اور حضور نے جمیع مافیہا کا احاطہ کر لیا، اور حضرت کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے مثل اپنی کف دست کے ملاحظہ کر رہا ہوں، یہ اشارہ

ہے اس طرف کہ حدیث میں نظر سے حقیقت دیکھنا مراد ہے نہ کہ نظر کا معنی مجازی ہے۔

دیکھئے ابڑے بڑے محقق محدثین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث کا مطلب وہی بیان کرتے ہیں، جو کہ ہم لوگوں کا عقیدہ ہے نہ کہ جیسے منکرین کا، اللہ تعالیٰ منکرین کو رشد و ہدایت بخشے تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضِ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَسَبِيلَهُ مُلْكُ أُمَّتِي مَا زَوَى لِي مِنْهَا الْغُ..... (رواه المسلم)

صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا یعنی اس کو مثل تھیلی کے کر دکھایا پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین کو دیکھ لیا، میری امت کا ملک وہاں پہنچنے والا ہے جو جو ملک میرے لئے سمیٹا گیا اور مجھے دو خانے سرخ و سفید دیئے گئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں تھے چنانچہ آپ نے بغیر میر و سیاحت کے روئے زمین کے مشرق و مغارب کو دیکھ لیا، اور اپنی تمام امت کی جائے قیام وغیرہ بھی ملاحظہ فرمائی۔

محمد بندہ دبے مثل و مانند خدا را بندہ و مارا خداوند

حوض کوثر کو دیکھنا اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں

حضرت کو حوض کوثر دنیا میں بھی نظر آتا تھا، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضَ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔

میں تم پر گواہ (چشم دید) ہوں اور تمہارا جائے وعدہ حوض کوثر ہے اور میں تحقیق اس کی طرف اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں، اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا کی گئی ہیں۔

دیکھئے! حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا کس قدر تصرف ہے کہ آپ دنیا میں ہی حوض کوثر دیکھتے ہیں، اور آپ روئے زمین کے خزانوں کی کنجیوں کے مالک بھی ہیں، کیا اب بھی کوئی نادان ماننے میں شش و پنج میں ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے ان ضدی لوگوں کو۔

جنگ احزاب کے روز در دراز شہروں کا دیکھنا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے جنگ احزاب کے دن دور دراز شہر دیکھے، چنانچہ تفسیر مہذب الرحمن وغیرہ میں مرقوم ہے:

جنگ احزاب کے دن کفار سے محفوظ رہنے کی غرض سے شہر مدینہ کے ارد گرد ایک بڑی چوڑی چکلی خندق کھودتے کھودتے ایک بڑا سخت پتھر نمودار ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ایک کدال مارا، تو وہ شق ہو گیا، اور ایسی چمک ہوئی کہ شہر کے دونوں کنارے چمک اٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر بہ آواز تکبیر بلند کی، صحابہ نے بھی ساتھ ہی اللہ اکبر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم نے اس پتھر پر دوسری چوٹ ماری پھر پتھر شق ہوا، پھر ویسے ہی روشنی نمودار ہوئی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ و بارک وسلم اور صحابہ کرام نے تکبیر اللہ اکبر کہی، پھر تیسری ضرب پر بھی ایسا ہی ہوا، بعد میں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے آواز نکمیر بلند کرنے کا سبب دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اول نور پر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حیرہ کے محلات اور کسری کے شہر دکھا دئے اور جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ کو خبر دی کہ مسلمان تمام مقامات پر فتح پائیں گے۔

اور دوسری چمک میں ارض و ساروم کے محل نظر آئے اور جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مطلع کیا کہ کوئی دن ایسا ہوگا کہ یہ ممالک اہل اسلام کے قبضے میں آئیں گے۔

پھر تیسری جگہ ہٹ میں صفا کے محل نظر آئے اور جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ آپ کی امت اس پر بھی غالب اور متصرف ہوگی، اس بنا پر میں نے ہر دفعہ تکمیر کی۔

یہ سن کر معتب بن قیس الانصاری کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کیسی کیسی باتیں سناتے اور امیدیں دلاتے ہیں، ڈر کے مارے پاخانہ جانیں سکتے خوف کے باعث خندق کھود رہے ہیں، اور ان کو یہاں بیٹھے بیٹھے صنعا اور حیرہ کے محلات نظر آتے ہیں یہ محض فریب اور دھوکہ ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا (الاحزاب)

اور جب کہتے ہیں منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہ جو کچھ ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے وہ تو سب دھوکا ہے۔

غرض مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا اسی واسطے آپ نے اس مقام کو جو ستکڑوں میل کے فاصلہ پر تھا، بغیر دور بین کے دیکھ لیا، ورنہ بغیر کسی آلہ یا دور بین کے دیکھنا بعید از قیاس اور محال از عقل ہے۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھ لو شان محمد ہر شے کا ظاہر ہونا اور اسے شناخت کرنا

عن عبد الرحمن بن عائش قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ قَالَ: فِيهِمْ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: أَنْتَ أَعْلَمُ۔

قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيْ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَاوُ كَذَلِكَ لَرَى إِبْرَاهِيمَ مَلَكَوَتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمَّا كُنَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (رواه الدرامی مرسلًا)

دارمی میں عبد الرحمن بن عائش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا،

رب نے فرمایا: ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: تو ہی خوب جانتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پھر پروردگار نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا

میں نے اس ہاتھ کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس میں نے جان لیا جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت

فرمائی:

ایسے ہی دکھائے ہم نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ ہو جائیں یقین کرنے والوں میں سے۔

دیکھئے! یہاں تو وسط کسی فرشتہ کا نہیں ہے، بایں ہمہ کس قدر امر پر اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی، کیا اب کوئی حریف یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا؟

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
صحیح ترمذی میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَإِنَّا أَنَا رَبُّنِي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ۔

فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ!

قُلْتُ: لَكَ رَبٌّ؟

قَالَ: فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟

قُلْتُ: لَا أَدْرِي۔ قَالَهَا ثَلَاثًا

قَالَ: فَرَكَمْتُ وَضَعْتُ كَفَّهُ بَيْنَ كَتَفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدًا تَامِلُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ

فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔

پس ناگاہ میں نے پروردگار کو سامنے پایا اچھی صورت میں۔

پروردگار نے فرمایا: اے محمد!

میں نے عرض کی: اے پروردگار میں حاضر ہوں۔

اس نے کہا: ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں؟

میں نے کہا: میں نہیں جانتا، پروردگار نے یہ تین بار دریاخت کیا۔

حضرت نے فرمایا: پھر میں نے دیکھا کہ پروردگار نے اپنا دست قدرت

سے دونوں کندھوں کے درمیان میں رکھا یہاں تک کہ مجھے اس کے پوروں کی سردی دونوں چھاتیوں کے درمیان معلوم ہوئی، پس مجھ پر ہر شے ظاہر ہو گئی، اور میں نے ان کو پہچان لیا۔

حضرت کو تمام کائنات کا علم تھا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمان وزمین کی تمام کائنات بلکہ اس سے بھی مافوق و ماتحت کا علم مرحمت فرمایا گیا، چنانچہ مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول میں مرقوم ہے۔

فَعَلِمْتُ أَيْ بِسَبَبِ وَصُولِ ذَلِكَ الْغَيْضِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
یعنی ما اعلمہ اللہ تعالیٰ مما فیہا من الملائکۃ والاشجار وغیرہما عبادۃ عن
سعة علمہ الذی فتح اللہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی
السّموت بل وما فوقہا کما يستفاد من قصۃ المعراج والارض ہی بمعنی
الجنس ای وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ
علیہ الصلاۃ والسلام عن الثور والحوت الذین علیہما الارضون کلہما یعنی
ان اللہ اری ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام ملکوت السموت والارض
وکشف له ذالک وفتجلی ابواب الغیوب۔

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حامل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان اور زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہ میں سے یہ عبارت ہے حضرت کے وسعت علم سے جو اللہ نے حضرت پر کھول دیا:

علامہ ابن حجر نے فرمایا:

ما فی السموت سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام کائنات کا علم مراد

ہے جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے، یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ جو ان سے بھی نیچے ہیں سب معلوم ہو گئیں جیسا کہ حضور کا ثور و خوت کی خبر دینا جن پر سب زمینیں ہیں، اس کو ظاہر کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمانوں اور زمینوں کے ملک دکھائے اور اس کو ان کے لئے کشف فرمادیا اور مجھ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر غیبوں کے دروازے کھول دئے۔

حضور کو تمام علوم جزوی کلی کا علم و احاطہ تھا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اعظمہ الممعات میں اسی حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ.....

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود، عبارت است از حصول تمام علوم جزوی و کلی و احاطہ آں، و تَلا و خواند آنحضرت مناسب این حال و بقصد اشتہاد بر امکان آں این آیت را کہ وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُمَ جُنُوسٌ مُّسَوِّدُونَ اِبْرَاهِيمَ عَلِيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ را ملک عظیم تمام آسمانہا و زمین ہا را لِمَلَكُوتٍ مِنَ الْمَوْقُوفِينَ تا آنکہ گردد ابراہیم از یقین کنندگان بوجود ذات و صفات و توحید و اہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت است در میان این دو رویت زیرا کہ خلیل علیہ الصلاۃ والسلام ملک آسمان و زمین را دید و حبیب ہر چہ در آسمان و زمین بود حالی از ذات و صفات و ظواہر و باطن ہمہ را دید و خلیل حاصل شد مراد را یقین ہو چو بذاتی وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین، چنانچہ حال اہل استدلال و ارباب سلوک و مجاہدان و طالبان سہ باشد و حبیب حاصل شد مراد یقین وصول الی اللہ

اہل پس از ان دانست عالم را حقائق آنرا چنانچہ نشان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان است و اول موافق است بقول مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا دُرَيْتُ اللَّهُ قَبْلَهُ وَشَيْئًا مَّا يَسْتَعْلَمُ

حاصل عبارت یہ ہے کہ جانا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے، یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی کے حاصل ہونے اور ان کا احاطہ کرنے سے اور حضور نے اس حال کے مناسب بقصد اشتہاد یہ آیت تلاوت فرمائی "اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا، تا کہ وہ وجود ذات و صفات و توحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں، اہل تحقیق نے فرمایا: کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان فرق ہے اس لئے کہ خلیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آسمان و زمین کا ملک عظیم دیکھا اور حبیب علیہ الصلاۃ والسلام نے جو کچھ آسمان و زمین میں تھا ذات و صفات ظواہر و باطن سب دیکھا اور خلیل کو جو بذاتی اور وحدت حق کا یقین ملکوت آسمان و زمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا جیسا کہ اہل استدلال اور ارباب سلوک اور محبوبوں اور طالبوں کی حالت ہے، اور حبیب کو وصول الی اللہ اور یقین اول حاصل ہوا، پھر عالم اور اس کے حقائق کو جانا جیسا کہ محبوبوں، مطلوبوں، مجذوبوں کی شان ہے۔

علامہ طیبی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

والمعنى انه كما رأى ابراهيم ملكوت السموات والارض كذلك فتح على ابواب الغيوب حتى علمت ما فيها من الذوات والصفات والظواهر والمغيبات۔

معنی حدیث کے یہ ہیں کہ جس طرح ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو آسمان و زمین کے ملک دکھائے گئے ایسے ہیں مجھ پر غیبوں کے دروازے کھول دئے گئے،

یہاں تک کہ میں نے جان لیا جو کچھ ان میں یعنی آسمان و زمین میں ہے ذوات و صفات ظواہر و مغیبات سب کچھ۔

الحاصل، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین و آسمان کا مشاہد بنایا اور علم الاولین والآخرین عطا فرمایا، گویا ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا، اور جو ہو رہا ہے، سب کچھ آپ پر ظاہر ہو گیا، غرض کوئی ذرہ زمین پر ایسا نہیں ہے جس کی آپ کو خبر نہ ہو، کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جو آپ پر ظاہر نہ ہو ہمارے تمہارے سب کے تمام اقوال، افعال، احوال، اور اعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش نظر ہیں اور آپ ان کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی پتیلی۔

عن ابن عمر أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

أَوْفَيْتُ مَعَانِيَهُمْ كُلَّ شَيْءٍ (رواه الطبرانی)

طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمام چیزوں کی کنجیاں دی گئی ہیں

اس حدیث کے الفاظ مَعَانِيَهُمْ كُلَّ شَيْءٍ غور طلب ہیں، کیوں کی کل شئی

میں ہر ایک علوم داخل ہیں کیا علم غیب و ظاہر اور کیا تصرف و اختیارات۔

کیا ایسے صریح دلائل براہین کے ہوتے اب بھی کوئی ہٹ و ہٹی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

جس کے ہاتھ میں یہ جھنڈا ہوگا وہی فتح پائے گا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جنگ میں علی الاعلان اپنے غیب دان

ہونے کا ثبوت اس طرح دیا کہ جس کے ہاتھ میں یہ جھنڈا (علم) ہوگا وہی فتح پائے

گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

صحیح بخاری و مسلم میں ہبل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ عَبْدًا جَلِيلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يَجِبُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَأَعْطَاهَا عَلِيًّا كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ۔

البتہ میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے

گا، اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا، پس آپ نے وہ جھنڈا علی کرم اللہ

وجہہ الکریم کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی، اور جیسا حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے ارشاد فرمایا تھا وہی ہوا۔

گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

گفتہ او گشتہ اللہ بود

جنگ بدر میں ہر ایک کے مرنے کی جگہ بتلانا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر میں ہر ایک کے مرنے کی جگہ بتلانی

، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ بدر کے میدان میں لوگوں کو ایک جگہ

جمع ہونے کا حکم کیا، جب سب لوگ ایک جا اکٹھے ہو گئے، تو آپ نے اپنا دست

مبارک زمین پر رکھ کر فرمایا:

یہ فلاں شخص کے مرنے کی جگہ ہے۔

فَمَا مَاتَ وَمَاتَ جَاوِزًا أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعٍ يَدْرُسُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وآلِهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی جہاں آپ نے اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا تھا کہ فلاں اس جگہ مرے گا اور فلاں اس جگہ قتل ہوگا، چنانچہ وہیں ہر ایک قتل ہوا، اور سر مو فرق نہ ہوا۔

تین صحابہ کے شہید ہونے کی خبر پہلے دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تین صحابہ کے شہید ہونے کی خبر وقوع سے پہلے دی۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَأَبْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّايَةُ زَيْدًا فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرًا فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنَ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَمَنَاءُ تَذَرَفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْنِي خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ (رواه البخاری)

صحیح بخاری میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی اطلاع خیر آنے سے پہلے لوگوں کو دے دی اور آپ نے فرمایا:

زید نے جھنڈا لیا تو وہ شہید ہوئے، پھر جعفر نے جھنڈا لیا، تو وہ شہید ہوئے، پھر ابن رواحہ نے جھنڈا لیا، تو وہ شہید ہوئے، اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے پھر آپ نے فرمایا: کہ آخر کو ایک خدا کی تلوار نے جھنڈا لیا، اور فتح حاصل ہوئی (بخاری نے اسے روایت کیا ہے)

موتہ ملک شام میں دمشق کے قریب ایک موضع ہے، جو مدینہ منورہ سے بہت فاصلہ پر ہے وہاں کے حاکم نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قاصد کو قتل کیا تھا، اس لئے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی طرف نَشْر بھیجا، اور اس لشکر پر زید

س حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا، اور ارشاد کیا کہ اگر زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو جائیں تو پھر جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں، اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر بنالیں پس جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا، کہ اس لڑائی میں یہ تینوں صاحب شہید ہوئے تب لوگوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ فتح دی گویا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس واقعہ کے وقوع سے پیشتر لوگوں کو بطور اخبار بالغیب خبر دی، کیا اب بھی کوئی منصف مزاج حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے ان ضدی لوگوں کو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

نجاشی کے مرنے کی صحیح تاریخ پہلے بتادی

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے غیب دانی سے نجاشی شاہ حبشہ کے مرنے کی تاریخ پہلی بتادی، چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے نجاشی بادشاہ حبشہ کی موت کی خبر اسی دن دے جس روز وہ مرا، اور آپ نے صحابہ کے ہمراہ عید گاہ کی طرف جا کر نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی، اور چار تکبیریں فرمائیں۔

نجاشی ملک حبشہ کے بادشاہ کا لقب تھا، جو کوئی وہاں کا بادشاہ ہوتا تھا اسے نجاشی کہتے تھے اس نجاشی کا نام اَصْحَمَہ تھا، جو پہلے عیسائی تھا، لیکن جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نام مبارک جس میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی پہنچا، تو وہ مسلمان

ہو گیا اور اس نے کہا کہ جس پیغمبر کی خبر پچھلی کتابوں میں ہے، وہ یہی ہے اور بڑے اعتقاد اور نیاز مندی سے پیش آیا جب اس نے انتقال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بغیر کسی کے اطلاع دینے کے محض غیب دانی سے اسی دن اس کی موت کی خبر دی، اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت کی دلیل

اس حدیث کی بناء پر شافعی اور غیر مقلد لوگ غائبانہ جنازے کی نماز پڑھتے ہیں، مگر احناف کے نزدیک غائب جنازے پر نماز پڑھنا درست نہیں چنانچہ ہماری طرف سے اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ چونکہ نجاشی کا جنازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر منکشف ہو گیا تھا، اس لئے آپ نے اس کا جنازہ پڑھا، لہذا عام غائب کو نجاشی پر قیاس نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ وہ خصائص النبی میں سے تھا، اس کے علاوہ کسی صحابی یا تابعی یا تبع تابعین کا کوئی فعل اور اثر نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو، کہ نجاشی کے جنازہ کے بعد کسی اور میت کا بھی غائبانہ جنازہ پڑھا گیا ہو۔

غرض اس حدیث سے صراحتہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں کیا اب بھی کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہدایت دے ان اصحاب کو جو غلطی میں مبتلا ہو کر مرتکب گناہ ہو رہے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از لطف رب

حاملہ عورت کو بتلایا کہ تیرے لڑکا ہوگا

ابو نعیم دلائل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کرتے ہیں:

ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

مراہ جاری تھی، اور آنحالیکہ میں حاملہ تھی، آپ نے فرمایا:

تیرے حمل میں لڑکا ہے، جب وہ پیدا ہو تو میرے پاس لانا۔

فَلَمَّا وَلَدَتْهُ أَمَّتُهُ فَوَدَّ أَنَّ فِي الْأُذُنِ الْيَمْنَى وَأَقَامَ فِي الْمُسْرَى۔

یعنی جب میں نے اس کو جنتا تو پھر میں اس کو آپ کی خدمت اقدس میں لائی تو آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے، اسی لئے آپ نے حاملہ عورت (صحابیہ) کی بابت فرمایا کہ تیرے پیٹ میں لڑکا ہے، چنانچہ جب وہ عورت جنتی تو لڑکا پیدا ہوا، کیا یہ غیب دانی نہیں تو اور کیا ہے خدائے تعالیٰ ان ضدی لوگوں کو پینائی عطا فرمائے، تاکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت غیب دانی سے انکار کر کے دوزخ کا ایندھن نہ بنیں۔

حضرت کا ایک شخص کے دل کی باتیں بتلانا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کے دل کی بات بتلا دی چنانچہ یہی اور طبرانی نے روایت کی ہے، کہ صفوان بن امیہ بن خلف اور عیمر بن وہب بن خلف اس کا پچازاد بھائی جنگ بدر کے بعد ایک دن مقام حجر میں بیٹھ کر اپنے عزیزوں کا جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تذکرہ کرنے لگے۔

صفوان نے کہا: ان لوگوں کے قتل ہو جانے کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں رہا۔

عمیر نے کہا: جج ہے، مگر میں مقروض ہوں، اور میرے پاس قرض ادا کرنے کو کچھ نہیں ہے، اور اپنے بعد عیال و اطفال کے برباد ہو جانے کا بھی ڈر ہے، ورنہ میں خود جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالتا، علاوہ اس کے مجھے ان کے

پاس جانے کا ایک بہانہ بھی ہے، کہ میرا بیٹا، وہاں قید ہے۔

صفوان نے یہ بات غنیمت سمجھی، اور کہا: تیرے قرض کو تو میں ادا کر دوں گا، اور تیرے عیال کی بھی ہمیشہ خبر گیری کرتا رہوں گا۔

عمیر نے کہا: خبردار تو نے اس بات کا کسی سے ذکر نہیں کرنا!

پس اس نے اپنی تلوار تیز کر کے زہر میں بچھائی اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا، مدینہ منورہ میں پہنچ کر مسجد شریف کے دروازے پر اونٹ کو بٹھایا اور وہ تلوار کو حائل کئے ہوئے تھا:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دور سے دیکھ کر کہا:

یہ کتا دشمن خدا اور رسول ضرور کچھ برائی کرنے کے لئے ہی آیا ہے، فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں جا کر اس کے آنے کی اطلاع دی۔

آپ نے فرمایا:

اسے میرے پاس لے آؤ!

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے تلوار لے لی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پکڑ کر لے آئے، آپ نے اس کو دیکھ کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا:

اسے چھوڑ دو! پھر آپ نے اس سے کہا: اے عمیر میرے قریب آ جا، وہ آپ کے قریب آ گیا، پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ کیوں آیا ہے؟

اس نے کہا کہ اپنے قیدی کے لئے آیا ہوں کہ اس کے معاملہ میں آپ احسان کیجئے، آپ نے فرمایا:

بھلا یہ تو بتلا کہ تو نے تلوار گردن میں کیوں ڈال رکھی ہے؟

اس نے کہا: تلوار کس کام کی ہے (اس سے اس کی یہ مراد تھی کہ جس کام کے

لے تلوار باندھی تھی وہ کام تو پورا نہ ہو سکا، یہ بات اس نے حضرت سے کہی

آپ نے فرمایا:

سچ بیان کر کہ تو کس لئے آیا ہے؟

اس نے کہا: میں اسی کام کے لئے آیا ہوں جو میں نے عرض کیا۔

آپ نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو، بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ تو نے اور صفوان نے مقام حجر میں بیٹھ کر کشمکش کا تذکرہ کیا اور تو نے کہا:

میں مقروض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی ہلاکت کا خوف نہ ہوتا تو میں جا کر فوراً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالتا اس پر صفوان تیرے قرض اور تیرے عیال کی خبر گیری کا متکفل اور ضامن ہوا، اور اب تو میرے قتل کے لئے آیا ہے۔

اس نے ان راز و نیاز کی خفیہ باتوں کا پتہ سنتے ہی صدق دل سے پڑھا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ!

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود لائق پرستش نہیں ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، میں سچ کہتا ہوں کہ اس بات کی خبر میرے اور صفوان کے سوانے کسی کو نہ تھی، خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ پروردگار عالم نے ہی آپ کو اس راز کی خبر دی ہے۔

خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا:

اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھلاؤ! قرآن مجید پڑھاؤ، اور نیز اس کے قیدی کو بھی چھوڑ دو!

اس حدیث سے صراحت ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب دان تھے۔ اسی لئے آپ نے ایک شخص کے دل کی بات بتلا دی، اب بھی کوئی

فخصّ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟
لو اور سنئے!

عن وابصة بن معبد: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
يَا وَابِصَةُ! اجْنُتِ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ -
قُلْتُ: نَعَمْ

قَالَ: فَجَمَعَ أَصَابِعَهُ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهُ وَقَالَ:
اسْتَفْتِ نَفْسَكَ! اسْتَفْتِ قَلْبَكَ ثَلَاثًا الْبِرُّ مَا أَطْمَأْنَنْتَ إِلَيْهِ النَّفْسُ
وَأَطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَكَرِهَتْ فِي الصَّدْرِ وَكَانَ افْتِكَافُ
النَّاسِ (رواه احمد والدارمی)

دارمی میں وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے وابصہ! تو پوچھتا ہے نیکی اور گناہ سے؟

میں نے کہا: ہاں! حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بغیر وابصہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے بیان کرنے کے اس کے دل کی بات ظاہر کر دی

راوی نے کہا: پس حضرت نے اپنی انگلیاں جمع کیں اور انگلیوں سے

میرے سینے کو مارا، اور فرمایا:

اپنے نفس (ذات) سے فتویٰ پوچھ تین بار فرمایا،

نیکی وہ چیز ہے کہ قرار پکڑے اور مائل ہو اس کی طرف، جی اور آرام پکڑے

اس کی طرف دل اور گناہ وہ چیز ہے کہ دل میں چبھے اور سینہ میں شک و تردد کرے اگر

چروگ تجھ کو فتویٰ دیں۔

اس حدیث صحیح سے صراحت ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نب داں تھے، کہ آپ نے ایک صحابی کے دل کی بات بتلا دی، کیا اب بھی کوئی
مدعی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟

حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور بلال کے دل کی بات

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل کی بات بغیر
ان کے اظہار کے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتلائی، چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے:
زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
معظمہ کے راستہ میں رات کے آخری حصہ میں قیام فرمایا اور آپ نے بلال رضی
اللہ عنہ کو حکم کیا کہ ہمیں نماز کے وقت جگا دینا لیکن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیند کے غلبہ
سبب باعث سو گئے، اور باقی صحابی بھی، حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو گیا، صحابہ بیدار ہو کر
نماز کے فوت ہونے کے سبب سے گھبرا اٹھے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو یہ حکم
فرمایا:

سب لوگ سوار ہو کر اس جنگل سے دور چلے جائیں کیوں کہ اس میں
شیطان مسلط ہے، پس اسی وقت صحابہ کرام وہاں سے چل پڑے حتیٰ کہ حضرت نے
قیام کرنے کا ارشاد فرمایا پھر آپ نے فرمایا:

سب لوگ وضو کرو، اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

نماز کے لئے اذان اور تکبیر کہے، چنانچہ اذان اور تکبیر کے بعد حضور علیہ
السلام نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی، یعنی صبح کی نماز جماعت سے ادا کی
پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی غافل ہو کر نماز سے سو جائے، یا نماز بھول جائے،
اسے چاہئے کہ اس کو ایسے پڑھے جیسا کہ اس کو اس کے وقت میں پڑھنا چاہئے۔

ثُمَّ اتَّفَقَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَاصْبِرْ لَهُ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَهْدُوهُ كَمَا يَهْدِي الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ (رواه مالك مرسلًا)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، پس اس کو ٹکیہ لگوا لیا، پھر بڑی دیر تک اس کو تھپکتا رہا، جیسے بچہ تھپکا جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ گہری نیند سو گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو پکارا، بلال نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خبر دی جیسے حضور نے ابو بکر صدیق کو خبر دی تھی، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا، کیوں کہ آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کے دل کی بات کو بغیر اس کے بتلانے کے ظاہر فرمایا۔ ذرا عقل سلیم سے غور کیجئے کہ یہ غیب نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

حضرت کا صحیفہ کو کثیروں کے کھا جانے کی خبر دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے علم غیب سے بتا دیا کہ صحیفہ کی عبارت کو سوائے اللہ کے نام کے باقی سب کثیروں نے کھا لیا ہے، چنانچہ یہی نے دلائل النبوة میں زہری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو خبر دی کہ کثیر نے اس صحیفہ کی عبارت کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا بالکل کھا لیا ہے جس میں قریش نے عہد لکھا تھا،

تم کی عداوت پر مضبوط رہیں، اور ان سے برادری بالکل چھوڑ دیں۔

چنانچہ جب قریش نے اس صحیفے کے دیکھا تو ویسا ہی پایا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد جب اسلام مکہ معظمہ میں پہلا، اور بتوں کی مذمت بر ملا ہونے لگی تو کفار قریش کو بڑا صدمہ ہوا، مسلمانوں پر انہیں بڑا غصہ آیا تب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا، اور اس بات پر ابوطالب اور دیگر بنی ہاشم راضی نہ ہوئے، تب انہوں نے کہا، یا تو تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالہ کر دو یا تم سب کے سب ہم سے علیحدہ ہو کر گھاٹی میں جا رہو، اور ہماری تمہاری برادری ختم نہ ساتھ کھانا اور نہ ساتھ پینا، اور نہ ہی ہم تم کسی مجلس میں اکٹھے ہوں الغرض ابوطالب اور بنی ہاشم نے اس بات کو قبول کر لیا اور سب کے سب شعب میں جا رہے، اور کفار قریش نے ایک عہد نامہ بعنوان قطع برادری اور استحکام عداوت کا بنی ہاشم کے ساتھ لکھ کر کعبے میں لٹکا دیا، یہاں تک کہ عداوت پر مستعد ہوئے کہ جو کوئی گاؤں کا آدمی غلہ یا کچھ چیز بیچنے کو لاتا اس کو بھی منع کر دیتے، کہ بنی ہاشم کے ہاتھ نہ بیچے!

تین برس اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گھاٹی میں بسر کئے اور بڑی تکلیف اٹھائی اس اثناء میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے مطلع کیا، کہ اس عہد نامے کو دیکھ گھاٹی ہے، جہاں کہیں اس میں اللہ تعالیٰ کا نام تھا اس کو دیکھ نے چھوڑ دیا ہے اور باقی سب کچھ کھا لیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے ابوطالب کو مطلع کیا، ابوطالب قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس طرح خبر دی ہے، تم اس عہد نامہ کو منکوا کر دیکھو، اگر یہ بات جھوٹی ثابت ہوگی، تو ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے

حوالے کر دیں گے اور اگر وہ سچے نکلے تو ہماری تکلیف دہی سے باز آ جانا، اور ہمیں کھائی سے باہر نکلنے دینا!

چنانچہ انہوں نے وہ محیفہ منگوا کر دیکھا تو واقعی جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کا نام تھا وہ تو قائم تھا باقی کو دیمک نے کھالیا ہوا تھا، تب وہ نادم ہوئے اور بنی ہاشم سے کہا کہ تم کھائی سے نکل آؤ۔

اس حدیث سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا ثابت ہوتا ہے کیوں کہ آپ نے کرم خوردہ محیفہ کی بن دیکھے خبر دی، کیا اب بھی کوئی ضدی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟

پکا ہوا گوشت چوری کا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعوت میں پکے ہوئے گوشت کو چکھ کر فرمایا کہ یہ چوری کا ہے، چنانچہ ابو داؤد اور بیہقی میں عاصم بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک انصاری کے جنازے پر تشریف لے گئے دفن سے فارغ ہونے کے بعد اس انصاری کی بیوی نے آپ کی دعوت کی، آپ اس گھر میں کھانے کے لئے تشریف لے گئے، کھانا سلیقہ کے ساتھ آپ کے سامنے چنا گیا، آپ نے کھانا شروع کر دیا، ابھی ایک لقمہ ہی آپ نے منہ مبارک میں رکھا تھا، اور نگلا نہیں تھا کہ فوراً تھوک دیا، اور حاضرین سے ارشاد فرمایا، کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے، جو مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے، چنانچہ تحقیق کی گئی، تو اس عورت نے تمام قصہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کہلا بھیجا، کہ میں نے ایک آدمی کو بیع میں جہاں بکریاں بکتی ہیں خریدنے کے لئے بھیجا تھا، لیکن وہاں سے

دستیاب نہ ہوئی، تو پھر میں نے اپنے ہمسائے کے پاس آدمی بھیجا جس کے پاس ایک بکری تھی کہ وہ مجھے بکری قیننادے دے چونکہ وہ گھر پر موجود نہ تھا اس لئے میں نے اس کی بیوی کو کہلا بھیجا اس نے وہ بکری اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر مجھے بھیج دی۔ (دیکھئے خاوند کا حق کس قدر ہے افسوس آج کل کی عورتیں بڑی لاپرواہ اور بے فرمان ہو گئی ہیں اللہ انہیں ہدایت دے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو!

اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ممنوع کھانا قیدیوں کو کیوں بھیجا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کھانا ان قیدیوں کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ لوگ کافر تھے، اس لئے ان کو ایسا کھانا کھانا جائز تھا، ہاں اگر وہ مسلمان ہوتے تو پھر ایسا ہرگز نہ کرتے۔

اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان تھے اسی لئے آپ نے گوشت کو چکھ کر فرمایا کہ یہ چوری کا ہے، کیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان عقل کے مدعوں کو چشم حق بین عطا فرمائے، تاکہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت کا ایک پکے ہوئے گوشت میں زہر ملا ہوا بتلانا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بھنی ہوئی بکری کو دیکھ کر فرمایا:

اس میں زہر ملا ہوا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر: أَنَّ يَهُودِيَّةً مِنْ أَهْلِ خَيْبَرَ سَمَتْ شاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ أَهْدَتْهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الَّذِي دَاعَى فَاكُلَ مِنْهَا وَأَكَلَ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مَعَهُ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

ارْثَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَأَرْسِلُوا إِلَى الْيَهُودِيَّةِ فَنَدَّاعَاهَدَ

فَقَالَ: سَمِعْتُ هَذِهِ الشَّاهِدَةَ؟ فَقَالَتْ: مَنْ أَخْبَرَكَ؟

قَالَ: أَخْبَرْتَنِي هَذِهِ فِي يَدَيَّ لِلَّذِي دَاعَى قَالَتْ نَعَمْ (الحدیث)

ابوداؤد و دارمی میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

تحقیق ایک یہودی عورت نے اہل خیر میں سے بھی ہوئی بکری میں زہر ملایا پھر اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو تحفہ لائی، پس آپ نے دتی لی اور اس میں سے کھایا، اور صحابہ نے آپ کے ساتھ کھایا۔

پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنے ہاتھ اٹھا لو، اور ایک آدمی کو یہودیہ کی طرف بھیجا، اس کو بلایا وہ حاضر ہوئی آپ نے فرمایا:

تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟

یہودیہ نے کہا: تم کو کس نے خبر دی؟

آپ نے فرمایا:

مجھ کو اس نے خبر دی جو میرے ہاتھ میں ہے یہ بات آپ نے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمائی۔

یہودیہ نے کہا: ہاں زہر ملایا ہے میں نے اس میں لٹخ۔

اس صحیح حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں تھے کیوں کہ آپ نے مجلس دعوت میں اعلانیہ طور پر ارشاد فرمایا کہ اس کھانے میں زہر ملایا ہوا ہے جو بعد تحقیق کرنے کے صحیح ثابت ہوا، کیا یہ غیب نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

کیا اب بھی کوئی ضدی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ایک قرض خواہ کی گواہی غیب دانی سے دینا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک قرض خواہ عورت کی شہادت محض غیب

دانی سے دی چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن سعيد بن الاطول قال قال مات أَيْحَى وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِينَارٍ وَتَرَكَ وَلَدًا صَغِيرًا فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَفَقَّحَ عَلَيْهِمْ۔

فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَخَاكَ مَحْبُوسٌ بِدِينِهِ فَاقْضِ عَنْهُ۔

فَذَهَبْتُ قَالَ قَضَيْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَبْقِ الْأَمْرَةَ تَدْعِي دِينَارَيْنِ وَلَكَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ، قَالَ: أَعْطَاهَا فَإِنَّهَا صَادِقَةٌ (رواه احمد)

روایت ہے سعد بن اطول رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا بھائی مر گیا، اور وہ تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑ گیا میں نے یہ چاہا کہ ان پر خرچ کروں (یعنی اس کا قرض ادا نہ کروں)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

تیرا بھائی قرض کے بدلے قید کیا گیا ہے، (یعنی عالم برزخ میں قید ہے کہ وہاں کی نعمتوں اور صالحین کے پاس نہیں پہنچ سکتا اس کی طرف سے ادا کر!)

سعد نے کہا: میں نے اس کی طرف سے قرض ادا کیا، اور نہیں باقی رہا مگر ایک عودرت کہ دعویٰ کرتی ہے دو دینار کا، اور اس کا کوئی گواہ نہیں۔

آپ نے فرمایا: اس کو دے دے کہ وہ بالتحقیق سچی ہے۔

اس حدیث کے آخری جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ عورت جس نے تیرے بھائی سے دود پنا قرضہ لینا ہے جس کا کوئی گواہ موجود نہیں ہے اس کو ضرور دے دے کیوں کہ وہ سچی ہے، دیکھئے آپ نے بغیر چشم دید شہادت کے محض غیب دانی سے اس کی تصدیق کی

صحابی کے ترک سنت کرنے کی اطلاع دینا

عن شعب بن ابی روح عن رجل من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح فقرأ الزوم فالتبس عليه فلما صلى قال: ما بال أقوام يصلون معننا لا يحسنون الطهور وإنما يكس علينا القرآن أولئك (رواه النسائي ومشكوة كتاب الطهارة)

نسائی شریف میں شعب بن ابی روح سے مروی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کی کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی اور اس میں سورۃ روم کو پڑھا تو آپ کو متشابہ ہوا، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا:

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، اور اچھا وضو نہیں کرتے، سوائے اس کے نہیں کہ یہ لوگ قرأت قرآن مجید میں ہم پر اشتباہ ڈالتے ہیں۔

اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا کیوں کہ جب آپ کو قرأت میں متشابہ ہوا، تو آپ کو فوراً اس کا سبب معلوم

کہا، کہ کسی مقتدی نے وضو کرنے میں کوئی سنت ترک کی ہے، چنانچہ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر برملا ارشاد فرمایا، کیا یہ علم غیب نہیں؟ تو اور کیا ہے؟ علاوہ اس کے یہ بھی یاد رہے کہ حدیث کے الفاظ سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو بذریعہ وحی کے یہ علم معلوم ہوئی تھی، ذرا عقل سلیم سے اس پر غور کیجئے، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے علم غیب سے انکار کر کے نعمت ایمان کو ضائع نہ کیجئے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماندا بفضل رب

ابو جہل کی مٹھی کی چیز بتلانا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ابو جہل کی مٹھی کی چیز کو بلا دیکھے برا سرا جلاس فیب دانی سے بتلا دیا چنانچہ اس قصہ کو مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں یوں ارقام فرماتے ہیں:-

سنگھا اندر کف بو جہل بود گفت اے احمد بگو ایس چیست زود

مگر رسولی چیست در مشتم نہاں چوں خبر داری ز راز آسماں

ایک دن ابو جہل ملعون چند کنکریاں ہاتھ میں لے کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلدی بتائیے کہ میری مٹھی میں کیا چیز ہے اگر تم نبی ہو جبکہ آپ آسمان کی خبر رکھتے ہیں مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ آپ نے جواب دیا اور کیا خوب

دیا۔

گفت چوں خواہی بگویم کاں چہ راست یا بگویند آنکہ ماہیم در راست

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ آیا تو یہی چاہتا ہے کہ میں یہ بتا دوں کہ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے یا یہ کہ وہ چیز جو تیرے ہاتھ میں ہے میرے بارے میں

بتلا دے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں کہ ابو جہل متعجب ہو کر یوں بول

اٹھا۔

گفت ابو جہل ایں دوم نادر تر است گفت آ رہے حق ازاں قادر تر است

ابو جہل نے کہا کہ یہ دوسری بات تو بڑی عجیب ہے، یعنی اگر یہ ہو جائے تو

اور بھی خوب ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میرے مولائے کریم کو اس سے بھی زیادہ قدرت اور طاقت ہے۔

پھر مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام

اپنی غیب دانی کا ثبوت یوں اعلانیہ بتلاتے ہیں :-

گفت شش پارہ حجر در دست تست بشنواں ہر یک تو تسبیح درست

پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: کہ اول تو یہ تیرے ہاتھ میں

چھ سنگریزے (سنگریاں) اور دوسری بات کے لئے کان لگا کر سن، کہ ان میں سے ہر ایک تسبیح پڑھتی ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں کہ جو نبی اس بد بخت نے کان لگا

کر سنا تو یوں آواز آئی ۔

از میان مشیت او ہر پارہ سنگ در شہادت گفتن آمد بے درنگ

لا الہ گفت و اللہ گفت گوہر احمد رسول اللہ سفت

اس کی منہی میں سے ہر ایک سنگریزے نے بلا توقف کلمہ شہادت پڑھنا

شروع کر دیا، وہ لا الہ اللہ، اللہ کہتے تھے، اور محمد رسول اللہ کے الفاظ موتی کی طرح پڑتے تھے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں کہ اس ازلی بد بخت نے جو نبی

یہ کلمات سنے تو اس نے بجائے کلمہ شہادت پڑھنے کے یہ کہا۔

چوں شنید از سنگہا بو جہل ایں زوز خشم آں سنگہارا بر زمیں

گفت نبود مثل تو ساحر دگر ساحراں را سر توئی و ناج سر

جب ابو جہل نے سنگریزوں سے کلمہ شہادت کی آواز سنی تو غصہ میں آ کر ان

سنگریزوں کو زمین پر دے مارا اور کہنے لگا کہ تیرے جیسا اور تیری مانند دنیا میں کوئی

ساحر (جادوگر) نہ ہوگا، تو ساحروں کا سردار اور سر تاج ہے (معاذ اللہ)

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

خاک بر فرش کہ بد کو رو لعین چشم او ابلیس آمد خاک ہیں

یعنی اس ابو جہل کے سر پر خاک پڑے کہ اندھا اور ملعون تھا اس کی نگاہ

ابلیس کی طرح خاک میں تھی کہ اس نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے مادہ طین کو تو

دیکھا، مگر ان کے کمالات کو تکبر کے باعث نہ دیکھ سکا، اسی طرح ابو جہل نے حضور علیہ

الصلاۃ والسلام کی ظاہری بشریت کو دیکھا مگر آپ کے کمالات نبوت کو تکبر کی وجہ سے

نہ دیکھا۔

پھر مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

چوں بدید آں معجزہ بو جہل تفت رفت در خشم و بسوئے خانہ رفت

رہ گرفت و رفت از پیش رسول اوفتا و اندر چہ آں زہیت جہول

معجزہ را دید و شد بد بخت و رفت سوئے کفر و زندہ سر تیز رفت

ابو جہل نے جب آپ کا یہ معجزہ دیکھا تو غصہ سے بھرا ہوا گھر کی طرف چلا

آیا اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے سے چلا بنا، اور وہ برا جاہل چاہ خلافت

میں جاگرا، ایسا بڑا معجزہ دیکھ کر اور زیادہ بد بخت اور سخت ہو گیا، کفر اور بے دینی کی

طرف اور زیادہ تیز چلنے لگا۔

اس روایت صحیحہ سے صراحتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا

ثابت ہوتا ہے۔

حضرت کا وصال کی خبر دینا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے وصال کی خبر علی الاعلان پہلے دی،

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن جابر قال: أقام النبي صلى الله عليه وسلم من جمع وعليه السكينة وأمرهم بالسكينة وأوصع في وادي محسر وأمرهم أن يرموا بمثل حصي الخذف وقال لعلي لا أركم بعد عامي هذا (رواه الترمذي كذا في المشكوة في كتاب المناسك)

ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے چلے، ان پر تھی تسکین چلنے میں اور لوگوں کو آہستہ چلنے کا حکم کیا اور اپنی اونٹنی کو میدان محسر میں جلدی چلایا، اور لوگوں کو حکم کیا کہ ماریں مانند کنکریوں خذف کے (یعنی چنے چنے برابر) اور آپ نے صحابہ کو فرمایا:

شاید میں تم کو اس برس کے بعد نہ دیکھوں گا، (یعنی میرا وصال ہو جائے گا)

چنانچہ آئندہ سال آپ کا وصال شریف ہو گیا، (مظاہر حق)

اس حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان

ہیں کیوں کہ آپ نے اپنے وصال کی اطلاع پہلے ہی دے دی، کیا اب بھی کوئی شخص آپ کے غیب داں ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے ان عقل کے مدعیوں کو۔

ابوبکر کی نسبت دوزخی ہونے کی خبر دینا

عن ابی هريرة قال: شهدنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم منا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لرجل ممن معه يدعى الإسلام: هذا من أهل النار.

فلما حضر القتال قاتل الرجل أشد القتال وكثرت به الجراح فجاء من فقال يا رسول الله الرايت الذي تحدثت أنه من أهل النار قد قاتل في سبيل الله من أشد القتال فكثرت به الجراح.

فقال: أمانه من أهل النار.

فكاد بعض الناس يرتاب فيبينما هو على ذلك إذ وجد الرجل أمة الجراح فأهوى يدهم إلى كفايته فانتزع سهمًا فالتحربها فاشتد رجال من المسلمين إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

فقالوا: يا رسول الله! صدق الله حديثك قد انتحرفلان وقتل لسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الله أكبر أشهد أني عبد الله ورسوله يا بلال! قم فاذا لا يدخل الجنة إلا مؤمن وإن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر..... (رواه البخاري)

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کے حق میں فرمایا جو آپ کے ہمراہ تھے:

وہ دیکھ وہ اسلام کا دعوے دار تھا:

یہ شخص دوزخی ہے۔

جنگ کا وقت آیا تو وہ شخص کافروں سے بڑا سخت لڑا، اور اس کو بہت سخت زخم لگے، ایک شخص آیا متعجب ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اس شخص کی حقیقت حال سے خبر دو کہ آپ فرماتے ہیں وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق وہ راہ خدا میں بڑا سخت لڑا ہے اس کو بہت سے زخم آئے ہیں، (یعنی اس کا ظاہر حال یہ ہے کہ وہ بہشتی ہے)

آپ نے فرمایا:

وہ دوزخیوں میں سے ہے۔

پس قریب تھا کہ بعض لوگ آپ کی خبر کی تصدیق میں شک کریں باوجود اس جدوجہد سے لڑنے کے آپ اس کے حق یہ کیونکر فرماتے ہیں، کہ وہ دوزخی ہے پس اس اثنا میں کہ وہ اس حال پر تھا ناگہاں اس نے زخموں کا درد پایا، تو اس نے اپنی ترکش کی طرف اپنے ہاتھ سے قصد کیا اور تیر کو کھینچ کر اس سے اپنا سینہ کاٹا (ایک روایت میں ہے کہ اس نے تلوار سے کاٹا) اسی وقت کئی ایک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے گئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا تھا

وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق فلاں نے اپنا سینہ کاٹا اور اپنے آپ کو مار ڈالا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ بہت بڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور اس کا رسول اے ہلال اٹھ اور لوگوں کو اس بات کی اطلاع کر دے کہ بہشت میں سوائے من کے کوئی داخل نہیں ہوگا، اور تحقیق اللہ تعالیٰ اس دین کو قوی کرتا ہے بسبب مردقاہر اور اس کے جہاد اور قتال کے۔

اس حدیث سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب اس میں چنانچہ اسی واسطے آپ نے کھلم کھلا فرمادیا: کہ فلاں وہ فحشی ہے، اور اس کی وجہ کی بتلا دی۔

کیا یہ غیب نہیں ہے، تو پھر اور کیا ہے، اللہ تعالیٰ انکار کرنے والوں کو ہدایت دے۔

ایک مرتد کی یہ خبر دینا کہ وہ قبر میں نہ رہے گا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے علم غیب سے ایک مرتد کی نسبت فرمایا: وہ قبر میں نہیں رہنے پائے گا، اور وہ ایسا ہی ہوا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن انس قال: إِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُمُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَدَّ عَنْ الْإِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ:

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْأَرْضَ لَأَتَّكِلُهُ

فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ إِنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مُنْبُوذًا

فَقَالَ: مَا شَأْنُ هَذَا؟

فَقَالُوا: دَفَنَاهُ مَرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ..... (متفق علیہ)

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی لکھتا تھا، وہ مرتد ہو گیا اور اسلام سے پھر گیا اور مشرکوں کے ساتھ جا ملا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تحقیق زمین اس کو قبول نہیں کرے گی،

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ابو طلحہ (انس کی ماں کے خاوند) نے یہ خبر دی

ابو طلحہ اس زمین میں آئے جہاں وہ شخص مرا اور دفن ہوا تھا، ابو طلحہ نے اس کو قبر سے باہر پڑا ہوا پایا ابو طلحہ نے کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہے کہ قبر سے باہر پڑا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا مگر زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اس حدیث صحیح سے نمایاں طور پر ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہیں کیوں کہ آپ نے اعلانیہ طور پر فرمایا کہ فلاں مرتد قبر میں نہیں رہے پائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، کیا یہ غیب نہیں ہے، تو اور کیا ہے، ذرا عقل سلیم سے غور کیجئے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشتے، ان عقل کے دعوے داروں کو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب سب ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کا صحیح وزن بتلانا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درختوں کے میوؤں کو تولنے سے پہلے وزن بتا دیا جو کہ صحیح نکلا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی حمید الساعدی قال: خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوة تبوک فاکتینا وادی القری علی حدیقة لامرأة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اخرجوها فخرصتها وخرصها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرة أوسق۔

وقال: اخصيها حتى ترجع إليك إن شاء الله تعالى وانطلقنا حتى قدمنا تبوک فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

ستهب عليكم الليلة ریح شدیدة فلا یقم فیها أحد فمن كان له بعیر فلیشد عقاله۔

فهب ریح شدیدة فقام رجل فحملته الريح حتى ألقت به بئس حظی

فَمَ أَقْبَلْنَا حَتَّى بَلَغْنَا وَادِي الْقُرَى فَسَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْءَ مَنْ حَدِيثُهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا؟ فَقَالَتْ عَشْرَةُ أَوْسُقٍ..... متعلق علیہ

یعنی صحیح بخاری و مسلم میں ابو حمید ساعدی سے روایت ہے کہ آپ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے نکلے ہم وادی قری میں پہنچے تو ایک باغ پر ہمارا گزر ہوا یہ ایک عورت کا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس کے درختوں کے پھلوں کا اندازہ کرو! کس قدر ہیں؟ تو ہم نے اندازہ کیا جیسا کسی کے قیاس میں آیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کا دس وسق اندازہ کیا اور آپ نے اس عورت کو فرمایا ان وسقوں کی گنتی یاد رکھنا جب تو اس کو وزن کرے، حتیٰ کہ ہم تبوک پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

آج رات تم پر ہوا سخت چلے گی، تو کوئی اس میں کھڑا نہ ہوا کہ اسے ضرر پہنچے گا، جس کسی کے پاس اونٹ ہے اسے چاہئے کہ اسے مضبوطی سے باندھ دے ابھر ہوا چلی، ایک شخص کھڑا ہوا، اسے ہوانے اٹھایا حتیٰ کہ اسے طے کے دو پہاڑوں میں پھینک دیا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ہم وادی قری میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کا حال پوچھا کہ کتنا پھل ہوا؟ اس عورت نے عرض کیا دس وسق کو پہنچا۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا صراحتہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ آپ نے درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کا وزن صحیح بتلادیا، اور جب ان کا وزن کیا گیا اتارنے کے بعد تو واقعی جتنا آپ نے فرمایا تھا اتنا ہی نکلا۔

کیا اب بھی کوئی شخص آپ کے غیب دان ہونے میں شک کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو چشم حیا چشم حق ہیں عطا فرمائے! تاکہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

صحابی کو اندھا ہونے کی خبر دینا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک صحابی کو فرمایا کہ تو اندھا ہو جائے گا، چنانچہ وہ اندھا ہو گیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن النبی بنت زید بن ارقم عن ابیہما: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی زید یعوده من مرض کان بہ۔
قال: لیس علیک من مرضک بأس ولکن کیف لک اذا عمرت بعدی فعمیت؟

قال: احتسب واَصبر۔

قال: اذا تدخل الجنة بغير حساب۔

قال: فعین بعد ما مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم رد اللہ علیہ بصره ثم مات (رواہ البیہقی)

نبیؐ نے دلائل النبوة میں زید بن ارقم کی بیٹی ایسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں:

تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اس حالت میں کہ اس کی عیادت کرتے تھے، بسبب بیماری کے، آپ نے فرمایا: ڈر نہیں لیکن تیرا ایک حال ہوگا جس وقت تیری عمر میرے پیچھے دراز ہوگی پس تو اندھا ہو جائے گا، زید نے کہا کہ میں ثواب طلب کروں گا اور حکم رب پر صبر کروں گا، آپ نے فرمایا: تب تو بہشت میں بلا حساب داخل ہوگا۔

راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد زید رضی اللہ

من کی بینائی جاتی رہی پھر اللہ تعالیٰ نے زید رضی اللہ عنہ کو بینائی عطا فرمائی پھر انتقال کر گئے۔

اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب دان ہونا صراحتہ ثابت و ادا کیوں کہ آپ نے ایک صحابی کو حکم کھلا فرمایا کہ تو اندھا ہو جائے گا، چنانچہ وہ کچھ عرصہ کے بعد نابینا ہو گئے، کیا یہ غیب نہیں تو اور کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے انکار کرنے والوں کو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بھڑیے کا حضرت کے غیب دان ہونے کی تصدیق کرنا

ایک بھڑیے نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے کی تصدیق کی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ہریرۃ قال: جاء ذئب الى راعي غنم فآخذ منها شاة فطلبه الراعي حتى انزعها منه۔

قال: فصعد الذئب على تل فاقعى واستشقر وقال قد عمدت الى رزق رزقنيہ اللہ اخذته ثم انزعته مني۔

فقال الرجل: تالله ان رأيت كاليوم ذيبا يتكلم:

فقال الذئب اعجب من هذا رجل في الفخلات بين الحرتين يخبركم بما مضى وما هو كائن بعدكم:

قال: فكان الرجل يهوديا فجاء الى النبی صلی اللہ علیہ وسلم فآخبره واسلم فصدقه النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... الحديث (رواہ فی

شرح السنة)

مشکوٰۃ شریف کے باب معجزات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف لپک کر آیا اور چرواہا ان کی نگرانی کر رہا تھا، فوراً ایک بکری کو پکڑ کر لے بھاگا، چرواہے نے اس کو دیکھ کر اس کا تعاقب کیا، یہاں تک کہ بکری کو اس کے منہ سے چھڑا لیا اسی وقت بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ بیٹھا کرتے ہیں، کہ کوئلے تو زمین پر پاؤں کھڑے دم اپنے دونوں پاؤں کے درمیان پھر یہ آواز بلند کہا کہ میں نے اپنی روزی کا قصد کیا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا اس لئے میں نے اس کو پکڑ کر کھانا چاہا مگر تو نے میری روزی کو چھین لیا، چرواہے نے کہا خدا کی قسم میں نے آج کے جو بہ کی مانند جو بہ نہیں دیکھا، کہ بھیڑیا باتیں کرتا ہے یا یہ معنی ہیں کہ میں نے آج تک کسی بھیڑیے کو نہیں دیکھا ہے جو باتیں کرتا ہو، اس پر اس بھیڑیے نے کہا:

اس سے تعجب انگیز اس شخص کی بات ہے جو غلستان میں رہتا ہے، اور وہ دو سکستان کے درمیان واقع ہے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم مکہ و مدینہ میں رہتے ہیں) وہ خبر دیتا ہے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے، چرواہا جو یہودی تھا بھیڑیے کی اس بات پر یقین کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی اس کے بعد آپ کی رسالت کی تصدیق کر کے کلمہ شہادت پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو ایں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کی تصدیق کی۔

سبحان اللہ! جانور اور جانوروں میں بھی درندے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم ماکان و ماکائن جانیں، اور علانیہ گواہی دیں، مگر آج کل کے بعض عقلمند اس سے انکار کریں، تعجب سخت تعجب ہے!

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقات جلد ۵ میں یہ خبر کم بما مضی و ما ہو کائن کی شرح یوں ارقام فرماتے ہیں:

یخبر الاولین من قبلکم و ما ہو کائن بعدکم امی من بنی

الآخرین فی الدنیا و من احوال الاجمعین فی العقبی۔
اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزشتہ اور آئندہ تم سے پہلوں اور تمہارے بعد والوں کی دنیا اور عقبی کے جمیع احوال کی خبر دیتے ہیں، تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے ان نا انصاف لوگوں کو جو خالص مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ کر صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود ان خطابات کے مصداق بنتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب



علماء و صلحاء کے فتاویٰ اور تصریحات

ہم نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ کے منقولی دلائل اس کثرت سے بیان کر دیئے ہیں کہ منکر کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے، مگر مزید یقین اور ثبوت کے لئے چند قبحہ علماء و صلحاء کی تقریریں اور فتاویٰ بھی ارقام کئے جاتے ہیں تاکہ طالب حق کو یقین کامل ہو جائے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب دان ماننے والا صرف راقم الحروف ہی ہے، بلکہ ہمارے ہم خیال سینکڑوں سلف صالحین میں سے محدث عالم فقیہ اور ولی اللہ ہوئے ہیں، اب بھی ایسی پاک ہستیاں صفحہ ہستی پر موجود ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ابدًا لا باد تک موجود رہیں گی۔

امید کامل ہے کہ کوئی عقل سلیم سے ان فتاویٰ اور تصریحات کے دلائل و براہین کو مطالعہ کرے گا، وہ ضرور بالضرور تسلیم کر لے گا، کہ واقعی انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہوا ہے، لطف یہ ہے کہ ہر ایک مفتی نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق ایسا عالمانہ دندان شکن جواب ارقام فرمایا ہے کہ منکر کو بھی سوائے تسلیم کے چارہ نہیں ہے، مگر ہاں ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

لہذا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو باطنی بصیرت بخشے، تاکہ انبیاء و اولیاء کے علوم سے انکار کرنے کے مرتکب نہ ہوں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت کے غیب دان ہونے پر ایک صحابی کی شہادت

ایک صحابی نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے پر گواہی دی چنانچہ یعنی شرح صحیح بخاری جلد ۸ اور قسطلانی جلد ۶ بحوالہ دلائل النبوة و بیہقی منقول ہے:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے رو برو ایک صحابی نے ایک قصیدہ پڑھا جس میں ایک شعر یہ ہے۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرَهُ وَأَنَّكَ مَأْمُونٌ عَلَى كُلِّ غَائِبٍ

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے، اور یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر غیب بات پر مامون ہیں۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان اشعار کو سن کر تبسم فرمایا اور نہایت محظوظ ہوئے۔

اس روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کل غائب شے پر مامون اور محیط ہیں، کیا یہ ممکن ہے کہ نبی کے سامنے کوئی خلاف شرع کام کیا جائے، اور وہ منع نہ کریں، اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو متصف بعلم غیب کہنا شرک ہوتا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام اس سے ضرور منع فرماتے، کیوں کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ نبی کے سامنے ایسا کام کیا جائے جو ممنوع ہے، اور وہ بجائے منع کے تبسم فرما کر اظہار خوشی کریں۔

نکتہ عجیبہ غریبہ

سنت کے اقسام میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی کام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے رو برو کیا، اور آپ نے اس کو دیکھ کر منع نہیں کیا، بلکہ

پسند فرمایا تو وہ فعل بھی سنت ہے، اس کو اصطلاح محدثین میں سنت تقریر کہتے ہیں۔

وسعت علم نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور صاحب کتاب الابرار

صاحب کتاب الابرار اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں:

اس امتیاز میں سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی شے پردہ میں نہیں، یہ روح پاک عرش اور اس کی بلندی و پستی، دنیا و آخرت، جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے، کیوں کہ یہ سب اسی ذات مجمع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں، آپ کی تیزان جملہ عالموں کی خارق ہے، آپ کے پاس اجرام سموات کی تمیز ہے، کہ کہاں سے پیدا کئے گئے کیوں پیدا کئے گئے، کیا ہو جائیں گے، اور آپ کے پاس ہر ایک آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور اس کی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کئے گئے، اور کہاں جائیں گے، ان کے اختلاف مراتب اور منتہائے درجات کی بھی تمیز ہے، اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے عالم علوی کے اجرام نیرہ ستاروں، سورج، چاند، لوح، قلم، برزخ اور اس کی ارواح کا بھی ہر طرح امتیاز ہے، اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر حال معلوم ہے، اسی طرح باقی تمام جہانوں کا علم ہے، اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جس کی معلومات بے انتہاء ہیں کوئی مزاحمت نہیں، کیونکہ علم قدیم کے معلومات اس عالم میں منحصر نہیں، ظاہر ہے کہ اسرار ربوبیت اوصاف الوہیت جو غیر متناہی ہیں اس عالم ہی سے نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صاحب کتاب الابرار فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روح مبارک سے عالم کی کوئی چیز عرشی ہو یا

فرشی، دنیا کی ہو یا آخرت کی پردہ اور حجاب میں نہیں، حضور سب کے عالم ہیں، اور ذرہ ذرہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر ظاہر اور روشن ہے، بایں ہمہ حضور کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں، کیوں کہ علم الہی غیر متناہی ہے، اور حضور کا علم خواہ کتنا بھی وسیع ہو، متناہی ہے، اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت ہی کیا ہے، مخالفین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی وسعت علم سے واقف نہیں، اللہ تعالیٰ کے علم کی عظمت کیا جانیں۔

جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں، تو گھبرا جاتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس سے کیا زیادہ ہوگا، بس خدا اور رسول کو برابر کر دیا، یہ ان کی سخت نادانی ہے، کہ وہ علم الہی کو عالم میں منحصر خیال کریں، یا علم متناہی کے برابر ٹھہرائیں، مسلمانوں دونوں میں فرق کرتے ہیں، حضور کے علم کو اس کی وسعت کے ساتھ تسلیم کرتے اور عطاء الہی کا اقرار کرتے ہیں، اور علم الہی کو اس کی بے مثال عظمت کے ساتھ مخصوص بحق مانتے ہیں۔

درحقیقت علم نبی کریم کا انکار کرنے والے جو اہل سنت پر مساوات ثابت کرنے کا الزام لگاتے ہیں، علم الہی کو متناہی سمجھنے میں مبتلا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم کی بھی تنقیص کرتے ہیں، سچ یہ ہے کہ اگر یہ نہ سمجھ لوگ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے واقف ہوتے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وسعت علم کا کبھی بھی انکار نہ کرتے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے کمالات کا انکار وہی کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت سے بے خبر ہے،

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاِنْ تُوْمِنُوْا تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

انبیاء کے علوم اور امام محمد غزالی

زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں امام محمد غزالی رحمہ اللہ علیہ سے منقول

ہے:

نبوت اس چیز سے عبارت ہے کہ جس کے ساتھ نبی مختص ہے، اور غیروں سے ممتاز ہے۔

اول: یہ کہ جو امور اللہ تعالیٰ، اس کی صفات، فرشتوں اور آخرت کے سات متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اور دوسروں کو کثرت معلومات زیادتی کشف و تحقیق میں اس سے کچھ نسبت نہیں۔

دوم: یہ کہ ان کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقہ و عادت تمام ہوتے ہیں جس طرح کہ ہمیں ایک وصف قدرت کا ایسا حاصل ہے کہ جس سے ہماری حرکات ارادہ پوری ہوتی ہیں۔

سوم: یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے، جس طرح کہ بیٹا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے باعث تا بیٹا سے ممتاز ہے۔

چہارم: یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کا ادراک کر لیتا ہے۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو حقائق امور کا علم عطا فرمایا اور کثرت معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں سب سے ممتاز فرمایا افعال خارقہ کی ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادہ کی ہے کہ ہم جب چاہیں حرکت کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں، ایک صفت دی جس سے وہ ملائکہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح بیٹا ایک صفت غیب ایسی عنایت فرمائی جس سے وہ غیب کی آئندہ باتیں جانتے ہیں۔

نبیاء و اولیاء کے علوم پر ملا علی قاری کی تقریر

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ المفاتیح جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں:

غیب مبادی پر کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل مطلع نہیں، البتہ غیب لواحق پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض احباب کو مطلع فرمایا ہے جن کے علوم میں سے ایک لوح کا علم بھی ہے اور یہ غیب اضافی ہے اور یہ جب ہے کہ جب روح قدسیہ منور ہوتی ہے اور عالم حس کی ظلمت اور تاریکی سے اعراض کرنے دل کے صاف ہونے، علم و عمل پر داغیت کرنے اور انوار الہیہ کے فیضان کے باعث اس کی نورانیت اور اشراق زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل میں نور قوی اور منبسط ہو جاتا ہے اور لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہو جاتے ہیں، اور وہ مغیبات پر مطلع ہو جاتا ہے اور عالم سفلی میں تصرف کرتا ہے، بلکہ اس وقت خود فیاض اقدس جل شانہ اپنی معرفت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور یہی بڑا عطیہ ہے، جب یہ حاصل ہوا تو اور کیا رہ جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احباب کے دل میں ایسا روشن نور عطا فرماتا ہے جس میں لوح محفوظ اس طرح منعکس ہو جاتی ہے جیسے آئینہ میں صورت اس نور پاک سے اللہ تعالیٰ کے احباب غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں، عالم میں تصرف کرتے ہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں تجلی فرماتا ہے، ہمارے نزدیک تو انبیاء و اولیاء ہی اللہ تعالیٰ کے احباب میں ہیں اور یہ رہے انہیں کو حاصل ہیں۔

گر ہوائے اس سفر داری دلا دامن رہبر بگیرد بس بیا

حضرت کے وسعت علم پر علامہ اسمعیل مصنف تفسیر روح البیان کی تقریر

علامہ اسمعیل رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر روح البیان میں ارقام فرماتے ہیں:

فی الحدیث سألنی ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ
فوضع یدہ بین کتفی بلا تکلیف ولا تحدید ای ید قدرته لانه سبحانه
منزه عن الجارحة فوجدت بردھا قاورثنی علوم الاولین والآخرین وعلمنی
علومائنی فعلم اخذ عہد علی کتمہ وهو علم لا یقدر علی حملہ غیرہ
وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتلیغہ الی الخاص والعام من امتی وہی
اللاس والجن والملك كما فی انسان العیون۔
(ترجمہ آگے آتا ہے)

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے وسعت علم پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تقریر

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مدارج النبوة میں ارقام فرماتے ہیں:
پرسید ازمن پروردگار من چیز سے پس تو انستم کہ جواب گویم پس نہاد دست
قدرت خود در میان دوشانہ من بے تکلیف و بے تحدید پس یافتم بر و آ فرادر سینه خود پس
دا مرا علم اولین و آخرین، و تعلم کرد انواع علم را۔
علمی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ باج کس گویم و بیج کس غیر من
طاقت برداشت آن ندارد۔

و علمی بود کہ حقیر گردانید مرا در اظہار و کتمان آن۔

و علمی بود کہ اسر کرد مرا بے تبلیغ آن بخاص و عام از امت من۔

مذکورہ بالا دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ کو میرے پروردگار نے مجھ سے کچھ دریافت کیا،
میں اس کا جواب نہ دے سکا، تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے
درمیان بے تکلیف و تحدید رکھا، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جو ارج سے منزہ اور پاک ہے، پھر

مدید اور تکلیف کیسی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ میں نے اس کی
لنڈک اپنے سینہ میں پائی پس مجھے اولین و آخرین کے علوم عطا فرمائے، اور چند علم
اور تعلیم فرمائے، جن میں سے ایک علم وہ ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ
میرے سوا کسی میں اس کی برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے،

ایک علم وہ جس کا مجھے اختیار دیا،

اور ایک علم وہ جس کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر خاص و عام کو

پہنچا دوں، اور حضرت کی امت انسان اور جن و ملائکہ ہیں۔

شیخ صاحب ممدوح مدارج النبوة میں ارقام فرماتے ہیں تے ہیں:

ہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا فتحہ اولی بروے صلی اللہ علیہ وسلم مشکشف
ساختہ، تا ہمہ احوال اور از اول تا آخر معلوم گردید و یاران خود را نیز بہ بعضی ازاں
احوال خبر داد۔

یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے فتحہ اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہے،
وہ سب کچھ ہمارے حضرت پر مشکشف فرما دیا تھا، یہاں تک کہ تمام احوال اول سے
آخر تک کا حضور کو علم ہوا، اور حضور نے اپنے صحابہ کو اس میں سے بعض کی خبر دی۔

اب ایسی تصریحات کے بعد بھی جن دلوں میں شبہات رہ جائیں اور
الہمیان حاصل نہ ہو، ان کا علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ جناب باری میں
یہ دعاء کی جائے، کہ اے پروردگار عالم بطفیل نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام تاریک
دلوں کو منور بنا کر قبول حق کا مادہ پیدا کر، اور توفیق انصاف عطا فرما، رَبَّنَا اقْبَلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

حضرت کے علوم پر مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ

حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو چودہویں

صدی میں ایک کامل بزرگ اور تبحر عالم محدث اور فقیہ ہوئے ہیں بہت سی کتابیں آپ کی تصانیف سے یادگار ہیں، جن میں سے سینکڑوں تو چھپ چکی ہیں اور سینکڑوں کے قلمی مسودے ان کے کتب خانہ میں موجود ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور حقیقی مداح ہیں، آپ کے ہزار ہا شاگرد اور مرید ہیں آپ نے بالخصوص ہندو، قادیانیوں، وہابیوں، اور نیچریوں وغیرہ کے عقائد باطلہ کی تردید میں بے شمار جواب کتابیں لکھی ہیں، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ تنقیص شان کرنے والے کو کافر کہا کرتے ہیں، آپ امکان کذب باری تعالیٰ کے قائل اور ماننے والے کو کافر کہتے ہیں، آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ندائے غیبیہ) کے ماننے والے ہیں اور منکر کو کافر مانتے ہیں، آپ وظیفہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے بڑے زور اور دعوے سے قائل ہیں، اور منکر پر تکفیر کا فتویٰ دیتے ہیں، آپ حیات الانبیاء والاولیاء کے قائل ہیں، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو غیب داں مانتے ہیں، اور منکرین کو کافر آپ امکان مثل یا نظیر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ناممکن اور محال جانتے ہیں، اور مخالف کو کافر، وغیرہ وغیرہ، اگر عقائد سلف صالحین اور مخالفوں کی تردید کی کتابیں دیکھنی مطلوب ہوں، تو آپ کی تصنیف بریلی سے منگوا کر مطالعہ فرمائیے!

کسی شخص نے آپ سے علم غیب کے ثبوت میں ذیل کا سول کیا اور آپ نے اس کا جواب دیا۔

سوال

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ماکان و مایکون، یعنی گزشتہ اور آئندہ کا علم تھا یا نہیں؟ جواب قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے مدلل فرمائیے!

جواب

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ اور آئندہ کا علم تھا چنانچہ اس کے ثبوت میں بے شمار آیات اور احادیث صحیحہ ہیں منجملہ ان کے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سورۃ آل عمران رکوع ۱۸ میں ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ ○

اے لوگو! اللہ اس لئے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمائے ہاں اپنے رسولوں سے جن لیتا ہے جسے چاہے۔

سورہ جن رکوع ۲ میں ہے:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ ○ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب پر مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

دیکھئے! صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو علم غیب پر مسلط کر دیا، علمائے اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کو عنایت فرمائے گئے، وہ سب بہ اکمل وجہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مرحمت ہوئے، اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء کو ملے وہ سب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دینے سے اور طفیل سے ملے۔

صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِيْ

میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا

فرماتا ہے اور میں ان کو بانٹتا ہوں۔

اور سنئے کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت فرماتا

ہے:

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، سورہ النعام

رکوع ۹۔

یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں۔

لفظ نری استمرار و تہجد پر دال ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ ستر ہے، لہذا یہ صفت حضور علیہ الصلاۃ والسلام میں اکمل طور پر ثابت ہے، حضور کے دئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جدا کر م کو یہ فضیلت ملی اس کا کوئی انکار نہیں کرے گا، مگر کور باطن اور عقل کا اندھا۔

لفظ کذا لک تشبیہ کے واسطے ہے، جسے ہر معمولی عربی دال جانتا ہے، اور تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے، مشبہ تو خود قرآن مجید میں مذکور ہے، یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام ہیں، مطلب یہ ہوا کہ اے میرے حبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں، یوں ہی آپ کے طفیل میں آپ کے جدا مجد ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی ان معائنہ کر رہے ہیں۔

گو تو

اللہ تعالیٰ سورۃ تکویر رکوع ۱۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغُيْبِ بِضَيِّقٍ

اور میرا حبیب غیب پر بخیل نہیں۔

بلکہ وہ جس میں استعداد پاتے ہیں، بتاتے ہیں بخیل وہ ہے جس کے پاس

مال ہو اور وہ صرف نہ کرے، لیکن جس کے پاس مال ہی نہیں ہے، کیا وہ بخیل کہا جائے

نہیں ہرگز نہیں، مگر یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے، تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مادہ ہوا، لہذا معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بھی بخشتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ نحل رکوع ۱۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَنُفِّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ رَبِّيبًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان کر دینے کے لئے اتاری، دیکھئے یہاں لفظ تبارنا ارشاد فرمایا لفظ بیانانہ فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ اصلاً تھا نہیں ہے۔

ترمذی شریف میں دس اصحاب سے روایت ہے:

ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لئے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری میں دیر ہوئی۔

حَتَّى كُنَّا أَنْ نَقْرَأَ الشَّمْسَ

قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے، اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے، اور نماز پڑھائی، پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو، کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ اعْلَمُ یعنی اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، ارشاد فرمایا:

اَتَاَنِيْ رَيْبِيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرِكَا

یعنی میرا اب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا،

یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا، اس نماز میں عہد درگاہ معبود میں ماضی ہوتا ہے، اور وہاں خود ہی معبود کی عہد پر تجلی ہوئی۔

قَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِفِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلِكُ الْاَعْلٰی

اس نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرشتے کس بات میں خاصہ اور

مباحث کرتے ہیں؟

فَقُلْتُ: لَا أَدْرِي

یعنی میں نے عرض کیا کہ میں بغیر بتائے کیا جانوں!

فَوَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيْ فَوَجَدَتْ بَرْدًا قَامِلًا بَيْنَ كَتِفَيْ فَتَجَلَّى لِي

كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا

اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی، اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی،

اور میں نے پہچان لی۔

دیکھئے! یہاں صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا، تاکہ کسی منکر کو یہ کہنے کہ گنجائش

ندر ہے کہ کل شے سے مراد ہر شے متعلق بشرائع ہے، بلکہ ایک روایت میں فرمایا

مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے،

دوسری روایت میں فرمایا ہے:

فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ،

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے

مغرب تک ہے، ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی، اور روشن ہونے کے

ساتھ پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف ہوتی ہے، پیش نظر نہیں، اور کبھی

شے پیش نظر ہوتی ہے، اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے

دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہوں گے، اس

لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیاء عالم ہمارے پیش نظر بھی ہو گئیں، اور ہم نے پہچان بھی

ن، کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی اور نہ علم سے خارج۔

غرض نصوص میں بلا ضرورت تاویل و تخصیص باطل و ناجائز ہے

دیکھئے! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر چیز کا روشن بیان کر دیے کو یہ کتاب ہم نے تم

اتاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے

پہچان لی تو بلاشبہ یہ روایت اور معرفت جمیع مکونات قلم مکتوبات لوح کو شامل ہے جس

میں سب مآکان وَمَا يَكُونُ مِنَ الْيَوْمِ الْأَوَّلِ إِلَى الْيَوْمِ الْآخِرِ اور جملہ مآثر

در خواطر سب کچھ داخل ہیں

طبرانی اور نعیم بن حماد استاد امام بخاری نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَاتِبٌ فِيهَا إِلَى

يَوْمِ الْقِيَمَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے، تو میں اسے اور اس

میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے صدقہ میں آپ کے ادنیٰ غلاموں کو بھی یہ

مرتبہ عنایت فرمایا ہے:

چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ ”وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ

دیکھے، بے شک انہوں نے سچ فرمایا اور اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔

شیخ بہاء الملہ والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا:

میں کہتا ہوں: وہ مرد نہیں ہے جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ

دیکھے

حضرت سیدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ قصیدہ غوثیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا كَعَرْدِكَ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِ
میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو نکل رانی کے دانے کے ملاحظہ کیا،
اور یہ دیکھنا کسی خاص وقت سے خاص نہ تھا، بلکہ علی الاتصال یہ ہی حکم ہے
اور فرماتے ہیں:

إِنَّ بُرُوقَ عَيْنِي فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ -

میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں لگی ہے۔

لوح محفوظ کیا ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلُّ صَغِيرٍ كَبِيرٌ مُسْتَطَرٌ ○

یعنی ہر بڑی چھوڑی چیز نکھی ہوئی ہے،

اور فرماتا ہے:

مَا لَوْ طُنَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ شَيْءٍ ○

ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھانہ رکھی۔

اور فرماتا ہے:

لَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ○

کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ ہو،

تو جب لوح محفوظ کی یہ حالت کہ اس میں تمام کائنات روز اول سے آخر

تک محفوظ ہیں، تو جس کو اس کا علم ہو بے شک اسے ساری کائنات کا علم ہوگا۔

الحاصل دلائل و براہین مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو علم غیب ماکان و مایکون تھا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

علم غیب پر احمد حسن چشتی کانپوری خلیفہ حاجی امداد اللہ رحمہما اللہ کا فتویٰ

مولانا احمد حسن صاحب ایک بڑے تبحر عالم محدث اور فقیہ اور مناظر ہوئے
ہیں، ہزار ہا آپ کے شاگرد ہوئے ہیں کئی ایک کتابیں آپ نے تصنیف کی
ہیں، آپ سے کسی نے علم غیب رسول کے بارے میں ذیل کا فتویٰ طلب کیا۔

وال

حضرات علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں، کہ زید

نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جمیع ماکان و مایکون، و علم

الاولین و آخرین عنایت فرمایا اور کوئی شے آپ کے احاطہ سے باہر نہیں ہے، عمرو نے

کہا کہ اس قول سے زید کافر و مشرک ہو گیا، کیا قول عمر کا کہ زید کافر و مشرک ہو گیا حق

ہے یا باطل؟

جواب

زید اپنے قول اور اعتقاد مذکور سے ہرگز کافر و مشرک نہیں ہے کیوں کہ کفر

انکارِ حق و امور قطعیہ ثابتہ بادلہ شرعیہ کا نام ہے، اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم

الغیب نہ ہونا اولہ قطعیہ الدلالتہ سے ثابت نہیں، غایت مافی الباب بعض آیات

کریمہ و احادیث نبویہ علی صاحبہا آلف ألف صلوٰۃ سے نفی علم غیب کی بطور ظاہر کے

ثابت ہوتی ہے، بعض دیگر سے ثبوت علم غیب ہوتا ہے، پس علمائے محققین نے ان

میں تطبیق باین طور دی ہے، کہ علم غیب بالذات و بلا واسطہ تعلیم باری عزاسمہ نہ تھا، اور

بواسطہ تعلیم حق تھا، پس علم غیب ہوا بھی اور نہ بھی ہوا باعتبار جہتین، پس کسی شق میں کفر

نہیں ہے، اور اشراک شرع میں نقیض توحید شرعی کی ہے اور توحید شرعی بحسب اعتقاد

علمائے ظواہر و بعض صوفیائے کرام یہ ہے کہ مستحق عبادت بجز ذات حق سبحانہ و تعالیٰ

کے دوسرا کوئی نہیں ہے، اور یہی مفاد کلمہ توحید لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا ہے پس اشراک اثبات و اعتقاد و موجود حقیقی کا نام ہوگا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات علم غیب سے دو معنی اشراک کے نہیں ہوئے، پس زید کیوں کر مشرک ٹھہرا؟ اور اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ اثبات و اعتقاد صفات خاصہ ذات باری عز اسمہ غیر باری عز اسمہ کے لئے اشراک ہے، چنانکہ مرموم عوام اور بعض علمائے ظواہر یہی ہے تب بھی زید اعتقاد مذکور سے کافر و مشرک نہیں بنتا اس لئے کہ خاصہ باری عز اسمہ دربارہ علم غیب یہ ہے کہ علم بالذات امور غیبیہ کا خواہ وہ موجود فی الحال و موجود فی المآل اور فی الماضی ہوں خواہ معدوم ازلا و ابداً خواہ امور کونیہ سے ہوں غیر کونیہ سے ہوں بایں طور کہ گاہے غفلت و نسیان بھیج نوع اس پر طاری نہ ہو، خاصہ حق سبحانہ و تعالیٰ ہے اور کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایسا علم ثابت نہیں کرتا بلکہ زید یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم امور کونیہ اور احاطہ ان کا عنایت کر دیا ہے، نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم استقلال جمیع امور کا ہے خواہ کونی ہو، خواہ غیر کونی فقط (زیادہ تفصیل کے لئے کتاب ابریز مطبوعہ مصر مطالعہ کریں!

حضرت کے علوم پر اشرف علی مدرس مدرسہ چانگام کا فتویٰ

مولانا اشرف علی صاحب مدرس مدرسہ چانگام نے ایک کتاب مسی "بالقول الوسیط بین الافراط والتفریط"، تالیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے کئی ایک اختلافی مسائل کے فتاویٰ بڑی تحقیق و تدقیق سے عالمانہ پیرائے میں تحریر کئے ہیں واقعی قابل دید کتاب ہے من جملہ ان کے ایک فتویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے بارے میں شرح و بسط کے ساتھ مرقوم ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے گواہ اپنے خیال میں افراط و تفریط سے محتاط ہو کر اس مسئلہ میں خامہ فرسائی کی ہے لیکن

در اصل وہ خود بھی اس زد سے نہیں بچ سکے، چنانچہ آپ نے غیب مطلق کی تشریح کرتے ہوئے اس کی تمثیل میں یہ آیت پیش کی ہے:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ..... الْآيَةِ

پانچ چیزوں کے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا،

اس سے علامہ موصوف کو بڑی سخت غلط فہمی ہوئی ہے، کیوں کہ روایات صحیحہ سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرما دیا تھا، جس کی تشریح اس رسالہ میں کسی جگہ شرح بوسط سے مرقوم ہے، غرض ان مخصوص چیزوں کا علم ہو جانا غیب مطلق میں داخل نہیں، بلکہ غیب مطلق وہ ہے جو نہ خدا ہے جس کی خبر سوائے اللہ کے کسی مخلوق کو نہیں ہے، شرک یا مساوات کا احتمال تب ہو سکتا ہے جبکہ یہ کہا جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے ایسا ہی حبیب خدا بھی عالم الغیب ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب داں ہونا کچھ اور، فتویٰ یہ ہے۔

وال

ایک رسول اللہ صلی علیہ وسلم را علم غیب حاصل است، یا علم غیب خاص صفت خداوند تعالیٰ عز اسمہ است چنانچہ در قرآن مجید واقع است وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ..... الْآيَةِ و معتقد غیب دانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرشود یا نہ، و در ہر مقام حاضر و ناظر و مطلع و ماہر بودن از اقوال افعال ہر کس خاص صفت خداوند تعالیٰ است، چنانچکہ در قرآن مجید وارد است وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ عَلَي الطلاق صحیح است یا نہ؟

ترجمہ سوال: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے، یا علم غیب خاص صفت اللہ تعالیٰ کی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں وارد ہے، اور مفتح الغیب اللہ

تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور کیا معتقد غیب دانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر ہوتا ہے یا نہیں، اور قول قائل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان ہونے کا معتقد کافر ہے اور ہر مقام میں حاضر و ناظر اور ہر ایک کے اقوال و افعال سے مطلع و ماہر ہونا خاص صفت اللہ تعالیٰ کی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے، وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يُعْلِمُهَا إِلَّا هُوَ، یعنی سوائے اس کے کوئی غیب نہیں جانتا۔ مطلق صحیح ہے یا نہیں؟

الـ واب

هُوَ الْمَلَكُ لِلْحَقِّ وَالصَّوَابِ: مستتر نمائندہ در جواب امور مذکور اولاً تمہید مقدمہ کہ در آں معنی علم غیب و تقسیم آں باشد ضرور است تا چہ رہ شواہد مراد بوجہ وجہ مشکف شود، و عروس بر منصہ ظہور جلوہ گر باشد، تا ظاہر نیست کہ معنی غیب چیز پوشیدہ باشد و علم غیب دانستن امر پوشیدہ، و علم غیب بر دو قسم منقسم گرددے غیب مطلق دوم غیب اضافی، پس غیب مطلق آن است کہ از ہمہ مخلوقات و مصنوعات پوشیدہ و در پردہ باشد، جز ذات اوتعالیٰ، بر آں کے مطلع بنا شد، چنانچہ قیامت کے خواہد آمد وابر کے بار، و در حمل زمان پسر باشد یا دختر، و موت مردم کد ام زمین شود، چنانچہ حق تعالیٰ فرمودہ اند:

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ○

و بجائے دیگر فرمودہ اند:

وَعِنْدَكَ مَقَائِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ..... الآية

و علم غیب اضافی آن است کہ بہ نسبت بعضے پوشیدہ باشد و بہ نسبت بعضے ظاہر چنانچہ بہشت و دوزخ بہ نسبت ما پوشیدہ، و تشنگی و اشتہاء و جوع بہ نسبت ما ظاہر

است، و نسبت ملائکہ پوشیدہ، ہمیں است تمہید مقدمہ و بس، پس علم غیب اضافی مر اللہ صاحب راست و مر بندگان خاص را نیز عطا فرمودہ چنانچہ خداوند تعالیٰ در کلام مجید فرقان جمید ارشاد فرمودہ اند:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ○
بجائے دیگر فرمودند:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رَسُولٍ مَنْ

يَشَاءُ ○

و بجائے آخر فرمودند:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ○

و در خبر آمدہ:

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

و در شرح این حدیث مولانا محدث دہلوی در اشعۃ اللمعات نوشتہ اند:

یعنی دانستم ہر چہ در آسمانہا و در زمینہا بود، و اس عبارت است از حصول علم

جزوی و کلی در احاطہ ایضاً در خبر آمدہ:

فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ○

و طبرانی حدیث بیان نمود:

قَدَرَفَعَ الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ الْبَهَائِرِ إِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَيْفٍ..... الحديث

و این بیانی در منہج مکبہ بروایت ابو داؤد و ردہ قال:

قَامَ فِيهِ تَارِسُ بْنُ الْعَلَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَاظًا فَمَا تَرَكَ شَيْئًا إِلَى

قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَحَدًا ثَلَاثًا..... الحديث

وصاحب بغوی و بیضاوی در تفسیر رکوع نهم جز عن تعالوا آدرده، وقال السدی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

عُرِضَتْ عَلَى أُمِّي فِي صُورَهَا فِي الطَّيْنِ كَمَا عُرِضَتْ عَلَى آدَمَ وَ عَلِمْتُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ بِهِ فَبَلَغَ ذَلِكَ الْمُتَافِقِينَ فَقَالُوا أَسْمُهُ زَعَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَعْلَمُ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمَنْ يَكْفُرُ مِنْهُمْ أَنَّهُ يَخْلُقُ بَعْدَ وَتَحْنُ مَعَهُ وَمَا يَعْرِفُنَا، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:

مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوا فِيَّ عِلْمِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ مِمَّا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْهَاكُمْ بِهِ:

فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُدَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: حُدَافَةُ

فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِالْقُرْآنِ إِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا فَأَعْفُ عَنَّا اللَّهُ عَنْكَ ثُمَّ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِنْبَرِ -

در تفسیر حسینی در شروع سورة رحمن آدرده بیا موزانید او تعالی شانه آنحضرت را بیان آنچه بود و هست و باشد، چنانچه مضمون علم الاولین و الاخرین ازین معنی خبری دهد، و صدر المفسرین و بدر المحدثین، زبدة العارفین، قدوة السالکین، الحق المدقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی در مدارج النبوة آدرده:

از جمله معجزات بابرہ آنحضرت بودن اوست مطلع بر غیوب و از آنجمله آن است کہ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تا آن نفعہ اولی بر وے مشکف ساختند، بدانکہ وے صلی اللہ علیہ وسلم سے بیند وے شنود کلام ترازی را کہ

وے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ تعالیٰ، ویکے از صفات الہی آن است اَنَّا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي ودر پیغمبر رانصیب وافر است ازین صفت زیرا کہ ماری و صغیر او وصف معروف اوست، و وے صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الناس باللہ قالی است -

و محدث موصوف در اشعة اللمعات آدرده:

کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم، تمام اسماء و صفات الہی متعلق و متصف است -

و در آن در جائے دیگر آدرده:

وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ وے صلی اللہ ولیہ وسلم داناست ہمہ چیز شیوانات ذات الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار کجی علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نموده -

و شیخ الشیوخ مولانا عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ در تفسیر عزیزی تحت آیت کریمہ وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۝ گفتہ

و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ است و حقیقت ایمان او چیست و چاہ کہ ہاں از ترقی محبوب ماندہ است کدام پس سے شناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص نیک و بد شما را -

و در تفسیر مذکور بجائے دیگر فرمودہ اند:

کہ روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلا نے امروز چنین می کند و فلا نی چنان تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد و ملا علی قاری در کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ آدرده:

قال القاضي النفوس الزكية المقدسة اذا تجردت عن العلائق البدنية

عرجت واتصلت بالملأ الاعلى ولم يبق لها حجاب فترى الكل -

وتاج الحمد شين علامه جلال الدين سيوطي در کتاب شرح الصدور آورده:

اما مشاهدۀ حضرة صلى الله عليه وسلم فقد اخبرني الثقات من

اهل الصلاح انهم شاهدوه صلى الله عليه وسلم مرارا عند قراءة المولد

الشريف -

وملا علی قاری در کتاب شرح شفاء آورده:

لان روحه صلى الله عليه وسلم حاضر فی بیوت اهل الاسلام -

ومولانا شاه ولی الله محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ در کتاب حجة الله البلاء تحریر

فرمودہ اند:

فإذا ماتت انقطعت العلاقات ورجع الى مزاجه فيلحق بالملئكة

والهم كالهامهم ويسعى فيما يسع فيما يسعون وربما اشتعل هؤلاء بأعلام

كلمة الله ونصر حزب الله.

پس از تحریر بالا و تقریر صدر ہویدا اگر دید کہ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام را علم

غیب اضافی حاصل است و در اس شکے و رہے نیست و ایں امر بدیہی است کہ علم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از علوم انبیائے عظام و اولیائے کرام بالاتر و برتر و نفی و مستتر

نماند کہ مراد از علم غیب کہ آیات و حدیث بر نفی آن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

دلالت دارد علم غیب بالا استقلال و بانذات است و از اں علم غیب علم اضافی مراد نیست

و ظاہر است کہ مراد من ایجاب جزئی است و سبب جزئی منافی ایجاب جزئی نباشد کما

ہو لفظا علی من لہ عقل سلیم فہم مستقیم و مولانا محی الدین محدث دہلوی امام نووی رحمہ اللہ

تعالیٰ در فتویٰ خود در ج فرمودہ اند، قال ما معنی قوله تعالیٰ:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا اللَّهُ

وقال النبي صلى الله عليه وسلم:

لَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدِ إِلَّا اللَّهُ ذالك من القرآن والحديث مع انه قد

دفع ما في غد في معجزات النبي صلى الله عليه وسلم وفي كرامات

الاولياء رضى الله عنهم.

الجواب: معناه لا يعلم ذالك استقلالاً احاطة كل بكل المعلومات

اللله اما المعجزات والكرامات فحصلت بأعلام الله تعالى الانبياء والاولياء

پس قول قائل: (حالانکہ آپ کے عالم الغیب ہونے کا معتقد کافر ہے) علی

الاطلاق صحیح و درست نیست، بل باطل است و ظاہر نیست کہ مراد از نفی علم غیب از آن

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلب کلی باشد یا رفع ایجاب، بر تقدیر اول و لاکل منقولہ قائل

کہ برائے اثبات مراد خویش ذکر نموده است مثبت مدعائے خود نیست زیرا کہ ہمیں

دلیل قائل مذکور نمائے اعلیٰ اَنَّا الْاَنْبِيَاءُ لَمْ يَعْلَمِ الْمَغْیِبَاتِ مِنَ الْاَشْيَاءِ

اَلَا مَا اَعْلَمَهُمُ اللّٰهُ اَحْيَانًا و دریں دلیل و بالجملہ فاعلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ

و تعالیٰ ولا سبیل الہ للعباد الا باعلام منه والہام بطریق المعجزة و

الکرامۃ پس لفظا اعلیٰ اَحْيَانًا و لفظ الا باعلام منه والہام بطریق

المعجزة و الکرامۃ مخالف و دلالت مرتفع دادر بر اینکہ مراد انبیاء علیہم السلام را بطریق

معجزہ و اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم را بطریق کرامت علم غیب حاصل است پس

از نفی مذکور سلب کلی مراد گرفتن صحیح نہ گردد، بل من قبیل مراد گرفتن شجر از حجر باشد و بر تقدیر

ثانی یعنی بر تقدیر رفع ایجاب کلی شاہد مطلوبیم بر منصف ظہور جلوہ گرے شود، چہ مراد من

ایجاب جزئی است یعنی ثبوت علم غیب اضافی مراد انبیاء عظام و اولیاء کرام راست

و رفع ایجاب کلی منافی ایجاب جزئی نباشد کما هو الظاهر علی الماهر -

وما قال فی قاضی خاں فی کتاب السیر:

رجل تزوج امرأة بغیر شهود فقال الرجل والمرءة خداوینغیر خدا را
گواه کردیم یکون کفر لانه اعتقد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم
الغیب وما كان يعلم الغیب حين كان في احياء فكيف بعد الموت هو قول
غیر مختار، زیرا کہ در مختار تحت آں آورده انه لا یکفر لان بعض الاشياء
يعرض على روح النبی صلى الله عليه وسلم -

وکنی زادہ از تاتار خانیہ نقل کردہ:

انه لا یکفر لان بعض الاشياء يعرض على روح النبی صلى الله
عليه وسلم فيعرف ببعض الغیب قال الله تعالى عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى
غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ پس استدلال بر نفی غیب مطلقاً از
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقط از قول قاضی خاں مملاً بجدی نفعاً کما لا یغنی
علی من له تأمل -

ترجمہ جواب

وہی حق اور صواب کا الہام کرنے والا ہے، پوشیدہ نہ رہے کہ مذکورہ بالا
امور کے جواب میں پہلے تمہید مقدمہ سمجھنی ضروری ہے، کہ اس میں علم غیب کے معنی
اور اس کی قسمیں بیان کی جائیں گی تاکہ معشوق مراد کا چہرہ خوبصورت ظاہر ہو، اور
دلہن کے ظہور کے بیڑھے پر جلوئی گر ہو، پوشیدہ نہیں ہے غیب کے معنی چھپی ہوئی چیز
ہے، اور علم غیب چھپی ہوئی چیز کا جاننا اور علم غیب کی دو قسمیں ہیں ایک غیب مطلق
دوسرا غیب اضافی

پس غیب مطلق یہ ہے کہ تمام مخلوقات اور مصنوعات سے پوشیدہ اور چھپا ہوا
ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے اس پر کوئی مطلع نہ ہو، جیسا کہ قیامت کب آئے گی اور بارش

ب ہوگی، حاملہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور آدمی کو موت کس زمین میں
آئے گی، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے بے شک اللہ ہی ہے جس کو قیامت کا علم ہے اور
ہی اتارتا ہے بارش کو اور جانتا ہے جو رحوں میں ہے، اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا
ہام کرے گا کل کو اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا، بے شک اللہ
سب جاننے والا باخبر ہے (سورۃ لقمان رکوع ۳)

اور دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہے:

”اور اسی کے پاس غیب کی کتبیاں ہیں جن کو اس کے سوائے کوئی نہیں
جانتا، اور علم غیب اضافی یہ ہے کہ بعض کی نسبت پوشیدہ ہو اور بعض پر ظاہر، جیسے
بہشت و دوزخ کھفرشتوں پر ظاہر ہے اور ہم پر پوشیدہ اور پیاس و بھوک ہم پر ظاہر
ہے اور فرشتوں پر پوشیدہ، یہی ہے تمہید مقدمہ اور بس، پس علم غیب اضافی خاص اللہ
تعالیٰ کو ہی ہے، لیکن اس نے بندگان خاص کو بھی عطا فرمایا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کلام مجید اور فرقان مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وہ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھیہ کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرمایا
کسی رسول کو۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی بات، لیکن اللہ جن لیتا ہے اپنے
ذمہ نبیوں میں سے جسے چاہے۔

تیسری جگہ فرمایا ہے:

اور غیب کی بات پر بکل کرنے والا نہیں ہے۔

اور حدیث شریف میں مروی ہے:

جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے۔

اس حدیث کی شرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب اشعۃ المنوعات میں ارقام فرماتے ہیں:

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا، مطلب یہ ہے کہ آپ کو تمام علوم جزوی و کلی حاصل تھے اور ان پر احاطہ اور ادراک تھا۔

اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے:

جان لیا میں نے پہلوں اور پچھلوں کا حال۔

اور حدیث طبرانی میں ہے:

تحقیق اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھائی تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی پھیلی کواں۔

اور ابن کثیر منہج مکہ میں بروایت ابوداؤد نقل فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر قیامت تک کے حالات بیان فرمائے، اور ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی جو بیان نہ فرمائی ہو۔۔۔۔۔ الخ۔

اور علامہ بغوی اور بیضاوی اپنی تفسیر میں تحت پارہ چہارم کے رکوع ۹ میں ارقام فرماتے ہیں:

سیدی رحمہ اللہ علیہ نے کہا:

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رو برو امت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھیں پیش کی گئی جیسے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رو برو پیش کی گئی، تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا جو مجھ پر ایمان لائے گا اور جو نہ لائے گا، یعنی جو کافر رہے گا۔

جب یہ بات منافقوں نے سنی تو انہوں نے ہنسی اور ٹھٹھے سے کہا:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو مجھ پر

ایمان لاتا ہے اور جو نہیں لاتا یعنی کافر رہتا ہے، اگر چہ وہ ابھی تک پیدا بھی نہ ہوا ہو یہ کیسی غلط بات ہے اور کتنا بڑا جھوٹ ہے، کیوں کہ شب و روز ہم اس کے پاس رہتے ہیں، وہ ہم کو بھی نہیں پہچان سکتا، چنانچہ تجربہ کر کے معلوم کر لو کہ ہم کو کبھی بھی پہچان نہیں سکتا۔

جب منافقوں کی اس قیل وقال کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا:

وہ کون لوگ ہیں، کہ میرے علم پر طعن کرتے ہیں، وہ مجھ سے قیامت تک کے حالات جو کچھ چاہیں دریافت کر سکتے ہیں اور میں ان کو ذرہ بذرہ بتلا دوں گا۔

اس پر عبد اللہ بن خذافہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بتلا سکتے ہیں، کہ میرا باپ کون ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا: تیرا باپ خذافہ ہے۔

پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی:

یا رسول اللہ ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے اور اسلام سے جو

ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے جو ہمارے نبی ہیں، پھر آپ منبر پر سے نیچے اتر آئے۔

اور تفسیر حسینی میں سورہ الرحمن کے شروع میں مرقوم ہے، سکھایا اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان گذشتہ موجودہ و آئندہ چنانچہ مضمون علم الاولین و

آخرین کا اس بات سے خبر دیتا ہے، اور صدر المفسرین اور بدر المحدثین زبدۃ العارفین قدوة السالکین المحقق المدقق مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

تعالیٰ مدارج النبوة میں ارقام فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مشہور معجزات میں سے ہے کہ آپ غیب دان تھے اور منجملہ ان کی یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر فقہ و ادبی کے شروع تک سب کچھ ان پر ظاہر کیا گیا یقین جان کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تیرا کلام دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں، اس واسطے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک یہ ہے، میں ہم نشین ہوں اس شخص کا جو میرا ذکر کرتا ہے، اور حضور اس صفت سے زیادہ موصوف ہیں کیوں کہ اس کی صفات کو جاننے والا اس کی صفت سے معروف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والے ہیں۔

محدث موصوف ائمة العلماء میں تحریر فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام صفات اور ناموں سے مطلق اور

متصف ہیں۔

اور ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

”اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاننے والے ہیں تمام چیزوں کے یعنی تمام احکام خداوندی و احکام صفات حق کے ماہر ہیں اور آپ نے تمام علوم ظاہر و باطن اور اول و آخر کو احاطہ کر لیا۔“

شیخ الشیوخ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر عزیزی میں تحت آیت کریمہ وَجَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ کے ارقام فرماتے ہیں اور ہوں گے رسول تم پر گواہ اس طرح کہ ان کو اطلاع دی ہے، ہر اس شخص کے دین کے متعلق جو ان کے مذہب میں ہے کہ اس کے ایمان کا درجہ اور حقیقت کیا ہے، اور وہ کون سا پردہ ہے جس نے باز رکھا ہے اس کو ترقی کے راستے سے تحقیق وہ پہچانتے ہیں تمہارے گناہوں اور تمہارے ایمان کے درجوں اور تمہارے نیک و بد

لوں کو اور تمہاری نیت کے خالص اور غیر خالص ہونے کو،

تفسیر غرہ کوہ میں دوسری جگہ مرقوم ہے کہ روایات میں ہے:

ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال سے مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں نے آج ایسا کر دیا کیا، تاکہ روز قیامت میں اس کی شہادت دی جاسکے۔

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

کہا قاضی نے کہ نفوس جو پاک و صاف ہیں جب علائق بدنہ میں مجرہ ہو جاتے ہیں تو عروج کرتے اور ملا علی میں پہنچ جاتے ہیں، اور ان کے لئے کسی قسم کا قباب نہیں رہتا پس تمام اشیاء کو دیکھتے ہیں۔

اور تاج المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح الصدور میں تحریر فرماتے ہیں:

”لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشاہدہ پس مجھے خبر دی ہے، بعض ثقات اہل صلاح نے کہ انہوں نے کئی دفعہ مولد شریف کے موقع پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت سے شرف حاصل کیا ہے،“

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح شفاء میں ارقام فرماتے ہیں:

”تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہر ایک مسلمان کے گھر میں موجود ہے،“

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارقام فرماتے ہیں:

”جب مرا تو تمام علاقے قطع ہو گئے، اور اپنے مزاج کی طرف لوٹ جاتا ہے، پس ملائک کیساتھ ملحق ہو جاتا ہے، اور جیسا ان کو الہام ہوتا ہے، ویسا ہی اس کو

بھی الہام ہوتا ہے اور کوشش کرتا ہے مثل ان کی کوشش کے بسا اوقات لوگ اعلاء کلم اللہ اور حزب اللہ کی مدد میں مشغول ہوتے ہیں۔

پس تحریر بالا اور تقریر مذکورہ سے ظاہر ہوا، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب اضافی حاصل ہے اور اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے اور یہ امر ظاہر اور واضح ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اکابر انبیاء اور اولیاء کے علوم سے بلند اور برتر ہے، مخفی اور پوشیدہ نہ رہے کہ وہ آیات اور احادیث جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں اس علم غیب سے مراد باستقلال اور بالذات ہے، اور اس سے علم غیب اضافی مراد نہیں ہے، اور ظاہر ہے کہ میری مراد ایجاب جزئی ہے اور سلب جزئی ایجاب جزئی کا منافی نہیں ہوتا جیسا کہ صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم پر ظاہر و باہر ہے۔

اور مولانا محی الدین محدث امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے فتویٰ میں ارقام فرماتے ہیں: کیا معنی اس قول اللہ تعالیٰ کے کہ اے محمد کہہ دو کہ نہیں جانتا زمین و آسمان کا غیب مگر اللہ تعالیٰ۔

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا واقع ہوگا مگر اللہ تعالیٰ، باوجودیکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں اخبار آئندہ واقع ہوئے ہیں، اور اسی طرح اولیاء کرام کی کرامات بھی صادر ہوئی ہیں۔

تو اب اس کا معنی یہ ہے کہ اس کو بطور استقلال اور احاطہ کے کوئی نہیں جان سکتا سوائے اللہ کے اور معجزے اور کرامتیں اللہ کے اعلام سے انبیاء اور اولیاء کو حاصل ہوتی ہیں، پس کہنے والے کا یہ قول (حالانکہ آپ کے عالم غیب ہونے کا معتقد کافر ہے) مطلق صحیح اور درست ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی سلب کلی ہے یا رفع ایجاب کلی ہے۔

بر تقدیر اول قائل نے جو دلائل اپنے مدعا کے ثبوت میں پیش کئے ہیں ان سے ان کا مدعا پورا نہیں ہوتا، کیوں کہ یہی دلیل قائل مذکور کی ہے جانتا چاہئے کہ انبیاء میں کوئی نہیں جانتے مگر وہ جو اللہ نے کبھی ان کو سکھلا دئے ہوں۔

حاصل کلام یہ کہ علم غیب ایک ایسا امر ہے جس کے ساتھ ذات باری تعالیٰ مختص ہے، بندوں کو اس تک رسائی نہیں مگر یہ تعلیم ایزدی تعالیٰ بطور الہام یا معجزہ یا کرامت کے پس لفظ ما اعلمہم احیانا و لفظ الا باعلام منه والہام بطریق المعجزة والکرامۃ..... الخ صریح دلالت رکھتا ہے اس پر کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بطور معجزہ اور اولیائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو بطور کرامت علم غیب حاصل ہے پس نفی مذکور سے سلب کلی مراد لینا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ایسا ہے جیسے حجر سے شجر مراد لینا اور دوسرے خیال سے یعنی بر تقدیر رفع ایجاب کلی میری مراد کا شاہد منصفہ ظہور پر جلوہ گر ہوتا ہے، کیوں کہ میری مراد ایجاب جزئی ہے یعنی ثبوت علم غیب اضافی خاص انبیائے عظام اور اولیائے کرام کے لئے ہے اور رفع ایجاب کلی منافی ایجاب جزئی نہیں ہوتا، جیسا کہ ماہرین پر ظاہر ہے اور وہ جو قاضی خاں میں کتاب اسیر میں فرمایا ہے:

ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا بغیر شہود کے پس مرد اور عورت نے کہا کہ خدا اور پیغمبر خدا کو ہم نے گواہ بنالیا یہ کفر ہے، کیوں کہ اس نے اعتقاد رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں، حالانکہ وہ بحالت حیات غیب نہیں جانتے تھے چہ جائیکہ موت کے بعد، یہ قول غیر مختار ہے اس کے متعلق در مختار میں ہے نہیں کافر ہوتا کیوں کہ بعض اشیاء روح پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں۔ اور سبکی زادہ تاتار خانہ سے نقل کرتا ہے کہ یہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ بعض اشیاء روح پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کی جاتی ہیں، پس بعض غیب وہ جانتا ہے،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ عالم الغیب ہے پس کسی کو اپنے غیب پر واقف نہیں کرتا مگر جس کو چاہے ہے رسولوں میں سے۔

پس محض قاضی خاں کے قول کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطاع فی غیب پر دلیل لینا حاصل اور بے فائدہ ہے جیسا کہ صاحب شعور پر پوشیدہ نہیں ہے۔
حضرت کے علوم پر علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ

والدلائل القطعية على وسعة علمه صلى الله عليه وسلم منها آية فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ ○ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وقال المحدث الدهلوي في مدارج النبوة في باب المعراج قال صلى الله عليه وسلم:

اوتيت علم الاولين والآخرين، والاحاديث الصحيحة مثبتة لوسعة علمه صلى الله عليه وسلم منها ما في بدء الخلق في الصحيح البخاري عن عمر رضي الله تعالى عنه قال قال فيها النبي صلى الله عليه وسلم مقاد فاعبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم ،

قال الطيبي دل ذلك على انه اخبر عن جميع احوال المخلوقات و في الصحيحين عن حذيفة قال لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة ما ترك فيها شيئا الى قيام الساعة قال العمري في حاشيته على البخاري قوله ما ترك فيها شيئا اي من الامور المقدرة من الكائنات في كتاب الفتن و اشراط الساعة و في صحيح مسلم عن حذيفة قال اخبرني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اخبرنا بما كان وما هو كائن و في المشكاة فتجلى لي كل شيء و عرفت قال الحديث الدهلوي تحته

پس ظاہر شد روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شنائتم ہمدرا..... الخ

وقال العلامة القسطلاني في المواهب اذلا فرق بين موته وحياته في شهادته لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلك منده جلي لا يخفاء به فهذه الآيات والاحاديث الصحيحة نصوص صريحة في انه صلى الله عليه وسلم اطلع على جميع احوال الموجودات والامور المقدرة من الكائنات وما كان وما يكون فعلم ان انكار اعتقاد علمه صلى الله عليه وسلم لا يقول احد من المسلمين سوى الوهابيين من المتكذبين لقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العلمين ○ (خلاصا از فتاویٰ مولوی غلام دستیر صاحب قصوری رحمہ اللہ تعالیٰ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم پر دلائل یقینیہ سے ایک دلیل یہ ہے کہ ”وحي بھیجی اپنے بندے کی طرف جو وحی بھیجی“،

دوسری دلیل: تلا دیں اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہ چیزیں جن کو تو جاننے والا نہ تھا محدث دہلوی نے کتاب مدارج النبوة کے باب المعراج میں

فرمایا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں علم اولین اور آخرین کا دیا گیا ہوں، اور صحیح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم کی ثابت ہیں، منجملہ ان کے ایک وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری کے باب بدء الخلق میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت پر ہم میں کھڑے ہوئے اور اس میں ابتدائے خلق کی خبر دی حتیٰ کی جنتیں کو ان کے گھروں میں داخل فرمایا، اور دوزخیوں کو ان کے گھروں میں داخل فرمایا۔

طیبی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کے تمام حالات سے خبر دی اور یحییٰ میں حدیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اس میں تمام حالات ذکر فرمائے، اور کسی چیز کو نہ چھوڑا، حتیٰ کہ قیام قیامت تک کے حالات ذکر کئے۔

بدالدین یعنی نے بخاری کے حاشیہ میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو نہ چھوڑا کہ تمام مقدرات جو ہونے والے تھے فتنوں اور علامات قیامت کو ظاہر فرمایا،

اور صحیح مسلم میں حدیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی ہے جو ہوا یا ہوگا۔ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ میرے لئے تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمائیں اور میں نے ان کو پہچان لیا۔

محدث دہلوی نے مشکوٰۃ والی حدیث کے تحت میں فرمایا ہے:

ظاہر ہوا اور روشن ہوا مجھ کو ہر ایک علم اور تمام چیزوں کو میں نے پہچانا: علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں فرمایا ہے:

کوئی فرق نہیں موت اور زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشاہدہ کرنے میں اپنی امت کو اور امت کے احوال اور نیتوں اور ارادوں کو معلوم کرنے میں اور یہ تمام باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہیں اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں، مندرجہ بالا آیتیں اور صحیح حدیثیں صراحت دلائی کرتی ہیں اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام موجودات اور امور مقدرہ کے حالات پر مطلع تھے، عام اتریں کہ ہوئے ہوں یا ہونے والے ہوں، پس معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرنا کسی مسلمان کا شیوہ نہیں سوائے منکر و ہابیوں کے۔

فَقَطَعَ دَاكِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

خلاصہ فتاویٰ مولوی غلام دنگیر صاحب قصوری رحمہ اللہ علیہ

اتماس بجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

قد موزون رخ روشن تمہارا یا رسول اللہ قرار جان وایماں ہے ہمارا یا رسول اللہ شکستہ تختہ ہے کشتی ہماری موج عصیاں میں نظر آتا نہیں کوئی کنار یا رسول اللہ نہیں منظور دل کو اب قیام ملک ہندوستان جدائی سے جگر ہے پارہ یا رسول اللہ چنسا بچہ میں شیطان کی دوہائی نام اقدس کی خبر لو نفس امارہ نے مارا یا رسول اللہ نجات خادم در کے لئے واللہ کافی ہے ذرا چشم مبارک کا اشارہ یا رسول اللہ بجز ذات مقدس کے نہیں ہے خانہ زادوں کا دو عالم میں کوئی تکیہ سہارا یا رسول اللہ پہنچ جائے مدینہ میں یہ صوفی خستہ جاں واللہ نہیں اب ہند میں رہنے کا یارا یا رسول اللہ



پانچواں باب

اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت

جب قرآن مجید، احادیث نبویہ اور محدثین کے اقوال اور علماء کی تصریحات اور فتوؤں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا غیب داں ہونا ثابت ہو گیا، تو اب مزید تحقیق کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے نام لیواؤں (اولیاء اللہ) کے علماء پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے، تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے، کہ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ عطا ہوا ہے، ان کی وسعت علمی کس درجہ کی ہے، جس سے ایک طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان عالی ظاہر ہوتی ہے، کیوں کہ آپ کے طفیل سے آپ کے غلاموں کو وہ وہ علوم عطا ہوئے ہیں کہ وہ گہر بیٹھے ہوئے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو مشاہدہ فرما رہے ہیں، اور ہر ایک چیز کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، چنانچہ اس دعوے کو احادیث صحیحہ اور روایات اللہ سے مختصر اثبات کیا جاتا ہے

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

ابوبکر صدیق کا غیب داں ہونا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کے ثبوت میں بے شمار احادیث نبویہ اور واقعات صحیحہ کتب معتبرہ میں پائی جاتی ہیں، بخوف طوالت ان کو نظر انداز کر کے صرف ایک حدیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے، کیوں کہ دانا کے لئے صرف

اشارہ ہے کافی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال کے وقت اپنی نعت جگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتلادیا، کہ بت خارجہ حاملہ ہیں، اور میں ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں۔

چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ تاریخ الخلفاء میں ارقام فرماتے ہیں:

اخرج مالك عن عائشة ان ابا بكر نحلها جِداد عشرين وسقا من ماله بالغابة فلما حضرته الوفاة قال يا بنمة والله ما من الناس احد احب الي غنى منك ولا اعز علي فقرا بعدى منك واني كنت نحلكت جِداد عشرين وسقا فلو كنت جدته اجترزته كان لك و انما هو اليوم مال وارث وانما هو احوالك واختالك فاقسموه علي كتاب الله فقالت يا ايت لو كان كذا وكذا التركة انما هي اسماء فمن الاخرى قال ذوبطن ابنة خارجه اراها جارية واخرجه ابن سعد وقال في آخره قال ذات بطن ابنة خارجه قد القى في روعي انها جارية فاستوصى بها خير فولدت امر كلثوم۔

یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ایک درخت بھجور کا دے دیا تھا جس سے بیس و سق بھجوریں حاصل ہوتی تھیں، جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اے بیٹی خدا کی قسم مجھے تیرا غنی ہونا بہت پسند ہے اور غریب ہونا بہت ناگوار اس درخت سے اب تک جو کچھ تم نے نفع اٹھایا ہے وہ تمہارا تھا، لیکن میرے بعد یہ مال وارثوں کا ہے، اور وارث تمہارے صرف دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، اس قرآن

کو موافق حکم شرعی کے تقسیم کر لینا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ایسا ہو سکتا ہے لیکن میری تو صرف ایک بہن اسماء ہی ہیں آپ نے دوسری کوئی بتائی؟

آپ نے فرمایا: ایک تو اسماء ہیں، دوسری بہن اپنی ماں کے پیٹ میں ہے میں جانتا ہوں کہ وہ لڑکی ہے، پس ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں۔

اس روایت صحیحہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غیب داں ہونا صراحتہً ثابت ہوتا ہے، کیا اب بھی کوئی صاحب اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے کا انکار کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے ان اصحاب کو، تاکہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں، وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت عمر خطاب کا غیب داں ہونا

حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کے ثبوت میں بے شمار احادیث نبویہ اور روایات ثقہ کتب احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں منجملہ ان کے صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے، کیوں کہ مومن کے یقین کرنے کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہے، وَمَا تَوْفِيقِي بِاللّٰهِ۔

تاریخ الخلفاء میں مروی ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز حسب معمول مسجد نبوی میں منبر مبارک پر خطبہ پڑھ رہے تھے، اور اس قدر کثرت سے جمع تھے کہ مسجد میں تل بھر بھی جگہ خالی نہ تھی، آپ یکا یک اثنائے خطبہ میں بایں الفاظ پکار اٹھے، يٰكَسَايَةِ الْجَبَلِ الْجَبَلِ،

اے ساریہ رضی اللہ عنہ (پہاڑک طرف توجہ کر تمام حاضرین آپ کے ان طہات کو سن کر حیران و ششدر رہ گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے لیکن نماز کے بعد بھی کسی کو آپ سے پوچھنے کی جرات نہ ہوئی، مگر حاضرین نے دن اور تاریخ کو یاد رکھا، الغرض اس وقت ساریہ رضی اللہ عنہ کفار سے لڑائی میں مشغول تھے کہ انہوں نے اثنائے جنگ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز اپنے کانوں سے سنی، اور یہ سمجھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ہیں، فوراً آپ کے ارشاد پر عمل کیا گیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کو فتح ہوئی، اور کفار کو شکست فاش ہوئی۔

دیکھئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے مقام نہاوند میں جنگ کے موقع کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آواز دی، اور ساریہ رضی اللہ عنہ نے اس آواز کو سن کر اس پر عمل کیا، اور فتح پائی، ذرا آپ اندازہ کیجئے کیا کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بظہیر آپ کے عطا فرمائی تھی۔

الغرض جب وہ فوج ظفر موج فتح پا کر واپس آئی تو مسلمانوں نے ان سے دریافت کیا کہ، فلاں تاریخ فلاں دن اور فلاں وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عین خطبہ میں یا ساریہ الجبل یا واز بلند پکارا تھا، کیا آپ لوگوں کو بھی اس کی کچھ خبر ہے انہوں نے کہا: ہاں! اس وقت کچھ کفار پہاڑ کے درہ میں گھات لگائے اس ارادہ سے بیٹھے تھے کہ مسلمانوں کو غافل پا کر اب پر حملہ کر دیں اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنائی دی آپ کے ارشاد کے مطابق عمل درآمد کیا گیا، تو کفار کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں کو فتح و نصرت۔

اس روایت صحیحہ سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہنس غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی شخص اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک

وشیہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے ایسے مدعیان عقل کو، تاکہ وہ نے الواقعہ اہل عقل کہلانے کے مستحق ہوں۔ وما علیہم الا البلاغ م

از خدا خواہیم تو فیض ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت علی کے غیب داں ہونے کا ثبوت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے غیب داں ہونے کے ثبوت میں بے شمار احادیث نبویہ اور واقعات صحیحہ کتب احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں منجملہ ان کے چند روایات صحیحہ پر اکتفا کیا جاتا ہے، کیوں کہ مومن کے اطمینان قلب کے لئے صرف اشارہ ہی کافی ہے:-

(۱) فاضل اجل حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب جامی رحمہ اللہ شواہد النبوة میں ارقام فرماتے ہیں:

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کوفہ سے لشکر طلب فرمایا، تو اس لشکر کے آنے سے پیشتر ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حاضرین کو فرمایا:

کوفہ سے بارہ ہزار فوج آتی ہے چنانچہ حاضرین میں سے ایک شخص فوج کے انتظار میں راستہ میں آن بیٹھا ہے کہ دیکھیں، تو سبھی کہ فوج کے کتنے آدمی آتے ہیں پس جب لشکر قریب آ گیا، تو اس نے ایک ایک آدمی کو گننا شروع کیا تو واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے مطابق بارہ ہزار آدمی تعداد میں نکلے ایک بھی کم و بیش نہ تھا۔

(۲) منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا سے ہو کر گزرے اور وہاں کچھ دیر تک ٹھہرے تو دائیں بائیں دیکھ کر واقعہ کو بلا کی پوری پوری صحیح خبر

حاضرین کے روبرو بیان کی (شواہد النبوة)

(۳) منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کوفہ میں نماز سے فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا:

فلاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لڑ رہے ہیں، ان کو جا کر بلالو، چنانچہ وہ ان کو بلالایا، تو آپ نے فرمایا، کہ آج رات تم دونوں میاں بیوی آپس میں بہت جھگڑتے رہے ہو اس کی وجہ کیا ہے، اس نے عرض کیا کہ میں نے جب سے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو مجھے طبعاً اس سے نفرت آتی ہے اس واسطے یہ عورت مجھ سے لڑتی جھگڑتی ہے، چنانچہ جب آپ نے ہمیں بلایا تھا، تو اس وقت تک بھی جھگڑا ہو رہا تھا، آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا اظہار کرنا غیر مرد کے سامنے معیوب ہوتا ہے، یہ سن کر حاضرین سمجھ گئے اور وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، وہ میاں بیوی ہی وہاں رہ گئے آپ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تو اس جوان کو جانتی ہے، اس نے عرض کیا کہ میں ہرگز نہیں، فرمایا کہ میں تجھے اس کی شناخت کرتا ہوں مگر تو منکر نہ ہو جانا، اس نے عرض کیا کہ میں ہرگز اداقتی سے انکار نہ کروں گی اس پر آپ نے فرمایا:

کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں ہے؟

اس نے عرض کیا:

واقعی میں اسی شخص کی بیٹی ہوں۔

پھر آپ نے پوچھا: کیا کوئی تیرے چچا کا بیٹا تھا جس کو تجھ سے محبت تھی اور

تجھے اس سے؟

اس نے عرض کیا: بے شک یہ بات سچ ہے۔

پھر آپ نے دریافت کیا:

کیا تو ایک رات کسی ضرورت کے لئے باہر جا رہی تھی، راستے میں اس نے

تھے پکڑا تیرے ساتھ ہم بستر ہوا، اور تو حاملہ ہو گئی، تو نے اپنی ماں کو اس راز کی اطلاع دی، مگر باپ سے اس کو چھپایا جب تجھے دروازہ شروع ہوا، اور وضع حمل کا وقت قریب آیا، تو تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی، جب تو نے لڑکا جنا، تو تو نے اس کو لپیٹ کر کوڑے پر ڈال دیا پھر ایک کتا اس کو سونگھنے لگا تو نے کتے کو پتھر دے مارا، لیکن وہ بچے کے سر پر جا لگا، جس سے اس جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا، اور تیری ماں نے کپڑا بچہ کے سر پر باندھا، اور پھر تمہیں اس بچہ کا حال معلوم نہ ہوا۔

اس عورت نے عرض کیا:

جیشک ایسا ہی واقعہ ہوا، اس راز کی خبر میرے اور میری ماں کے سوا کسی اور کو نہ تھی۔

پھر فرمایا: جب صبح ہوئی تو فلاں قبیلہ نے اس بچہ کو لے کر اس کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا، پھر وہ اس قبیلہ کے ساتھ وہیں آیا، اور تیرے ساتھ نکلا گیا۔ یہ وہی جوان ہے۔

پھر آپ نے اس جوان کو کہا:

سر کو دکھلاؤ چنانچہ جب اس نے سر کو دکھلایا، تو سر میں پتھر کے زخم کا نشان موجود تھا۔

آپ نے فرمایا: کہ یہ تیرا بیٹا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمہاری حفاظت فرمائی، اور حرام سے بچایا، (شواہد النبوة)

اس روایت سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی شخص اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت دے ان لوگوں کو، تاکہ وہ اولیاء اللہ کے مراتب کو سمجھیں، و مبعثنا الا البلاغ

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حج کرنے کے ارادہ سے مکہ معظمہ کو پیادہ پاروانہ ہوئے، راستے میں چلتے چلتے پاؤں مبارک متورم ہو گئے، ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور تھوڑا سا سفر تو سواری پر طے فرمائیں، کیوں کہ آپ کے پاؤں مبارک پر تورم آ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا: نہیں منزل پر پہنچ کر ایک حبشی شخص طے گا، اس کے پاس روغن ہے اس سے خرید لینا!

غلام نے عرض کیا: حضور میں نے اس سے پہلے کبھی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ کسی کے پاس ایسا روغن ہو، بھلا اس منزل میں کہاں سے طے گا، آخر منزل پر پہنچ کر ایک حبشی نظر آیا، آپ نے فرمایا:

یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت ہم نے کہا تھا، فوراً جاؤ اور اس سے روغن خرید لاؤ، غلام نے جا کر اس حبشی سے روغن مانگا۔

اس نے دریافت کیا: کس کے لئے درکار ہے؟

کہا: امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے؟

اس نے کہا: مجھے ان کی خدمت اقدس میں لے چل میں ان کا نیاز مند ہوں، پس جب وہ ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دست بدستہ عرض کی کہ آپ میرے آقا ہیں میں آپ سے کیا قیمت لے سکتا ہوں لیکن اس وقت میری بیوی کے دروازہ ہو رہا ہے، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ صحیح و سالم بچہ عنایت فرمائے!

آپ نے فرمایا: جا اللہ نے تجھے دیا ہی فرزند عطا فرمایا ہے جیسا تو چاہتا

ہے لیکن یہ بچہ ہمارا نیاز مند ہوگا، پس جو نبی وہ اپنے مکان پر پہنچا تو واقعی حضرت کے ارشاد کے مطابق صحیح و سالم لڑکا تولد ہوا۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کسی شخص کو اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے ان ضدی لوگوں کو، تاکہ وہ سوء اعتقاد سے بچ جائیں، و ماسا علیہنا الا البلاغ۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے غیب داں ہونے کا ثبوت

شواہد النبوة میں مرقوم ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں تھا، مجھے امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق و امن گیر ہوا، چنانچہ میں ان کی قدم پوسی کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوا، جس رات کو میں مدینہ منورہ پہنچا تو آسمان پر بادل چھایا ہوا تھا، بارش بڑے زور سے ہو رہی تھی، سردی بڑی سخت تھی آدھی رات کا وقت تھا جب میں امام صاحب کے در و دولت پر پہنچا تو اس وقت مجھے یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ آیا میں اپنے بچنے کی اطلاع امام صاحب کو ابھی کروں یا صبح کے وقت جب امام صاحب خود تشریف لائیں۔ اس وقت تک صبر کروں میں اسی فکر میں ہی تھا کہ امام صاحب کی آواز میرے کان میں آئی کہ باندی سے فرماتے ہیں، فلاں شخص بھیگا ہوا آیا ہے، اور وہ سردی سے ٹھٹھر رہا ہے، اور دروازہ پر حیران و متحیر بیٹھا ہوا ہے، چنانچہ اس نے امام کے حکم سے فوراً دروازہ کھول دیا اور میں اس مکان کے اندر داخل ہو گیا۔

اس روایت سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ بھی غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی نیک آدمی اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے ایسے لوگوں کو، تاکہ خیالات کی گمراہی سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل۔ ب

ایک نو عمر صحابی کا غیب داں ہونا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام صحابی بالعموم غیب داں تھے، چنانچہ کتاب حیوة اُیون میں علامہ کمال الدین دیمری رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں:

عن ابی لہیعۃ عن ابی الاسود عن عروۃ قال: لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاً من اہل البادیۃ وهو متوجہ الی بند لہیمہ بالروحاء فسللہ القوم عن الناس فلم یجدوا عندہ خبراً۔

فقالوا: لہ سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقال: انہکم رسول اللہ؟

فقالوا: نعم فجاء وسلم علیہ ثم قال: ان کنت رسول اللہ فاکبرنی عما فی بطنی ناکتہی ہذہ؟

فقال لہ سلمۃ بن سلامۃ بن وقش: وکان غلاماً حداثاً لا تسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقبل علی فانما اُخبرک عن ذلک نزوت علیہا ففی بطنہا سخلۃ منک۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: افحشت الرجل ثم اعرض عنه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یکلّم بکلمۃ واحِدۃ حتی قفلوا واستقبلہم المسلمون بالروحاء یمینونہم۔

فقال سلمۃ: یا رسول اللہ! ما الذی یمینونک؟

واللہ ان رکننا الاعجاز صلعا کالبدين المتعلّقة فنحرناھا۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ فَرَاكِسَةً وَأَنَّمَا يَعْرِفُهَا الْأَشْرَافُ (رواه الحاكم في
المستدرک وحکام ابن هشام فی سیرتہ)

ابولہبہ سے روایت ہے وہ ابوالاسود سے اور وہ عروہ سے روایت کرتے
ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بدوی ملا اور آپ مقام بدر کی طرف
جار ہے تھے، وہ آپ کو روہا کے مقام پر ملا تھا لوگوں نے غنیم کے متعلق اس سے سوال
کیا، تو اس سے کوئی بات معلوم نہ ہوئی،

پھر انہوں نے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرو!
اس نے پوچھا: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں؟
لوگوں نے کہا: ہاں!

تو وہ حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، پھر عرض کیا کہ آپ اگر رسول اللہ ہیں تو
مجھے بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟

پس سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ نے جواب بھی نوحہ کر کا تھا کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال نہ کرو میری طرف توجہ کرو میں تمہیں
بتاتا ہوں! تم نے اس کے ساتھ جفتی کی ہے پس اس کے پیٹ میں تمہارا بچہ ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم نے اس شخص کو فحش بات کہہ دی پھر آپ نے اس سے منہ پھیر لیا، اور
ایک لفظ نہ فرمایا حتیٰ کہ سب نے کوچ کیا، اور روہا کے مقام سے مسلمان آ کر ان کو
مبارک بار دینے لگے تو سلمہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس بات کی مبارک
باد دیتے ہیں؟ واللہ ہم نے نہیں دیکھا مگر بوڑھی عورتوں کو جو کم مواور بار یک گردن

جیسے رسی سے بندھی اونٹنیاں ہوں، اور انہوں نے اس اونٹنی کو قتل کر ڈالا،
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر قوم میں فراست ہوتی
ہے، بڑے اس کو جانتے ہیں، اس کو حام نے مستدرک میں روایت کیا ہے، اور ابن
ہشام نے اپنی سیرت میں ذکر کیا ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ادنیٰ غلام (نومر
مصابی) نے پیٹ کا حال بتا دیا کیا اب بھی حضرات اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے
میں شک و شبہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے ایسے لوگوں کو جو انبیاء و اولیاء و دغیب
داں نہیں مانتے۔

الزخدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت زید کے غیب داں ہونے کا ثبوت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہ اکبر میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے جامع کبیر میں طبری اور نعیم نے حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے۔

قَالَ: مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟

قُلْتُ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا۔

فَقَالَ: أَنْظُرْ مَا تَقُولُ فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةً وَمَا حَقِيقَةُ إِيْمَانِكَ؟

قُلْتُ: قَدْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا وَأَسْهَرْتُ لَدَيْكَ لَيْلِي وَأَظْمَأْتُ

لَهَارِي وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِئًا وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ

يَتَزَادِرُونَ فِيهَا وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَصَاغَوْنَ وَفِي رِوَايَةٍ يَتَعَادَوْنَ

فیہک

فَقَالَ: يَا حَارِثُ عَرَفْتُ فَالْزَمْ قَالَهُ ثَلَاثًا وَفِي رَوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَأَنْتَ أَمْرًا تَوَرَّ اللَّهُ قَلْبُهُ عَرَفْتُ فَالْزَمْ -

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زید رضی اللہ عنہ کو بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب عطا فرمایا تھا، چنانچہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کہتے تھے، کہ مجھ کو تمام زمین و آسمان کے رہنے والوں اور جنت اور دوزخ میں داخل ہونے والوں کا علم ہے،

اسی قصہ کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مثنوی معنوی میں نظم

فرمایا: بطریق اختصار نقل کیا جاتا ہے۔ مثنوی

گفت پیغمبر صبا سے زید را کیف صحبت اے رفیق با صفا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح زید سے کہا کہ آج کی صبح اے رفیق
میں نے کیسے کی؟

گفت مبداء مومنا باز اوش گفت کونشاں از باغ ایمان گر شکفت
کہا اس حال میں کہ عبد مومن تھا، پھر اس سے فرمایا کہ وہ باغ ایمان اگر کھلا
ہے تو اس کا نشان کہاں ہے؟

گفت تشنه بودہ ام من روز ہا شب خفتم ز عشق و سوز ہا
کہا میں مدتوں پیاسا رہا ہوں روزہ میں، اور راتوں کو سوز عشق میں نہیں سویا
ہوں۔

تازہ روز و شب جدا گشت چناں کہ ز اسپر بند رو نوک سناں
تو اس روز و شب سے ایسا نکل گیا ہوں جیسے نوک سنان کی نکل جاتی ہے،

(روز و شب سے مراد زمانہ ہے، یعنی زمانہ سے الگ ہوں)

کہ از انسو روز و شب ملت یکے ست
صد ہزاراں سال و یک ساعت یکے ست

کس واسطے کہ روز و شب کے اس پار ایک ہی ملت ہے، یعنی وحدت جہاں
لاکھوں برس اور ایک ساعت ایک ہے، غرض یہ کہ تعدد و تعین نہیں ہے یکے ہی یکے
ہے۔

ہست ازل را وابد راتحاد عقل را رہ نیت سوئے اعتقاد

ازل اور ابد جولا ابتداء اور لا انتہاء سے موصوف ہیں دونو متحد ہیں عقل کو یہ
دخل نہیں ہے، جو کسی گم ہونے کو ڈھونڈے یعنی جو کیفیتیں کہ ازل میں تھیں، وہ بھی مو
جود ہیں اور جو ابد تک ہوں گی وہ بھی حاضر۔

گفت ازیں رہ کورہ آ در رہے پیار در خور فہم و عقل ایں دیار
آپ نے فرمایا کہ اس راہ سے کیا راہ آ ورتو تھم لایا ہے، وہ بھی عرض کر، مگر
موافق سمجھو اور عقل اس ملک دنیا کے جو سب سمجھیں۔

گفت خلقاں چوں بہ بینند آ سماں من بہ پنم عرش را با عرشیاں
کہا مخلوق کے لوگ جیسے آسمان کو دیکھتے ہیں، میں ایسے ہی عرش کو عرشوں
سمیت دیکھتا ہوں۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہم جو بت پیش من
آٹھوں جنت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے ایسی ظاہر ہیں جیسے بت
بت پرست کے آگے۔

یک بہ یک دایہ شناسم خلق را ہم چو گندم من ز جو درآ سیا

مخلوق سے ایک ایک کو میں تو یوں پہچانتا ہوں جیسے گےہوں اور جو آسیا میں پہچانے جاتے ہیں کہ یہ جو ہے اور یہ گندم ہے۔

کہ ہشتی کہ وہیگانہ کیست پیش من پیدا چو مارو مایست
کہ ہشتی کون ہے اور ہیگانہ کون ہے میرے سامنے ایسے ظاہر ہیں جیسے سانپ اور مچھلی۔

جملہ راجوں روز رستاخیز من فاش سے منعم عیاں از مردوزن
مثل روز قیامت کے تمامی مردوزن کی کیفیت بر ملا ظاہر دیکھ رہا ہوں۔
ہیں گویم یا فرد بندم نفس لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس
خبردار ہو کہ جاؤں یا خاموش ہو جاؤں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہونٹ دانت تلے دبا دیا جس سے ایماء تھا کہ بس کر۔

یا رسول اللہ گویم سر حشر در مہاں پیدا کنم امروز نشر
زید نے کہا یا رسول اللہ کچھ تو مجھ پر حشر کا کہوں، اور جہاں میں پریشانی
ڈالوں اور آج ہی نشر پیدا کر دوں۔

مل مرا تا پردہ ابر درم تا چو خورشید سے بتا بد گوہرم
مجھ کو چھوڑو اور اجازت دو، تو پردے مجھ کے پھاڑوں جس سے گوہر میری
ذات کا مثل خورشید کے چمکے۔

تا کہ کسوف آید و من خورشید را تا نمایم نخل را و بید را
تا کہ مجھ سے خورشید میں کسوف آ جائے جیسا کہ قیامت کو ہوگا، ایسا بیان
کردوں اور نخل خرما اور بید کو ظاہر کر دوں کہ فلاں مثل خرما کے رطب سے پر بار ہے اور
فلاں مثل بید کے بے بار۔

و انما ہم روز رستاخیز را نقد را نقد قلب آمیز را

اور کیفیت روز قیامت کی کھول دوں جس میں نقد جید اور نقد قلب آمیز ہر
ایک کا ظاہر ہو جائے گا۔

دستہا برید اصحاب شمال و انما ہم رنگ کفر و رنگ آل
زید اصحاب شمال کے حق میں کہتا ہے کہ ان کے ہلاک کی کیفیت ظاہر کروں
جس کو سن کر یہ بائیں ہاتھ والے یعنی گنہگار جن کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا
جائے گا، اپنی خرابی کو جانیں، اور رنگ کفر کو جو سیاہ ہے اور رنگ اسلام کو جو سرخ ہے
دکھاؤں کہ یہ حال کفر کا ہے اور یہ اسلام ہے۔

و اکشائم ہفتم سوراخ نفاق و رضیائے ماہ بے خف و محاق
اور وہ سات سوراخ جو نفاق کے ہیں ان کو کھول دوں (خف سوراخ مراد
درکات دوزخ ہیں جو سات ہیں) از بس تیرہ تار یک اور نیز روشنی ماہ سے جو نیکو کار
ہیں اور ایسے ماہ جن کو خسوف و محاق نہیں جیسے یہ ماہ میں خسوف بھی آ جاتا ہے، اور ہر
مہینہ محاق میں جو تحت شعاع آفتاب میں ڈوبا رہتا ہے پڑ جاتا ہے۔

و انما من پلاس اشتیا بشو انم طبل و کوس انبیاء
اشتیا کو پلاس نصیب ہے، وہ بھی دکھا دوں، انبیاء کے طبل و کوس کی آواز بھی
سنو ادوں کہ کیسا ڈنکا بادشاہی کا بجار ہے ہیں، اور اشتیا کیسی ذلت و خواری میں ہیں۔

دوزخ و جنات برزخ در میاں بخش چشم کافراں آرم عیاں
دوزخ اور جنتیں جن میں بالفعل برزخ ہو رہا ہے، اور کافراں اسی برزخ کے
باعث ان کے منکر ہیں ابھی ان کی آنکھوں کے سامنے ظاہر کر دوں۔

و انما من حوض کوثر را بجوش کاب بر دوشاں زند با گش بجوش
حوض کوثر کے بھی منکر ہیں اس کو بھی جوش مارتا ہوا دکھا دوں، ایسا کہ پانی ان
کے رو بہو اور آواز جوش کی ان کے کان میں پہنچے۔

وانکہ نقشہ گرد کوثر سے دو بندہ ایک بیک رانا نام گویم کہ کہ اندہ
اور وہ لوگ جو پیاسے اس کے گرد پھرتے ہیں اور دوز کے آتے ہیں ایک
ایک کا نام بتا دوں کہ کون کون ہیں۔

سے بسا ندویش شاں بردوش من نعر ہا شاں سے رسد در گوش من
ان کے دوش میرے دوش سے لگے ہوئے ہیں، اور ان کے نعرے میرے
کان میں چلے آتے ہیں۔

اہل جنت پیش چشم ز اختیار در کشیدہ یک دگر در کنار
اور جتنے اہل جنت ہیں اور جوان کو اختیار ہیں سب میری آنکھ کے سامنے
ایک دوسرے سے بغلگیر ہیں۔

دست یکدگر زیارت سے کنند وز لہاں ہم بوسہ عادت سے کنند
اور با ہم ہاتھ سے ہاتھ ملاتے ہیں اور لبوں سے بوسے بھی ہاتھوں کے
لوٹتے ہیں۔

گر شد ایں گوش ز باگ آہ آہ از چین و نالہ و احسرتاہ
اور وہ دوزخیوں سے جو آوازہ آہ آہ اور گریہ دردناک اور نالہ و احسرتاہ کا ہو
رہا ہے وہ بھی میرے کان میں ایسا آ رہا ہے جس سے میرے کان بہرے ہو گئے۔

ایں اشارتہا ست گویم از نغول لیک سے ترسم ز آزار رسول
یہ اشارے دور کے ہیں اور سب کامل کہ میں کہہ رہا ہوں، لیکن خوف و
تاراضی رسول مقبول سے کہ حکم اخفاء کا فرماتے ہیں مفصل اور بین نہیں کہہ سکتا۔

ہم جنس سے گفت سر مست و خراب داد پیغمبر گریبانہاں بتاب
اسی طرح وہ کہہ رہا تھا، در حالیکہ مست و مدہوش تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس کا گریبان امیٹھ دیا، یعنی اس کا گلہ بندہ کر دیا، اور منع فرمایا۔

اس روایت سے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیب داں ہونا صراحتاً
ثابت ہوا، کیا اب بھی ہمارے کرم فرما اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک و شبہ کر
سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے ان دوستوں کو جو اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں
شش و پنج میں ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محرام ماند از فضل رب

حارث بن مالک انصاری بہشت و دوزخ دینا میں ہی دیکھتے تھے

حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بظہیر رسول اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم وہ طاقت عطا فرمائی تھی، کہ وہ دنیا میں ہی اپنی آنکھوں سے بہشت
و دوزخ کو دیکھتے تھے، چنانچہ شرح عین العلم جلد اول میں مرقوم ہے:

فی روایۃ الطبرانی وابو نعیم عن الحارث بن مالک الانصاری:

قال: مررت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال:

کیف أصبحت یا حارث؟

قلت: أصبحت مؤمناً حقاً۔

فقال: انظر ما تقول فان لیکل شیء حقیقة وما حقیقة ایمانک؟

قلت: قد عرضت نفسی عن الدنیا وأسهرت لذلک لیلۃ وأظلمات

نہاری و کأنی أنظر الی عرش ربی بارداً و کأنی أنظر الی اہل الجنة

یتعززون فیہا و کأنی أنظر الی اہل النار یعضاغون و فی رواقہ یتعادون

فیہک

فقال: یا حارث عرفت قالزم قالہا ثلثا و فی روایۃ ابن عساکر

قال علیہ السلام: وأنت امرأ نور اللہ قلبہ عرفت قالزم۔

طبرانی میں حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

اے حارث تو نے کیوں کر صبح کی؟

میں نے کہا: میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا ایمان دار ہوں،

آپ نے فرمایا: کہ دیکھ کیا کہتا ہے، تحقیق ہر شے کے لئے حقیقت ہے، پس

کیا حقیقت ہے تیرے ایمان کی؟

میں نے کہا: تحقیق میں نے پہچان لیا اپنے نفس کو دنیا سے، رات کو میں نے

اپنی آنکھ کو بیدار رکھا اور میں دن میں پیاسا رہا گویا کہ میں دیکھتا ہوں اہل جنت کی طرف کہ وہ باہم زیارت کر رہے ہیں اور دیکھ رہا ہوں میں اہل جہنم کی طرف کہ وہ شور کر رہے ہیں اور چلا رہے ہیں۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

تو ایک مرد ہے، اللہ تعالیٰ نے تیرے قلب کو منور کر دیا، پس لازم پکڑ اس کو!

اس روایت صحیحہ سے ثابت ہوا کہ حارث بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ

عنه غیب داں تھے، کیا اب بھی کوئی عقلمند، اولیاء اللہ کے غیب داں ہونے میں شک

و شبہ پیدا کر سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے عقل کے دعوے داروں کو تا کہ وہ اپنی غلط

روش سے بچ جائیں۔

از خدا خویم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بایزید بسطامی کا غیب داں ہونا

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ جو ایک بڑے پایہ کے بزرگ

ہیں، ان کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز وہ اپنے چند مریدین کے ساتھ جنگل میں پھر

ہے تھے، کہ اچانک آپ کو خوشبو آئی، جس سے آپ کی حالت بدل گئی، اور وجد

ماری ہو گیا، ایک مرید نے عرض کیا کہ آپ کا اس وقت کیا حال ہے کیوں کہ حضور

کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل رہا ہے، کبھی تو زرد معلوم ہوتا ہے اور کبھی سرخ، اور کبھی

سفید، آپ نے فرمایا کہ مجھے اسے طرف سے ایک یار کی خوشبو پہنچ رہی ہے، کہ اتنے

سال کے بعد یہاں اسلام کا ایک بادشاہ پیدا ہو گا، کہ جس کے خیمے آسمان پر

اوں گے۔

مریدوں نے اس کا نام دریافت کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابن کا نام

ابو الحسن ہو گا، اور حلیہ قد اور رنگ غریبہ تمام باتیں بیان فرمائیں، اور یہ بھی فرمایا کہ

میرے ہی سلسلہ میں وہ مرید ہو گا، اور میری تربیت سے اس کو فیض پہنچے گا، مریدوں

نے اس کی تاریخ وغیرہ لکھ لی، چنانچہ ٹھیک اسی تاریخ کو ابو الحسن صاحب پیدا ہوئے،

اور جو اوصاف حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمائے تھے، سب ان میں

موجود تھے، اس قصہ کو مولائے روم رحمہ اللہ نے مثنوی کے دفتر چہارم میں اس

طرح مرقوم کیا ہے:۔

ایں طیبیان بدن دانشورند بر مقام تو ز تو واقف تر اند

یعنی یہ طیبیہ ظاہر بدن کیسے دانش والے ہیں کہ تیری بہاریوں پر تجھ سے

زیادہ واقف ہیں۔

تازہ قارورہ ہے بیند حال کہ عدائی تو از اس روا اعتدال

قارورہ سے تیرا حال دیکھتے ہیں کہ تو اس صورت سے اعتدال کو نہیں جانتا۔

ہم ز نبض وہم ز رنگ وہم ز دم بو برد از تو بہر گو نہ ستم

نبض نے بھی اور رنگ سے بھی اور سانس یا خون سے بھی تیرے سینکڑوں ستم کی بو

پالتے ہیں۔

پس طہیان الہی در جہاں چوں ندانند از تو اسراف نہاں
پس جب ظاہری طہیبوں کا جہاں میں یہ حال ہے، تو طہیب الہی کے
تیرے اسرار پوشیدہ نہ جانیں۔

ہم ز مہضت ہم زہ شمت ز رنگ صد سقم بیند از تو بے درنگ
وہ بھی تیری بغض و چشم درنگ سے تیرے سینکڑوں سقم بے تامل دیکھتے ہیں
ایں طہیباں نو آموزند خود کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
کاملاں از دور نامت بشنوند تا بقدر تار و پودت در روند
سو یہ بھی وہ جو خود نو آموز ہیں کہ ان کو ان علامتوں کی حاجت پڑتی ہے، اور
جو کامل ہیں ان کی یہ کیفیت کہ دور سے حیرانام سن لیں اور تیرے تن کی تار و پود میں
کھس جائیں۔

بلکہ پیش از زاون تو سالہا دیدہ باشندت بچندیں حالہا
بلکہ تیرے پیدا ہونے سے پہلے برسوں کا حال تیرا ان کا دیکھا ہوا ہے۔
حال تو دانند یک یک موبہو زانکہ پرستند از اسرار ہو
اور تیرے ایک ایک بال کے حال کو وہ جانتے ہیں، اس واسطے کہ اسرار الہی سے
بھرے ہوئے ہیں۔

آں شنیدی داستان بایزید کہ ز حال بو الحسن از پیش دید
تو نے داستان بایزید سنی ہے جنہوں نے قبل پیدا ہونے ابو الحسن خرقانی سے
حال ان کا دیکھ لیا۔

روزے آں سلطان تقوی میگذشت با مریدان جانب صحر اودشت
وہ یہ کہ ایک روز وہ سلطان تقوی مریدوں کے ساتھ صحراء و دشت کی طرف
چلے جاتے تھے۔

بوئے خوش آمد مراد رانا گہاں در سواد رے ز حد خار قان
یکا یک سواد رے میں حد خار قان سے کہ دونوں شہر ہیں بوئے خوش ان کو

انی

ہم در آنجا نالہ و مشتاق کرد بوئی را از باد استمشاق کرد
بس وہیں نالہ و مشتاق کرنے لگے، اور بو کو ہوا سے سونگھتے تھے۔
بوئے خوش را عاشقانہ میکشید جان او از باد بادہ مے چشید
جیسے کسی بو کا عاشق اس کو بار بار کھینچتا ہے اور اس باد سے جان ان کی بادہ
بشی کرتی تھی۔

چوں درو آ ثار مستی شد پدید یک مرید را در آمد و رسید
جب ان میں آثار مستی کے ظاہر ہوئے تو مریدوں میں سے ایک مرید فوراً
اس بات کو پہنچے گیا۔

پس پرسیدش کہ ایں احوال خوش پس برونست از حجاب بخت و شش
اور پوچھا کہ یہ احوال خوش جو حجاب بخت و شش جہت سے باہر ہے۔
گاہ سرخ و گاہ زرد کہ سپید سے شود رویت چہ حالت و نوید
جس سے کبھی منہ تمہارا سرخ ہوتا ہے اور کبھی زرد، کبھی سپید، کیا حال اور کیا
بشارت ہے۔

کی کشی بوئے بظاہر نیست گل بے شک از غیب است و از گلزار گل
کیا بات ہے کہ گل تو بظاہر ہے نہیں اور تم بو کھینچتے ہو بے شک کوئی بو غیب اور
گلزار سے پہنچی ہے۔

قطرہ بر ریز بر مازاں سبو شہہ و زان گلستاں باماگو
اپنے اس سبو سے ایک قطرہ ہم کو بخشو، اور ایک شہہ اس گلستان سے ہمارے

سامنے بھی بیان کر دو۔

گفت ازیں سو بولے یارے میرسد
کامد ریں وہ شہر یارے میرسد
بایزید نے کہا ادھر سے مجھ کو بوا یک یار کی آتی ہے اور اس گاؤں میں ایک
شہر یار آتا ہے۔

بعد چندیں سال سے زاید شے سے زند بر آسمانہا خرگے
اتنے برسوں کے بعد ایک بادشاہ پیدا ہو گا کہ اپنا خیمہ آسمانوں پر کھڑا
کرے گا۔

ردیش از گلزار حق گلگون بود از من او اندر مقام افروں بود
اور وہ گل گلزار حق سے ہو گا، لہذا منہ اس کا گلگون ہو گا، اور مقام ورتبہ میں
مجھ سے بڑھ کر ہو گا۔

چست نامش گفت نامش بوالحسن حلیہ اش واگفت زایر و دو قن
پو چھانام اس کا کیا ہے، کہا بوالحسن، پھر حلیہ اس کا ابرو و قن سے بیان کیا۔
قد او و رنگ او و شکل او یک یک واگفت از گیسو و رو
اور قد رنگ اور شکل ایک ایک کا بیان کیا، اور زلفوں اور چہرہ کا بھی۔

بر عشتند آں زماں تاریخ را از کباب آراستہ آں تیخ را
الغرض جس وقت یہ نشان و نام ابوالحسن کے انہوں نے بیان کئے، اسی
وقت سب کو لکھ لیا، اور تاریخ کے ساتھ جملہ نشان و صفات گویا وہ تاریخ ایک تیخ تھی کہ
اس کو ان نشانوں کے کباب سے آراستہ کیا۔

چوں رسید آنوقت و آن تاریخ راست زان زمیں آ نشاہ پید اگشت و خاست
پس جب وہ وقت تاریخ آئی وہ شاہ یعنی ابوالحسن اس زمین سے پیدا ہوئے
از پس آں سالہا آمد پدید بوالحسن بعد از وفات بایزید

اتنے ہی برسوں کے بعد وفات بایزید کے بوالحسن پیدا ہوئے۔

جملہ خوابے اور اسماک وجود آ چنناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود
جملہ عادتیں ان کی خواہ اسماک خواہ جو سب میں ویسے ہی تھیں، جیسی
بایزید نے بتائیں تھیں۔

لوح محفوظ است اور اپیشوا از چہ محفوظ است محفوظ از خطا
اور کیوں نہ ہوتیں، اس واسطے کہ ان کی تو لوح محفوظ پیشوا تھی جس کا نام
محفوظ اسی سبب سے رکھا ہے کہ خطا سے محفوظ ہے۔

نے نجوم است و نہ رمل ست و نہ خواب وحی حق واللہ اعلم بالصواب
نہ وہ نجوم ہے، نہ رمل، نہ خواب جس میں غلطی ہو، وحی حق ہے اور اللہ اس کو
خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

از پئے رو پوش عامد ریاں وحی دل گویند اور اصفیاں
لیکن عام لوگوں سے چھپانے کو صوفیوں نے اس کا نام وحی دل رکھا ہے۔
وحی دل گیرش کہ منظر گاہ اوست چوں خطا باشد چو دل آگا و اوست
تو بھی اس کو وحی دل مان کس واسطے کہ دل بنظر گاہ خدا ہے اور اس سے
آگاہ پھر وحی دلی میں کیسی خطا ہو۔

مومن بنظر بنور اللہ شدے از خطا و سہو بیروں آمدے
جب تو مومن بنظر بنور اللہ میں داخل ہوا تو سہو و خطا سب سے نکل گیا،
یعنی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

دیکھئے حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
نادمان خادم اور غلامان غلام ہیں کیسی زبردست اور صحیح پیش گوئی حضرت ابوالحسن
خرقانی رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں، حتیٰ کہ نام مبارک، جائے سکونت

حلیہ شریف قد شکل اور رنگ وغیرہ سب کچھ بتلا دیا اور نیز یہ کہ میرے وصال کے انتالیس سال بعد بواکسن پیدا ہوں گے، چنانچہ یہ ٹھیک تاریخ پر اسی نام اور شکل و صورت کے بزرگ پیدا ہوئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ لوح محفوظ جہاں قلم قدرت نے سب کچھ ہونے والا لکھا ہوا ہے، وہ اولیائے کرام کے پیش نظر رہتی ہے۔

چنانچہ مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں ارقام فرماتے ہیں:

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

اللہ اللہ بندگان خدا مقبول بارگاہ جوارض و سماء کیسے کیسے ذیشان اور عالی پایہ کے ہوئے ہیں جو علوم غیب کے دریا تھے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے، ان کو جو کچھ ملا، وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طفیل سے ملا

اب بھی دنیائے اسلام میں ایسے ایسے مقبول بندے کہیں کہیں نظر آتے ہیں، جو طالبان حق کو بالخصوص مل جاتے ہیں، گو قحط الرجاں ہو گیا ہے، لیکن جب ایسے لوگ صفہ ہستی سے مٹ جائیں گے تو اس وقت قیامت پر پا ہو جائے گی۔

گر ہوائے اس سرداری ولا دامن رہبر بگیر و بس بیا

لوح محفوظ شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیش نظر تھی

زبدۃ الاسرار اور ہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

عَمِنْتُ فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ

میری آنکھیں لوح محفوظ میں ہیں جو کچھ ہوتا ہے، یا ہوگا، وہ مجھے معلوم ہو جاتا ہے، کیوں کہ لوح محفوظ میری پیش نظر رہتی ہے، اور اس میں سب کچھ مکتوب

غور کرنے کا مقام ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اموں اور نام لیواؤں کو ایسے ایسے اسرار و علوم عطا فرمادیئے ہیں کہ جو ہماری تمہاری مثل میں نہیں آ سکتے، تو پھر یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو جن کی ہستی بعد از خدا سب سے برتر اور اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے کس قدر اسرار و علوم مرحمت فرمائے ہوں گے۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھ لو شان محمد

اولیاء اللہ کی نظر میں زمین مثل ایک دسترخوان

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقات جلد ثانی میں قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیر حدیث صَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَوَتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ کے نقل فرماتے ہیں:

وذلك ان النفوس الزكية القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية خرجت واتصلت بالملأ الاعلى ولم يبق لها حجاب فتري الكل كما لمشاهد بنفسها وياخبار الملك لها وفيه سر يطلع من تيسر له

جہاں سے درود شریف مجھ پر بھیجے گا یہ اس لئے کہ نفوس زکیہ قدسیہ جبکہ مجرد اور خالی ہو جاتے ہیں، علائق بدنیہ سے تو عروج کر کے ملاء اعلیٰ فرشتوں سے مل جاتے ہیں ان کے لئے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا کل کا مشاہدہ کرتے ہیں، جس طرح اپنی ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے، یا فرشتوں کے خبر دینے سے جانتے ہیں، اور اس میں ایک بھید ہے جس کو میسر اور آسان ہو دینی واقف ہے۔

مولانا جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نجات الانس فی حضرات القدس میں ارقام

فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ سے فرمودند کہ حضرت عزیزا علیہ الرحمہ والرضوان سے گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست و مای گویم کہ چوں روئے ناخن است ہیچ از نظر ایشان غائب نیست۔

یعنی حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزا رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی نظر میں زمین مثل ایک خوان کے ہے اور میں کہتا ہوں کہ مثل روئے ناخن کے ہے، اور کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

تمام ارض و سما اور کرۂ عالم بعض ولیوں کے پیش نظر

ایک ولی اللہ کی اس قدر قوت تھی کہ تمام کرۂ عالم ان کے پیش نظر تھا، چنانچہ کتاب ابریز مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے:

ولقد رأيت ولياً بلغ مقاماً عظيماً وهو انه يشاهد المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات ونجومها والارضين وما فيها وكرة العالم بأسرها تستمد منه ويسمع اصواتها وكلامها في لحظة واحدة الخ

تحقیق دیکھا میں نے ایک ولی کو کہ پہنچ گیا بڑے مقام پر کہ وہاں سے کل مخلوقات ناطقہ و صامتہ، وحوش و حشرات، آسمان و تاروں، تمام زمینوں اور مافیہا کو دیکھتا ہے، کرۂ عالم کا معاینہ کرتا ہے، اور سب کی آوازیں اور کلام کو ایک لحظہ میں سنتا ہے۔

دیکھتے ولی مذکور میں یہ قوت اور دسترس تھی کہ جمع کرۂ عالم اس کے پیش نظر رہا پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو نہایت اعلیٰ مقام پر پہنچے ہوئے ہیں ان کے شاہدہ کے لئے عالم ثابت ہو، تو کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اکثر امت غیر مترقبہ سے بہر ایاب کیا کرتا ہے۔

لوح محفوظ است پیش نظر اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

روضہ مقدسہ کے ایک فرشتہ درود کی قوت

اللہ تعالیٰ نے روضہ مقدسہ کے ایک فرشتہ کو اس قدر قوت عطا فرمائی: ہوئی ہے کہ وہ تمام جہان کے درود شریف و ہیں سن لیتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن عمار بن یاسر قال:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ سَمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهَا قَائِمًا عَلَى قَبْرِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَصَلِّي عَلَى أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَى صَلَوةٍ إِلَّا بَلَغَنِيهَا (رواه الطبرانی والزرقانی في شرح المواهب)

طبرانی اور زرقاتی میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا:

ایک فرشتہ روضہ نبوی پر متعین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قوت سماعت اس قدر عطا فرمائی ہے کہ تمام انسانوں اور جنوں کا درود (خواہ روئے زمین کے کسی ملک یا کاؤں سے بھیجیں) سن لیتا ہے اور وہ فرشتہ سب کے درود نام بنام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے رو برو پیش کرتا ہے۔

جائے غور ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے روضہ مبارک کے خادم کی تو

یہ قدرت اور قوت کہ وہ روئے زمین کے تمام درودخوانوں کا درود شریف خود ہے، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دربار میں نام بنام مع دلدریت اور قومیت عرب کرتا ہے، حالانکہ منکرین و مخالفین کے عقیدہ کے مطابق اور دور نزدیک سے ہر وقت مننا خاصہ خدا ہے اور غیر کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے، تو پھر بھلا حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ شرک فرشتہ کے حق میں کیوں جائز رکھا، حقیقت میں دور و نزدیک سے کسی نبی یا ولی کا کسی کی آوازن لینا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد کے عین مطابق ہے، یہ شرک نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

جائے غور ہے کہ آپ کا ایک ادنیٰ خادم یعنی فرشتہ جو جہان بھر کے درود شریف سن لیتا ہے اس میں تو یہ طاقت اور قدرت ہے تو کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام اپنے خادم اور غلام سے بھی سماعت میں کمتر ہیں، کہ وہ خود سن نہیں سکتے، اور ان میں اتنی طاقت شنوائی نہیں ہے، کیا یہ بات ماننے کے قابل ہے، تمام محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں، اور آپ کی ہر ایک قوت و طاقت (حواس خمسہ وغیرہ) تمام مخلوق سے خواہ وہ انسان ہوں یا فرشتہ بدرجہا بڑھ کر ہے کیا ہی اچھا کسی نے فرمایا ہے :-

محمد سر قدرت ہے کوئی رجز اس کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے
خدا اور مصطفیٰ کی کنہ میں ادراک عاجز ہے
محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے

ملک الموت کی قوت اور دسترس

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر جگہ اور ہر مکان پر موجود ہونا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کے لئے ممکن نہیں کیوں کہ یہ خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اگر کوئی ایسا اعتقاد کسی نبی یا ولی یا فرشتہ پر رکھے تو وہ مشرک ہے؟

یہ محض دھوکا اور مغالطہ ہے، کیوں کہ کتب احادیث اور تفاسیر کے مطالعہ سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت اوروں کو بھی عطا فرمائی ہوئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مثل نہیں ہو سکتے، صفت سے انکار کرنا نہ صرف ضلالت ہے بلکہ کفر ہے۔

تفسیر معالم التزیل، کتاب طے الفرائخ الی منازل البرازخ اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں مرقوم ہے کہ ملک الموت جن دانس اور تمام حیوانات کے ارواح کا قابض ہے، اور دنیا اس کے روبرو ایک دسترخوان کی طرح ہے، ایک روایت میں ہے کہ طشت کی مانند ہے۔

جائے غور و خوض ہے کہ ایک آن یا ایک منٹ میں دنیا بھر میں کس قدر بے تعداد بے شمار مخلوق جن دانس چہ ندو پرند اور کیڑے مکوڑے وغیرہ مرتے ہیں خصوصاً جنگ و جدل اور ایام و با و غیرہ میں تو ذرا دیر ہی نہیں لگتی، اور معمول سے زیادہ اموات ہوتی ہیں، باوجود اس کے یہ سمجھ میں نہیں آتا، کہ ملک الموت کس طرح ہر جگہ موجود ہوتا ہوگا، یہی وہ راز ہے جس کو منکرین نہیں سمجھ سکتے، اور اپنی ناتجہی سے مسلمہ مسئلہ سے انکار کر کے اپنے ایمان کو ضائع کر رہے ہیں، اگر یہ بات ان کی سمجھ میں

آجائے، تو پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور اولیاء کرام کا اپنے ہر ایک نام لیوایا مریہ پکار پر تشریف فرما ہونا کوئی دشوار اور بعید از عقل معلوم نہیں ہوگا۔

مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

يَجْعَلِي مَلِكُ الْمَوْتِ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ

یعنی ملک الموت سکرات اور جانکنی کے وقت ہر مریض کے سر ہانے ۲۰

ہے خواہ وہ مریض مومن ہو یا کافر۔

تذکرۃ الموتی والقبور میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک

حدیث بروایت طبرانی ارقام فرمائی ہے:

ملک الموت نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا کہ دنیا میں ایسا کوئی گھر

نہیں ہے جس کی طرف میری نظر نہ ہو، میں رات دن ہر ایک خورد و کلاں کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود اپنے آپ کو ایسا نہیں پہچانتا۔

الحاصل ملک الموت اللہ تعالیٰ کا ایک خدمت گار اور قاصد ہے جس کو اللہ

تعالیٰ نے اس قدر وسیع علم عطا فرمایا ہے کہ تمام حیوانات اور جن و انس اس کے سامنے

مثل دسترخوان کے ہیں، ہر ایک جاندار پر نظر ہے، تو بھلا حضور علیہ الصلاۃ والسلام جو

اشرف المخلوقات ہیں کیا ان کا علم ملک الموت کے علم سے بھی کم ہے، بلکہ بدرجہا

بڑھ کر ہے افسوس ہے منکرین کی سمجھ پر کہ یہ لوگ حبیب خدا اشرف انبیاء کی قدرو

منزلت نہیں جانتے، اسی واسطے آپ کی شان دیگر مخلوق سے کم سمجھتے ہیں۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی خدا سے پوچھو لو شان محمد

کیا اب بھی کوئی حق پسند و منصف مزاج یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ و

السلام کو غیب داں جانتا شرک ہے اور دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب

ہونا کچھ اور ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا عالم الغیب ہونا کچھ اور، جس طرح اللہ

عالی کے رؤف و رحیم ہونے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے رؤف و رحیم ہونے

میں فرق ہے، ویسا ہی صفت علم غیب میں بھی فرق ہے، شرک تو مساوات اور برابری

میں ہوتا ہے، جس کے ہم بھی سمجھتے ہیں۔

الغرض حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی اس صفت علم غیب سے انکار کرنا گویا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تنقیص شان ہے جو حقیقت میں انکار صفت رسالت ہے،

اور یہ کفر ہے، مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے حضور علیہ

الصلاۃ والسلام کی شان کے بارے میں تفسیر عزیزی میں ارقام فرمایا ہے:

بِأَصْحَابِ الْجَمَالِ وَيَسْأَلُ الْبَشَرُ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرُ

لَا يُسْمِكُنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بَعْدَ أَنْ بَرَزَ تَوَلَّى قَصَّةً مُخْتَصِرَ

اے صاحب جمال اور اے سردار انسانوں کے آپ کے روشن چہرہ سے

تحقیق چاند نے روشنی پائی۔

آپ کی تعریف نہیں ہو سکتی جیسے کہ تعریف کا حق ہے مختصر بات یہ ہے کہ خدا

کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ

جواز لی بد بخت ہے وہ راہ راست پر نہیں آ سکتا

مسلمانو! جن لوگوں کی سمجھ میں کچی ہے اور ان کے دماغ میں خلل ہے ان کو

کتنے ہی دلائل عقلیہ اور نقلیہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے یا محدثین اور محققین

اولیاء و صلحاء کے اقوال پیش کئے جائیں وہ ہرگز تسلیم نہیں کریں گے۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى ابْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ

عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

اللہ نے مہر لگا دی ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر وہ ہے، اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے

چھٹا باب

علم غیب الرسل کے منکرین کے شکوک اور اعتراضات کے

دندان شکن جوابات

اب ان مشہور و معروف اعتراضوں کے جوابات لکھے جاتے ہیں جن کو مخالفین بحث مباحث میں بالعموم پیش کیا کرتے ہیں، اور جن سے کم علم لوگ مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں، مذہب ہو کر صراطِ مستقیم سے پھسل جاتے ہیں، میرا دعویٰ ہے کہ جو شخص ان جوابات کو از براور ضبط کر لے گا، وہ مخالفین کے دھوکہ میں نہیں آئے گا اور دوسارے شیطانی سے محفوظ رہے گا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي
(سورہ طہ)

اعتراض (۱)

منکرین عموماً یہ اعتراض پیش کیا کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم غیب مان لیا جائے تو اللہ تعالیٰ سے مشارکت، مماثلت اور مساوات ثابت ہوتی ہے جو موجب کفر ہے۔

خدا اور رسول کی مساوات کے شکوک کا جواب

مخالفین کا یہ زبردست اعتراض ہے جس کو وہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ اور جائز و ناجائز کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں، لہذا اس کا دندان شکن جواب نہایت شرح و بسط کے

ساتھ دیا جاتا ہے، تاکہ مخالفین اور منکرین کے منہ پر مہر سکوت لگ جائے، اور اپنے غلط اور گمراہ عقیدہ سے تاب نہ ہو کر صراطِ مستقیم پر قائم ہو جائیں، وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

سب سے پہلے علم غیب کی تعریف بیان کی جاتی ہے، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ غیب کے لغوی اور اصطلاحی معنی کیا ہیں، اس لئے غیب کی قسمیں اور ان کی تشریح لکھی جائے گی، پھر اعتراض زیر بحث کا جواب عالمانہ طریق پر دیا جائے گا۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاللّٰهُ اُنِيبُ ○

علم غیب کی تعریف

تفسیر بیضاوی میں علم غیب کے معنی یہ لکھے ہیں:

والمراد به الخفى الذى لا يدركه الحس ولا تقتضيه بدهاة العقل

یعنی غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس کا حس اور ادراک نہیں کرتی اور بڑا

ہیۃ عقل پانہیں سکتی۔

مفرداتِ راغب کے صفحہ ۳۷۳ میں غیب کے معنی یوں مرقوم ہیں:

ما غاب عن الحاسة و عما يغيب عن علم الانسان بمعنى

الغائب او ما لا يقع تحت الحواس ولا تقتضيه بداية العقول۔

جو چیز حواس سے غائب ہے، گویا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں موجودات ہیں یا جنت کی چیزیں دوزخ کے کوائفِ آلام وغیرہ اور عرش کے نژانے، ارواح و ملائکہ کی کیفیت، یا علاماتِ قیامت، حادثاتِ روزِ حشر اور حساب و واقعاتِ مخلوقاتِ بروزِ قیامت وغیرہ صدہا بلکہ ہزار ہا اخبارِ علوم ہم سے غائب

ہیں، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک غائب نہیں کیوں کہ آپ کو معراج کی رات میں تمام چیزوں کا مشاہدہ اور معائنہ کرایا گیا تھا، اور بہت سی باتوں کا علم آپ کو عنایت کیا گیا، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس قدر اخبارِ غیبیہ کا بیان فرمایا ہے ان سے آپ کے علوم کا اندازہ لگ سکتا ہے، عالم غیب کے یہی معنی ہیں کہ پہلے اس کو علم نہ تھا، پھر اس کو اس غائب وغیرہ معلوم کا علم دیا گیا، لیکن خدا کے عالم الغیب ہونے کے یہ معنی نہیں بن سکتے پس اصلی فیصلہ یہ ہوا کہ خدا کا علم غیر محدود و انتہاء اور بالذات وبالا استقلال اور حقیقی ہے، اور انبیاء و اولیاء کے علوم محدود اور بالواسطہ وبالعطاء ہیں، اگر ماکان و مایکون ہے تو وہ بھی محدود، اگر کل جن و انس و حیوانات اور مابین السموت والارض کے علوم حاصل ہوں تو وہ بھی محدود اور غیر حقیقی پھر نتیجہ یہ ہوا کہ انبیاء و اولیاء کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح نہیں ہے۔

بہیں تفاوتِ راہ از کجاست تا کجی

اقسامِ علم غیب

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ علیہ زیر آیت یُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کے ارقام فرماتے ہیں:

قول جمهور المفسرين ان الغيب هو الذى يكون غائبا عن

الحاسة ثم هذا الغيب ينقسم الى ما عليه دليل والى ما لا دليل عليه۔

جمہور مفسرین کا قول ہے کہ غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو، پھر اس

غیب کی دو قسمیں ہیں،

ایک وہ جس پر دلیل ہو۔

دوسری وہ جس پر دلیل نہ ہو۔

جس غیب پر دلیل نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے رہا وہ غیب جس پر دلیل ہو، وہ مخلوق کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر علم تو کسی دلیل یا تعلیم کا محتاج نہیں، تو ضرور اس قسم کا غیب بندوں کے ساتھ خاص ہوگا۔

اس تقریر سے معلوم ہوا کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں، ایک علم غیب بالذات، مطلق، دوسرا علم غیب بالعرض اور بالواسطہ۔

پہلی قسم ذات باری کے ساتھ مختص ہے، دوسری قسم خاصہ ذات باری تعالیٰ نہیں بلکہ عطیہ الہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے اپنے رسول یا مقبول بندوں کو خواہ انسان ہو یا فرشتہ مرحمت فرمادیتا ہے۔

غرض جو علم غیب اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے جو علم اللہ تعالیٰ کی صفت قدسیہ ازلیہ ہے جو علم حدوث اور تعبیر سے مبرا اور منزہ ہے جس علم کا اطلاق سوائے ذات باری کے دوسرے پر کفر ہے، وہ علم غیب بالذات ہے جو علم بواسطہ اعلام الہی ہو، یعنی وہ غیبی چیزیں جو عام مخلوقات کی قوت حاسہ سے باہر ہوں، جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی رسول کو عطا فرمایا ہو وہ بالذات نہیں ہے ایسا علم مخلوق کے لئے ثابت ہے پس اس حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانتا ہرگز شرک نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی موہم شرک، کیوں کہ شرک یا موہم شرک اس وقت ہو سکتا تھا جبکہ اللہ اور انبیاء کی ذات یا صفات میں کامل مساوات اور مماثلت کا عقیدہ رکھا جائے لیکن یاد رہے کہ مماثلت کے لئے جمیع اوصاف میں اشتراک ضروری اور لازمی ہے، حتیٰ کی اگر کسی ایک وصف میں بھی اختلاف ہو گا وہ مشارکت، مماثلت اور مساوات ثابت نہ ہو گی، جو موجب کفر ہے:

چنانچہ شرح عقائد نفی میں ہے:

”مماثلت اسی وقت ثابت ہوگی جبکہ مماثلین کے

کل اوصاف میں اشتراک ثابت ہو، اگر ایک وصف میں بھی اختلاف ہوگا تو مشارکت قائم نہ رہے گی،

اور اس جگہ تو کہیں مماثلت کا وجود ہی نہیں، امور غیبیہ کا بالذات علم خواہ وہ موجود فی الحال، ہوں یا فی الماضي، معلومات ازلی ہوں یا ابدی خواہ امور کونیہ سے ہوں یا غیر کونیہ سے اس طرح پر کہ کبھی کسی نوع سے غفلت اور نسیان اس پر طاری نہ ہو خاصہ باری تعالیٰ ہے، لیکن حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے کوئی ایسا علم ثابت نہیں کرتا،

اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عرضی۔

اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم حادث،

اللہ تعالیٰ کا علم ضروری البقاء ہے حضور کا علم جائز الفناء۔

اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم مخلوق،

اللہ تعالیٰ کا علم مستقل بالذات اور ازلی ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم

غیر مستقل اور حادث ہے،

اللہ تعالیٰ کا علم مستحیل الانفکاک، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اس کے

خلاف ہے، تو پھر بھلا مماثلت کیوں کر ہو سکتی ہے اور جمیع ماکان و مایکون یعنی گزشتہ

اور آئندہ کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو حاصل ہونے سے اللہ تعالیٰ کے علم کے

ساتھ خواہ مخواہ کی مساوات ثابت کرنا ہے موہم شرک کہہ دینا سراسر جہالت اور دوسوہ

شیطانی ہے، حالانکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے علم کا ایک قطرہ ہے

گفتہ او گفتہ اللہ بود گر چہ از حلقوم عبد اللہ بود

جواب دوم

یا اس مسئلہ کو یوں سمجھئے کہ وہ اشیاء جو مستحیل لذاتہا ہیں، اور جو ممکنات

معدومہ ہیں اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، غرض اللہ تعالیٰ کا علم جمیع اشیاء کو جو تھیں اور نہ ہوں گی حاوی ہے، اور نیز وہ اشیاء جو ممکن الوجود ہیں خواہ وہ موجود نہ ہوں اور نہ کبھی ہوں، نہ ہوں گی پس ایسی اشیاء مستحیل بالذات پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم نہیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اشیائے ماکان و ما یکون کا علم ہے پس فرق ظاہر ہے۔

جواب سوم

یا اس مسئلہ کو یوں سمجھئے کہ مساوات تو اس وقت لازم آسکتی ہے جبکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر مانا جائے، لیکن ہم تو خدا اور اس کے رسول کے علم میں صاف صاف فرق مانتے ہیں، اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم عطائی اللہ تعالیٰ کا علم حقیقی ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اضافی اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم حادث اللہ تعالیٰ کا علم متمتع بالغیر ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم ممکن بالغیر اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم محدود باوجود ایسے بین فرق کے اہل السنۃ والجماعت کو مساوات کا مغالطہ دے کر اور نصوص حصر سے اپنے مدعا پر استدلال لا کر ان کو مشرک و کافر کہنا سراسر جہالت و ضلالت ہے، کیوں کہ ان سے دیگر آیات اور احادیث سے صراحتہ انکار لازم آتا ہے، لیکن جو نصوص حصر ہیں ان میں وہی علم ذاتی مراد ہے، نہ کہ علم عطائی، ورنہ ان میں تطبیق ناممکن اور محال ہے۔

بعض تفاسیر اور کتب تصوف میں مرقوم ہے:

علوم خمسہ جن کو اللہ تعالیٰ نے آیت ان اللہ عنده علم الساعة الآیۃ میں اپنے ہی

ساتھ مخصوص کیا ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی عطا فرمائے ہیں (خصائص کبریٰ مصنفہ سیوطی)

جواب چہارم

اگر معترض کے اعتقاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کو فقط اسی قدر جمیع ماکان و ما یکون کا علم ہے اور مالم یکن ولن یكون ابدامن الممكنات الصرفة ومن الممكنات المستحیلة بالغیر ومن المستحیلات الذاتیة وما یرتب علیہا بفرض الوجود کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے علم کی تنقیص کر کے اپنے ایمان کو بریاد کر رہا ہے، اور اگر وہ اس کا معتقد نہیں ہے تو پھر مساوات بتانا فقط جمیع ماکان و ما یکون کے علم کے حصول سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے واسطے اس کی سخت جہالت اور گمراہی ہے، اور وہ دیدہ و دانستہ حق بات کو چمپاتا ہے۔

یاد رہے کہ لفظ شے محققین کے نزدیک حقیقہ موجودات ہی پر اطلاق پاتا ہے، نہ معدومات پر اور نہ مستحیلات پر اور علم خدا تو شامل ہے جمیع موجودات ممکنات معدومہ متمتعات ذاتیہ و ما یرتب علیہ الآثار والاحکام کو، پس مساوات کیوں کر ثابت ہو سکتی ہے، علاوہ ازیں علم الہی استقلال ازلی، قدیم اور علم رسول بالواسطہ غیر استقلال پس مساوات کا دعویٰ محض بے وقوفی پر مبنی ہے، اور اس پر سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہنا نہ صرف جہالت ہے بلکہ ایک مومن کو کافر کہنے سے خود کافر بننا ہے، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں تصریح ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے اب محروم ماند از فضل رب

مسلمانو! خوب یاد رکھو، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں غیب کا اختصاص اپنے لئے کیا ہے، اس سے مراد غیب استقلال ہے، اور جہاں کہیں غیب حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے اس سے مراد نفی غیب استقلال ہے، مگر غیب بالعرض کی کہیں نفی نہیں آئی اور حقیقت میں ہے بھی یہی ٹھیک، بھلا اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خواص میں سے کسی کو غیب دان بنادیا تو اس میں شرک کس طرح کا ہو سکتا ہے، کیوں کہ غیب استقلال اور غیر استقلال میں فرق ظاہر ہے، خدا کا علم اس کی صفات قدیرہ ازلیہ اور یہ سے ہے جس میں کسی قسم کا تغیر و نقصان اور حدوث و بطلان نہیں، نہ حادث ہے نہ کسی ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم حادث ہے اور کسی، کیا اس کی تصریح کے بعد یہ گمان ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان کہنے سے شرک لازم آتا ہے نہیں ہرگز نہیں، اگر دماغ درست ہے اور عقل سلیم رکھتے ہو، تو سنئے۔

(۱) شرک سے مراد شرک شرعی ہے جو توحید شرعی کی ضد ہے، توحید شرعی لا الہ الا اللہ ہے یعنی سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کو معبود ماننا نہیں چاہئے، معلوم ہوا کہ شرک دوسرے معبود کے ماننے کو کہتے ہیں، لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اولیائے کرام کو غیب دان کہنے سے ہم لوگ ان کو معبود نہیں مانتے، ہاں اگر یہ کہا جائے کہ شرک سے مراد صفات الہیہ سے کسی کو متصف کرنا ہے، تو یہ سراسر جہالت اور غلط فہمی ہے، کیوں کہ

خدا تعالیٰ بھی سمیع یعنی سننے والا ہے،

بندہ بھی سمیع یعنی سننے والا ہے،

خدا تعالیٰ بھی بصیر یعنی دیکھنے والا ہے

بندہ بھی بصیر یعنی دیکھنے والا ہے،

پس اس طرح سے اگر شرک بن جاتا ہے تو میرے خیال میں معترض بھی اس زد سے نہیں بچ سکتا، انسوس ہے ایسے لوگوں کی سمجھ پر جو مجاز اور حقیقت کے فرق کو

نہیں سمجھتے، خواہ مخواہ مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر بنتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے۔
(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان کہنے سے اگر شرک اسی لئے لازم آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے تو اس کے جواب میں صرف یہ کہنا ہی کافی ہے کہ اللہ نے خود ہی اپنے مختص اسماء میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رءوف و رحیم سے بھی موسوم کیا ہے، تو اب بتلائے کہ یہ شرک کا الزام کس پر آتا ہے، کیا آپ خدا تعالیٰ کی نسبت بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے خود بھی شرکاً نہ تعلیم دی، حاشا دکلا، یہ محض نا سمجھی اور جہالت کا باعث ہے کیوں کہ شرک وہ ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ شرک کہے، یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شرک کہیں، خواہ مخواہ تاویلات باطلہ سے شرک کہہ دینا بڑی بے باکی اور جہالت ہے، بلکہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق ایسا شخص خود کافر ہے، جو مسلمانوں کو مشرک و کافر کہتا ہے اللہ تعالیٰ ان ضدی لوگوں کو رشد و ہدایت بخشنے، تاکہ وہ اپنی غلط فہمی کے انجام سے بچ جائیں، وما علما الا البلاغ المبین ○

علم ما کان وما یکون بمقابلہ علم الہی بعض ہے

اعتراض

اگر علم ما کان وما یکون کو بعض معلومات الہیہ کہا جائے، تو یہ کیوں کر تسلیم کیا جاسکتا ہے ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب

ما کان وما یکون صرف موجودات کو شامل صرف موجودات کو شامل ہے، اور معدومات ممکنہ و ممتنعات ذاتیہ و مایترتب علیہا الآثار والاحکام کو شامل نہیں، اور معلومات الہیہ کا اطلاق سب پر آتا ہے، پس ثابت ہوا کہ علم ما کان وما یکون بعض

معلومات الہیہ ہے۔

تفسیر روح البیان کے صفحہ ۳۷۵ میں ہے:

علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحر و علم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بهذه المنزلة و علم نبیاً من علم الحق منبجانه بهذه المنزلة۔

یعنی اولیاء اللہ کا علم بمقابلہ انبیاء کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندروں سے اور انبیاء کا علم بمقابلہ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندروں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے یہی نسبت ہے۔

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم ما کان وما یکون مرحمت ہوا۔

اور دوسرے مقام پر ارقام فرمایا:

علم رسول بمقابلہ علم الہی کے کم ہے۔

پس ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے یہ ثابت ہوا کہ علم ما کان وما یکون جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عنایت ہوا، وہ بمقابلہ معلومات الہیہ بعض ہے نہ کہ تمام علم خدا۔

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ تمام محققین اور متقین علماء و صلحاء کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء کا علم غیب غیر مستقل اور بالواسطہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں جز، متعید اور محدود ہے، یا یوں سمجھئے کہ مخلوق کے علم کو خالق کے علم سے وہ نسبت ہے، جو سمندر کی نسبت قطرہ سے ہے،

چنانچہ صحیح بخاری میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے قصہ میں یہ حدیث مرقوم

ہے:

وَقَدْ عَصَفُوهُ عَلَى حَرْفِ السَّقِينَةِ فَعَمَسَ مِنْقَارَةُ الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَصِرُ لِمُوسَى مَا عَلِمْتُكَ وَعِلْمِي وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِقْدَارُ مَا عَمَسَ هَذِهِ الْعَصْفُورُ مِنْقَارًا..... الحديث

ایک چڑیا نے کشتی کے کنارے بیٹھ کر اپنی چوچ پانی میں ڈبوئی تو خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمایا:

تیرا اور میرا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اس چڑیا کے چوچ کے پانی کی مانند ہے۔

خفاجی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں طبری رحمہ اللہ سے منقول ہے:

ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نهاية لها وغيب السموات والارض وما يبدونه وما يكتُمونه قطرة منها (روح البیان صفحہ ۳۵)

اللہ تعالیٰ کی معلومات کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی نہایت اور زمین و آسمان کی چھپی چیزیں اور جو کچھ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں اس کا ایک قطرہ ہے۔

ان روایات سے صراحت ثابت ہوا کہ علم ما کان وما یکون جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عنایت ہوا وہ بمقابلہ معلومات الہیہ بعض ہے نہ تمام علم خدا، تو کیا اب بھی مساوات اور مماثلت کا شک و شبہ ہو سکتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چشم حق ہیں عقل سلیم عطا فرمائے تو پھر کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماعذرا فضل رب

کیا حضرت کو اپنے نفع و نقصان کی خبر نہ تھی

اعتراض

تمام منکرین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم غیب پر یہ آیت عموماً پیش کرتے ہیں وَاَنْتُمْ كُنْتُمْ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السَّوْءُ (سورہ اعراف رکوع ۲۳)

اور اگر میں جانتا ہوتا غیب کی بات کو تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا، اور مجھ کو کبھی سختی نہ پہنچتی۔

جس کا مطلب خانہ ساز یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت کو علم غیب نہیں تھا اسی لئے انہوں نے بہت سی نیکیاں جمع نہیں کیں، اور ان کو بہت سی تکلیفیں پہنچیں اور انہوں نے برائیاں بھی کیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

الـجـواب

اس آیت سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا نیکیوں کو کم جمع کرنا اور برائیوں اور تکلیفوں سے ملوث سمجھنا نہ صرف گستاخی ہے بلکہ کفر ہے، کیوں کہ اگر یہ بات بالفرض تسلیم کر لی جائے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں جمع کرنا والا اور کون شخص ہوگا، یا حضرت نے کون سی نیکیاں جمع کرنے میں کوتاہی کی، یا کون سی وہ نیکی تھی جو آپ نے نہیں کی، یا کون سی برائی یا کون سی تکلیف آپ کو پہنچی، بلکہ اس سے مراد یہ ہے جو تفسیر روح البیان میں ہے:

خیر سے مراد مال و دولت ہے اور سوء سے مراد تنگی معاش ہے علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں غیب جاننے کا مدعی نہیں محض تواضع ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن اور جمل حاشیہ جلالین میں ہے:

فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جانت احادیث فی الصحیح بذلك وهو من اعظم معجزاته صلی اللہ علیہ وسلم

کیف الجمع بینہ و بین قوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و لمست یحتمل ان یکون قوله علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ و یقدرہ لی و یحتمل ان یکون قال ذالک قبل ان یطلعه اللہ عز وجل علی علم الغیب۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور صحیح احادیث سے ثابت ہے اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات میں سے ہے، پھر آیت ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر کے کیا معنی ہیں، کیا اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی ادا باور تو اضعاف فرمائی، اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا، مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے اور اس کے مقدر کرنے سے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے، لو کنت الاکبر فرمایا گیا ہو، اور علم اس کے بعد عطا ہوا ہو۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں ارقام فرماتے ہیں:

وقوله: لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ فَاِنَّ الْمُنْفَى عَلَّمَهُ مِنْ غَيْرِ واسطة واما اطلاعه عليه باعلام الله تعالى فامر متحقق قال الله تعالى: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ اِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ ۚ آیت لو کنت میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الہی

کے پس بیشک ہمارے حضرت کے لئے ثابت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۖ اِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ ۚ

علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے، کہ آیت زیر بحث میں لفظ لو کہہ
اعلم، اور لا سکتا اور ماسنی سب صیغے ماضی کے ہیں، جو گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں
، معنی یہ ہے کہ پہلے میں غیب نہیں جانتا تھا، اب میں جانتا ہوں، پس آیت کا مطلب
یہ ہوا کہ اگر زمانہ گزشتہ غیب کو جانتا تو بہت سی نیکیاں جمع کر لیتا، اور مجھ کو کوئی تکلیف
نہ پہنچتی پس اگر معترض کے خیال کے مطابق یہ مان بھی لیا جائے کہ اس آیت سے
انکار غیب معلوم ہوتا ہے، تو پھر بھی ہمارے مطلب کے مخالف نہیں ہے کیوں کہ اگر
بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گزشتہ میں حاصل ہونے کا انکار ہے، کہ اگر میں
پہلے غیب جانتا تو بہت سی نیکیاں جمع کر لیتا اور کوئی تکلیف مجھے نہ پہنچتی لیکن اس آیت
سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ میں اب بھی غیب نہیں جانتا یا آئندہ مجھے اس کا علم نہ
ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ آیت میں اس وقت کا بیان ہے جبکہ حضرت کو (بالفرض) علم
غیب نہیں ملا تھا، نہ کہ اسکے بعد کا، کیوں کہ بعد میں آپ کو علم غیب مل گیا تھا، لیکن اگر
اس آیت کو منسوخ مان لیا جائے جیسا کہ بعض محققین کی رائے ہے، تو پھر یہ تاویل
کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، کیوں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
پیدائش سے علم غیب عطا فرمایا تھا، جیسا کہ احادیث سے مصرح ہے۔

کیا حضرت کو مفاتیح الغیب کا علم تھا

الاعتراض

مخالفین غیر اللہ کے غیب دان نہ ہونے کے بارے میں ایک یہ آیت پیش
کیا کرتے ہیں، وَعِنْدَكَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (سورہ انعام رکوع ۷)
مخالفین غیر اللہ کے غیب دان نہ ہونے کے بارے میں ایک یہ آیت پیش

اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا،
جس کا یہ مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے پاس غیب کی
کنجیاں نہیں ہیں تو پھر حضرت کس طرح غیب دان ہو سکتے ہیں؟

الجواب

پیشک یہ بات سچ ہے کہ بالذات علم الغیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو
نہیں ہے، لیکن اگر کسی کو کسی چیز کا علم بالواسطہ یعنی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہو جائے تو
اس میں اس کی نفی نہیں، ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ بالواسطہ بھی کوئی نہیں جانتا تو اس کا
جواب یہ ہے کہ: اول تو اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم آئے گا۔

دوم: آیات ذیل کے بالکل خلاف ہوگا:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَاءُ

اور آیت عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَّسُولٍ

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مجتبیٰ مرتضیٰ رسولوں کو غیب
پر مطلع کر دیتا ہے، پھر یہ کہنا کہ کیوں کر صحیح ہوگا کہ یہ تعلیم الہی سے بھی حاصل نہیں ہو
سکتا بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ خود بخود اپنی ذات اور انکل سے کوئی غیب نہیں جانتا البتہ
تعلیم الہی سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں۔

چنانچہ تفسیر عرکس البیان میں آیت کے تحت میں مرقوم ہے:

قال الجريري لا يعلمها الا هو ومن يطلعها عليها من صفي

وخليل وحبيب وولي -

جزیری نے کہا کہ مفاتیح غیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے، خواہ وہ صفی ہو یا خلیل حبیب ہو یا ولی۔

علاوہ اس کے عرائس البیان میں مرقوم ہے:

قوله لا يعلمها الا هو ای لا يعلم الاولون والاخرون قبل اظهاره تعالى ذلك لهم۔

اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جانتا۔

اب خود غور کیجئے کہ کیا اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بھی ان علوم کا کوئی عالم نہیں ہو سکتا، بلکہ اس سے صراحت ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کے بعد حضرت کے نام لیواؤں، اولیاء واصفیاء کو بھی ان مفاتیح غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے، چہ جائیکہ اشرف انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

علاوہ ازیں یہ بمنزلہ سالبہ کلیہ کے ہے، اس کا نقیض ایجاب جزئی ثابت ہے، پس اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ مفاتیح الغیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی نوع سے کوئی نہیں جانتا تو لازم آتا ہے کہ وہ احادیث صحیحہ جن سے غیر اللہ کا عالم غیب ہونا ثابت ہوتا ہے غلط ہو جائیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل نہیں ہو سکتیں، لہذا یہ عقیدہ کہ کسی نوع سے کسی کو بغیر خدا کے علم مفاتیح الغیب نہیں ہے صراحت باطل ہو گیا (اس کے تفصیل کسی اور سوال کے جواب میں کی گئی ہے)

کیا ان پانچ اشیاء مخصوص بالذات باری تعالیٰ کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھا

الاعتراضات

مفکرین بڑے دعوے سے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں، کہ ان پانچ چیزوں کا

علم جو آیات ذیل میں ہے، نہ تو کسی نبی کو ہے اور نہ ہی کسی ولی کو ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (سورہ لقمان رکوع ۴)

بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کو (۱) قیامت کا علم ہے

(۲) اور وہی اتارتا ہے بارش کو

(۳) اور جانتا ہے جو رحم میں ہے،

(۴) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کیا کام کے گاہک کو،

(۵) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا،

بیشک اللہ خوب جاننے والا باخبر ہے۔

علاوہ ازیں اس دعویٰ کے مزید ثبوت کیلئے یہ حدیث بھی پیش کیا کرتے ہیں عن مسروق قال: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مَا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخُمُسَ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ أَعْظَمُ الْفَرِيَةِ (رواه الترمذی) صحیح ترمذی میں مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

جو کوئی یہ کہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے، یا کسی علم کو چھپایا ہے یا ان پانچ چیزوں کو جانتے تھے جن کا ذکر آیت مذکور میں ہے تو وہ شخص کذاب جھوٹا ہے۔

الجواب

اس حدیث میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تین باتیں بیان فرمائیں، ایک: تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا، جس کا جواب یہ ہے کہ تمام محققین یک زبان ہو کر فرماتے ہیں:

یہ صرف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اپنی ذاتی رائے تھی، جس پر صحابہ کرام نے اتفاق نہیں کیا بلکہ ان کے مخالف وقوع روایت کا اثبات کیا جس کی بحث راقم الحروف نے رسالہ معراج میں شرح وسط سے کی ہے جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں طبع ہوگا، چونکہ یہ محل بحث سے خارج ہے اس لئے اس کو قلم کی انداز کیا جاتا ہے، علاوہ ازیں نہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کوئی مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

دوم: یہ کہ حضرت نے کسی علم کو نہیں چھپایا۔

اس سے یہ مراد ہے کہ جن کی تبلیغ کا حکم تھا، ان میں سے کچھ نہیں چھپایا تھا، البتہ اس کو چھپایا، چنانچہ انوار التزیل میں ہے:

قوله تعالى بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ المراد تبليغ ما يتعلق بل صالح العباد وقصد بانزاله اطلاعهم عليه فان من الاسرار الالهية ما يحرم افشاؤه..... الخ

تفسیر روح البیان جلد ۳ میں ہے:

فی الحديث: سألتني ربي الهيلة المعراج فلم استطع ان اجيبه فوضع يده بين كتفي بلا تكيف ولا تحديد اي يد قدرته لانه سبحانه منزلة عن الجارحة فوجدت بردها فورثني علم الاولين والآخرين وعلمني علومنا شتى فعلم اخذ عهد اعلى كتفه اذ هو علم لا يقدر على حمله غيري وعلم خيمرني فيه وعلم امرني بتبليغه الى الخاص والعام من امتي وهي الانس والجن والملئك كما في انسان العميون۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو میرے رب نے شب معراج میں کچھ پوچھا، میں جواب نہ دے سکا، پس اس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکلف و تہدید میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی سردی پائی، پس مجھے علوم اولین و آخرین دیئے گئے، اور کئی قسم کے علوم تعلیم فرمائے ایک علم تو ایسا ہے جس کے چھپانے میں مجھ سے عہد لیا، کہ میں کسی سے نہ کہوں اور میرے سوا کسی کو اس کی برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے، اور ایک ایسا علم ہے جس کے چھپانے اور سکھانے کا مجھے اختیار دیا، اور ایک ایسا علم ہے جس کے سکھانے کا ہر خاص و عام امتی کی نسبت حکم فرمایا اور انسان و جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی ہیں (مدارج النبوة)

پس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امر محقق یہی ہے کہ اسرار الہیہ کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا ہے اس کا افشاء حرام ہے۔

سوم: یہ کہ پانچ چیزوں کا علم امام مناوی رحمہ اللہ علیہ روض النضر شرح جامع صغیر میں ارقام فرماتے ہیں:

فاما قوله لا يعلمها الا هو فمفسر بانه لا يعلمها احد بذاته ومن ذاته الا هو لكن قد يعلم باعلام الله تعالى فان ثمة من يعلمها وقد وجدنا ذلك بغیر واحد كما راينا جماعة علموا متي يموتون وعلموا ما في الارحام حال حمل المرأة وقبله۔

آیت کی تفسیر یہ ہے کہ مفاہج غیب کوئی خود بخود نہیں جانتا، سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کی تعلیم سے یقیناً جان لیتا ہے، اور ہم نے ایسی جماعتوں کو دیکھا جنہوں نے یہ جان لیا کہ کہاں مریں گے اور حالت حمل میں اور اس سے پہلے یہ معلوم کر لیا کہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ اشمودج اللیب میں ارقام فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا تھا، مگر حکم ہوا کہ آپ اسے ظاہر نہ کریں! التفسیرات الاحمدیہ فی الآیات الشرعیہ میں ہے:

ولک ان تقول ان علم هذه الخمسة وان كان لا يعلمها احد الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبيه واوليائه بقرينة قوله ان الله عليهم خبيراً على ان يكون الخبير بمعنى المخبر۔

یعنی اگرچہ ان پانچ چیزوں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا مگر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست اور اولیاء کو معلوم کرادے اس قرینے سے کہ۔

ان الله عليهم خبيراً

میں خبیر بمعنی خبر ہو، پس بذریعہ وحی الہام علم غیب انبیاء و اولیاء کو عطا ہوتا ہمارا عین ایمان ہے۔

علامہ شیخ ابراہیم بجوری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح قصیدہ بردہ میں ارقام فرماتے

ہیں:

ولم يخرج صلى الله عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله

تعالیٰ بهذه الامور الخمسة

نہیں تشریف لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے مگر بعد اس کے کہ معلوم کرادیا اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو (ایسا ہی شتوانی جمع التہائم میں ارقام فرماتے ہیں)

اور سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَلِمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

اے میرے حبیب معلوم کرادیا آپ کو وہ جو آپ نہ جانتے تھے،

وال:

اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا امور خسرہ تحت مالم تعلم ہیں یا نہیں؟

جواب:

اگر کہا جائے کہ مالم تعلم میں امور خسرہ داخل نہیں، تو اس کی نقیض تعلم کے تحت میں ضرور داخل ہوں گے، کیوں کہ ارتقاء نقیضین میں امور خسرہ داخل نہیں، کیوں کہ ارتقاء نقیضین محال ہے لہذا ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان امور خسرہ یعنی پانچ باتوں کو جانتے تھے..... اور اگر یہ کہا جائے کہ مالم تعلم میں داخل ہے تو پھر علمک سے اس کا علم ہونا ثابت ہوا علاوہ ازیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر کل اشیاء روشن ہو گئیں اور آپ نے اول سے آخر تک کا حال بیان فرمایا آپ کو علم ما کان وما یکون مرحمت ہوا جیسا کہ صحیح فاری ترمذی اور نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں مصرح ہے۔

الحاصل مذکورہ بالا روایات سے صراحتاً ثابت ہوا کہ آیت میں غیب کی نفی مطلق نہیں بلکہ خود بخود اپنی عقل سے جاننے کی نفی ہے۔

اب ان امور خسرہ کے علم ہونے کی نسبت چند شہادتیں اور واقعات بیان لئے جاتے ہیں تاکہ مکررین اور مخالفین کے لئے اتمام حجت ہو اور ہم عقیدہ اشخاص کے لئے پخت گئی ایمان اور یقین کامل کا باعث ہو اللہ تعالیٰ نہ ماننے والوں کو رشد ہدایت بخشے، تاکہ وہ انکار خالق کے گناہ سے محفوظ رہیں!

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت کو قیامت کے وقوع کے علم ہونے کا ثبوت

حضور سرور دارین علیہ الصلاۃ والسلام کو قیامت کے وقوع کا علم تھا، چنانچہ تفسیر روح البیان جلد ۲ زیر آیات یَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا کے مرقوم ہے

قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالى وهو لا ينافي الحصر في الاية كما لا يخفى۔

امام نوری رحمہ اللہ علیہ شرح اربعین میں ارقام فرماتے ہیں:

فان قيل قوله صلى الله عليه وسلم بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يدل على ان عنده منها علما والايات تقتضي ان الله تعالى منفرد بعلمها فالجواب كما قال الحليمي ان معناه انا النبي الاخير فلا يليني نبى آخر وانما تليني القيمة والحق كما قال جمع ان الله سبحانه وتعالى لم يقبض نبينا عليه الصلاة والسلام حتى اطلعه على كل ما ابهمه عنه الا انه امره بكنم بعض الاعلام ببعض۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا وقت معلوم الہی معلوم تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام چیزوں کا علم دے کر اس عالم سے اٹھایا جن کو آپ سے مبہم رکھا تھا، مگر یہ کہ آپ کو بعض علوم کے پوشیدہ رکھنے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا۔

ارشاد السادی شرح صحیح بخاری جلد ۷ میں مرقوم ہے:

لا يعلم متى تقوم الساعة (احد) الا الله الا من ارتضى من رسول

وانه يطلعه على ما يشاء من غيب والولى تابع له ياخذ عنه۔

یعنی کوئی شخص قیامت کا علم جانتا نہیں ہے، مگر جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا، اس کو اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں ارقام فرماتے ہیں:

ذهب بعضهم الى انه صلى الله عليه وسلم اوتي علم الخمس ايضا

وعلم وقت الساعة والروح وانه صلى الله عليه وسلم أمر بكنم ذلك۔

علمائے محققین ارشاد فرماتے ہیں:

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علوم خمسہ بھی عطا فرمائے گئے، اور قیام قیامت

اور روح کا علم بھی دیا گیا، مگر ان دونوں کے پوشیدہ رکھنے کا حکم کیا گیا، اللہ تعالیٰ

مکروں کو ہدایت بخشنے!

آنحضرت کو مینہ برسنے کا علم ہونا ثابت

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مینہ برسنے کا بھی علم تھا، چنانچہ ترمذی شریف

میں نواس بن سمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنْ مِنْهُ يَهُتٌ مَدْرُوكًا وَبَرٌّ جَسَافٌ

ظاہر ہے کہ بعد قنہ یا جوج و ما جوج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا، جس سے کسی

شہر یا گاؤں کا کوئی مکان خالی نہ رہے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُ فَيَهْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ

جب سب آدمی مرجائیں گے، تو اللہ تعالیٰ مینہ کو بھیجے گا، گویا کہ وہ شبنم پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔

دیکھئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت بتلائی اور قبل از وقت بھی کیسی سینکڑوں سال پہلے، کیا یہ غیب نہیں؟ تو اور کیا ہے؟
از خدا خواہم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

اولیاء کو مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت ہونا

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بدولت یہ نعمت تو آپ کے خادموں کو بھی میسر ہے، چنانچہ تفسیر عرأس البیان میں اسی آیت کے تحت مرقوم ہے:

میں نے اولیاء اللہ سے یہ بات کثرت سے سنی ہے کہ کل کو مینہ بر سے گا، یا رات کو پس ٹھیک اسی روز اور اسی وقت مینہ برستا ہے اور نیز ہم نے سنا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک ولی اللہ کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا کہ یہ بزرگ جو دفن کئے گئے وہ ولی اللہ ہیں، یا الہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا، تو بادل کا نام و نشان نہ تھا، تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ تمام آسمان بر آلود ہے اور آقا فانا موسلا ہار بارش شروع ہو گئی، ہم سب بھیگتے ہوئے واپس گھر آئے۔

آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است فانی است گفت او گفت خدا است دست پیر است غائبان کوتاہ نیست قبضہ اش جز قبضہ اللہ نیست

آنحضرت کو مانی الارحام کے علم کا ثبوت

(۱) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مانی الارحام کا بھی علم تھا، یعنی قبل پیدا ہونے کے آپ بتا دیتے تھے کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی، چنانچہ امام مہدی علیہ السلام کے پیدا ہونے

کی خبر بتلائی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہے جبکہ نطفہ بھی باپ کی پیٹھ میں نہیں ہوتا، بلکہ اس سے بھی بہت پہلے۔

(۲) ایسے ہی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر پہلے دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب مناقب اہل بیت میں بروایت ام فضل رضی اللہ عنہا وارد ہے:

ام فضل نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج رات ایک نہایت مہیب اور مکروہ خواب دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ کیا ہے، عرض کیا کہ وہ بہت ہی مکروہ ہے آپ نے فرمایا بتلاؤ کیا ہے، میں نے کہا کہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک لکڑا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جسم سے کاٹ کر میری گود میں رکھا گیا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ خواب تو بہت اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا، اور تیری گود میں ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(۳) خطیب اور ابو نعیم نے دلائل میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ام الفضل رضی اللہ عنہا نے کہا:

مَرَرْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكَ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَإِذَا وَكَلْتِهِ فَأَتَيْتَنِي۔

یعنی میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور ان دنوں میں حاملہ تھی آپ نے ارشاد فرمایا:

تیرے پیٹ میں لڑکا ہے، لہذا جب وہ پیدا ہوا تو اسے میرے پاس لاتا!
فَلَمَّا وَكَلْتُ أَتَيْتُهُ فَأَذَّنَ فِي أَذُنِهِ الْهَمْنَى وَأَقَامَ فِي الْبُسْرَى وَالْهَمْنَى

ہیں یقیناً۔

اس عورت نے کہا کہ جب میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی آپ نے اس کے داہنے کان میں اذان کہی اور بائیں میں اقامت اور اپنا لب مبارک اس کے منہ میں ڈالا۔ کیا یہ غیب نہیں ہے تو اور کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان عقل کے مدعیوں کو ہدایت بخشنے،

اولیاء اللہ کو مافی الارحام کا علم ہونا

(۴) تفسیر عرائس میں وَعَلَّمَ مَا فِي الْأَرْحَامِ کے تحت مرقوم ہے:

وَسَمِعْتُ أَيْضًا مِنْ بَعْضِ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ أَنَّهُ أَخْبَرَ مَا فِي الرَّحِمِ مِنْ ذَكَرٍ وَانْثَى وَرَأَيْتُ بَعْضَ مَا أَخْبَرَ۔

اور میں نے بعض اولیا اللہ سے یہ بھی سنا ہے کہ انہوں نے مافی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ می لڑکا ہے یا لڑکی، اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا۔

(۵) بستان المحمدین میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر رافر زہد نے زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید، شیخ فرمودہ از پشت تو فرزند نے خواجہ برآمد کہ بعلم خود دنیا پر کند۔

شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، ایک روز بے قرار اور پریشان ہو کر شیخ کی خدمت اقدس میں جا کر عرض معروض کی، شیخ نے فرمایا:

تیری پشت سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی۔ چنانچہ آپ کی پیش گوئی کے مطابق امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ پیدا ہوئے۔ حیوۃ النبی ان اور مستدرک اور ابن ہشام کی سیرت میں مروی ہے:

(۶) ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا:

میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایسی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھو میری طرف متوجہ ہو، میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اس کے پیٹ میں تیری نالائق حرکت کا نتیجہ ہے، یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خاموش، وہ اعرابی حیرت میں رہ گیا۔

اب ذرا انصاف فرمائیے کہ ایک ولی اللہ کو تو خبر ہے کہ بیٹا ہوگا، اور اس کا علم الغیب ہونا بھی معلوم، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ ہوگی کہ پیٹ میں کیا ہے، افسوس ایسی عقل و دانش پر، اللہ تعالیٰ ان عقل کے دعواداروں کو چشم حق بین عطا فرمائے!

مسلمانو! اگر علم مافی الارحام کے یہ معنی ہیں کہ بے تعلیم الہی کسی کو بھی معلوم نہیں کہ پیٹ میں کیا ہے، لڑکا یا لڑکی، تب تو کچھ کلام ہی نہیں اور واقعی آیت شریفہ کا اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہی مطلب ہے، لیکن اگر یہ مراد ہو کہ تعلیم الہی کسی کو علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط اور سراسر جہالت ہے کیوں کہ احادیث میں آیا ہے کہ ہر شخص کا مادہ پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں بصورت نطفہ جمع ہوتا ہے، پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے، پھر مضغہ یعنی پارہ گوشت کی شکل میں رہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ کو بھیجتا ہے کہ وہ فرشتہ لکھتا ہے کیا عمل کرے گا، اور اس کی کتنی عمر ہے، اور شقی ہے یا سعید چنانچہ الفاظ حدیث کے جو مشکوٰۃ شریف کے باب ایمان بالقدر میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہے، یہ ہیں:

ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَأْنَهُ
أَوْ سَعِيدٌ -

اس سے ثابت ہے کہ فرشتہ کو معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا، کب مر جائے گا اور کل کیا عمل کرے گا، کل تو دور کنارت تمام عمر کے احوال سے خبردار ہوتا ہے، طرفہ تریہ کہ خود عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بنت خاریجہ حاملہ ہیں، اور ان کے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں، چنانچہ تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: جس کو ہم اولیاء اللہ کے غیب دان ہونے کے باب میں لکھ آئے ہیں، فلہر جمع ان یشاء۔

اللہ تعالیٰ اہل طلب کو چشم بصیرت عطا فرمائے، تاکہ غلط راستہ پر چلنے سے بچ سکیں۔

از خدا خدیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

آنحضرت کو کل کی بات کے علم کا ثبوت

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کل کی بات کا علم تھا، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَنِي
بِلَاسٍ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعٌ فَلَانِ عَدَا إِنْشَاءَ اللَّهِ وَهَذَا مَصْرَعٌ فَلَانِ عَدَا إِنْشَاءَ
اللَّهِ الحديث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کی قتل گاہیں ہم کو دکھائیں کہ کل کو یہاں فلاں شخص مر پڑا ہوگا اور یہاں فلاں شخص، چنانچہ جس طرح حضرت نے فرمایا

ما دیکھا ہی ہوا۔

اس حدیث شریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو معلوم تھا، کہ کل کیا ہوگا، دوسرے یہ کہ حضرت کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کب کہاں اور کس جگہ مرے گا، یعنی مافی خدا اور بای ارض تموت کا علم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمایا تھا۔

عن سهل بن سعد أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ
حَمِيرٍ: لَأَعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ
وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَتِ النَّاسُ غَدًا وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ
أَنْ يُعْطِيَهَا فَقَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ؟

قَالُوا: هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا يَشْتَكِي عَمَلَهُ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتَى بِهِمْ فَبَصَقَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَتْهُمَا كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ
فَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ الحديث (صحیحین)

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل کے روز ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ فتح ہوگی اور وہ دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں، جب صبح ہوئی تو سب لوگ آپ کے پاس آئے اس خیال سے کہ ہمیں جھنڈا دیں،

آپ نے فرمایا: کہاں ہیں علی؟

لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: ان کو بلاؤ!

چنانچہ جب وہ آئے تو آپ نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں پر

لگایا جس سے وہ فوراً جھمکے ہو گئے، پھر ان کو جھنڈا دیا۔

غور کا مقام ہے کہ جب کوئی کسی نوع سے منافع الغیب جانتا ہی نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی بات کی خبر کیسے دی؟ پس یاد تو یوں کہو کہ حد غلط ہے یا یوں کہو کہ آیت کا جو مطلب تراشا گیا ہے، وہ غلط ہے کیوں کہ دونوں اجتماع نہیں ہو سکتا اور اجتماع تقطیعین محال ہے حدیث تو کسی صورت میں بھی نامہ نہیں سکتی، لہذا منکرین کا تراشا ہوا مطلب کہ ”سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی طور سے بالذات نہ بالواسطہ کوئی جانتا ہی نہیں، سراسر غلط ثابت ہوا۔

عن سهل بن الحنظلة: اَنتَهُمُ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حَنْثِ قَاطِنِ السَّيْرِ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ قَارِسٌ۔

فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي طَلَعْتُ عَلَى جَبَلٍ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا بِهِوَازُنٌ عَلَى بَقَرَةٍ أَنَبَهُمْ بِظَعْنِهِمْ وَلَعَبِهِمْ اجْتَمَعُوا إِلَيَّ حَنْثِ۔

تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ:

تِلْكَ الْغَنِيْمَةُ لِلْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى (رواه ابوداؤد)

ابوداؤد میں کہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

صحابہ کرام حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ہمراہ چلے یہاں تک کہ شام ہو گئی پس ایک سوار نے آ کر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا کہ قبیلہ ہوازن اپنے اونٹوں اور مال و اسباب کے ساتھ حنین کی طرف جمع ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

انشاء اللہ تعالیٰ یہ کل کے روز مسلمانوں کی غنیمت ہے، یعنی ہمیں کل ان پر

فتح ہوگی اور سب مال و اسباب مسلمانوں کے لئے غنیمت ہو جائے گا۔

اس حدیث سے صراحت ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کل کی خبر تھی مسلمانوں کل کی خبریں دینا تو درکنار بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے تو قیامت کی خبریں پہلے ہی دے دی تھیں، چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب معجزات میں عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انہوں نے کہا: ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی پھر آپ نے منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ پڑھا پھر اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک خطبہ پڑھا، پھر اتر کر نماز پڑھی، پھر منبر پر چڑھ کر غروب آفتاب تک خطبہ پڑھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کی خبر دے دی، پس ہم میں سے وہی سب سے زیادہ عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے (تفصیل کے لئے اسی کتاب کا تیسرا باب مطالعہ کرو!)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قیامت تک کے تمام حالات اور واقعات بتلا دئے، کیا اب بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا، اللہ تعالیٰ ان عقل کے مدعیوں کو چشم بین سطا فرمائے تاکہ وہ غلط راستے پر چلنے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا آپ کے عدم علم غیب پر دال ہے کہ حضرت نے ان لڑکیوں کو روکا جو

آپ کو غیب داں کہہ رہی تھیں؟

اعتراض

بعض لوگ ذیل کی حدیث سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا عدم علم غیب

ثابت کرتے ہیں۔

عن الربيع قالت: جاء النبي صلى الله عليه وسلم قد دخل حين بيئ على فجلس على فراشي كمن جليست متي ف جعلت جوهرات لئلا يضربني بالدف ويضربني من قبل من آتاني يوم بدر إذ قالت إحدهن: وفينا نبي يعلم ما في غد فقال دعني هذه وقولي بالكذبي كنت تقولين (رواه البخاري ومشكوة في باب إعلان النكاح)

صحیح بخاری میں ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب میری شادی ہوئی تھی پھر میرے پاس مسند پر بیٹھے، جیسا تو میرے پاس بیٹھا ہے، سو وہیں ہماری کچھ لڑکیوں نے دف بجانا شروع کی اور ان لوگوں کا ذکر کرنے لگیں جو بدر میں ہمارے بڑے بوڑھے مارے گئے تھے، ان میں سے ایک یہ کہنے لگی کہ ہم میں ایک ایسا انبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دو اور وہی کہہ جو کہتی تھی۔

پس اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا اسی لئے آپ نے ان لڑکیوں کو جو یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم میں ایک ایسا انبی ہے جو کل کی بات کو جانتا ہے ایسا کہنے سے روک دیا؟

الـجـواب

اس سے پہلے سوال کے جواب میں شرح وسط کے ساتھ لکھا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مافی عند بنادیا، اور آپ کو اس کا علم تھا، لہذا اس اعتراض کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں ہے، مگر مزید تحقیق کے لئے مرقاة المفاتیح

سے اس کی شرح نقل کی جاتی ہے۔

وانما منع القائلة بقولها وفيها لمي الخ، الكراهة نسبة علم الغيب اليه لانه لا يعلم الغيب الا الله وانما يعلم الرسول من الغيب ما اعلمه اول كراهة ان يذكر في اثناء ضرب الدف واثناء مرثية القتلى لعلو منصبه عن ذلك۔

اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس لئے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی، ورنہ آج کل یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو کمر وہ جانا کہ دف بجانے میں آپ کا ذکر کیا جائے، یا مقتولین کا مرثیہ گانے میں آپ کی ثناء کی جائے اس لئے کہ یہ آپ کے علو منصب کے خلاف ہے۔

علاوہ ازیں اگر جواری کا ایسا کرنا شرک ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ان سے توبہ بلکہ تجدید اسلام کراتے پس جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے نہ توبہ بلکہ تجدید اسلام کرائی اور نہ ہی توبہ، تو اس سے ظاہر ہوا کہ آپ کو غیب داں جاننا شرک نہیں ہے بلکہ آپ کے ان کو منع کرنے میں وہ حکمت مضمر ہے، جو اوپر بیان کی گئی کیا اب فریق ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے میں شک وشبہ کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو رشد و ہدایت بخشے تاکہ وہ ضد کی عادت سے بچ جائیں۔۔۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

علاوہ ازیں زرقانی جلد ۶ میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد موجود ہے جس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے کل کا علم ثابت ہوتا ہے، چنانچہ وہ اشعار یہ ہے:

نبی یری ما لایری الناس حوله ویتلو کتاب اللہ فی کل مہ
فان قال فی یوم مقالة غائب فتصدقہا فی صحوہ الیوم او
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان اشعار کو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ
سے سن کر انکار نہ فرماتا اور جس طرح لڑکیوں کو منع فرمایا تھا منع نہ فرماتا صحت مضمون
دال ہے اور علم مافی غد کا اس میں بھی اثبات ہے، جیسا جواری کے کلام میں تھا کہ
صاف فرما رہی ہیں:

”وہ اگر کوئی غیب کی بات فرمائیں تو اس کی تصدیق کل ہو جائے گی،“

یعنی حضور آج اور کل کے آنے والے واقعات قبل از وقت بتا دیتے
ہیں، بھروسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے سن
نہ فرمایا، پس اگر یہ مضمون صحیح نہ ہوتا، یا حسب مزعوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں
سننے اور منع نہ فرماتے؟

حسان البیان جلد ۲ میں مرقوم ہے:

رسم سمعت واقعة غدت منهم قبل المجدی

یعنی میں نے اولیاء اللہ سے اکثر اگلے روز کا واقعہ قبل اس دن کے سنا ہے۔
میں (راقم الحروف) نے اپنے والد ماجد مولوی مست علی صاحب نقشبندی
مرحوم و مغفور کے راسخ الاعتقاد مریدوں سے سنا ہے کہ آپ سینکڑوں باتیں وقوع
پہلے بتا دیا کرتے تھے آپ زود تاثیر میں بے نظیر تھے آپ کی توجہ سے موافق اور
مخالف دونوں کو وجد آ جاتا تھا، جو آج کل غما ہو گیا ہے ان کے قلب کی وہ صفائی تھی
کہ دوست دشمن کو پہچان لیتے تھے اور کئی طرح کے آئندہ آنے والے واقعات پہلے
ہی بتا دیا کرتے تھے آپ کے بعض بحر بات عملیات عامل بننے والی کتاب میں
درج کئے گئے ہیں جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں شائع ہوگی۔

اولیاء اللہ کو اپنے مرنے کی جگہ کا علم

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غلاموں یعنی اولیاء اللہ کو بھی مرنے کی جگہ
معلوم ہوتی ہے، چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں مرقوم ہے:
اولیاء اللہ نے اکثر کہا ہے کہ میں فلاں جگہ مروں گا، اور انہیں میں سے ابو
غریب اصفہانی رحمہ اللہ بھی ہیں، کہ وہ بھی شیراز میں ابو عبد اللہ بن حنیف رحمہ اللہ
تعالیٰ کے زمانہ میں سخت بیمار ہو کر کہنے لگے:

”اگر میں شیراز میں مروں تو تم نے مجھے یہودیوں

کے قبرستان میں دفن کرنا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب

عالیٰ میں درخواست کی ہے کہ میں طرطوس میں جا کر مروں،“

چنانچہ وہ تندرست ہو گئے، اور کچھ عرصہ کے بعد طرطوس جانے کا اتفاق ہوا،
جہاں وہ بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔

دیکھئے ان کو کیسا یقین تھا کہ مجھے طرطوس جا کر موت آئے گی، اسی لئے
آپ نے دعویٰ فرمایا کہ اگر میں شیراز میں مر جاؤں، تو تم نے مجھے یہودیوں کے
گورستان میں دفن کرنا ہے، جس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے شیراز میں ہرگز موت نہیں
آئے گی بلکہ جہاں میری خواہش ہے میں وہاں ہی جا کر مروں گا۔

کیا اب بھی کسی کو شک و شبہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم
غیب بتعلیم الہی بھی حاصل نہ تھا جب کہ آپ کے امتیوں اور نام لیوؤں کو یہ نعمت
حاصل تھی،

غرض قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں جہاں کہیں ایسے کلام ہیں ان سے
نفی اس علم کی مقصود ہے جس پر دلیل نہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمائے ہیں ان کی

نفی کیوں کر ہو سکتی ہے؟

مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ اس نے جس کو تعلیم کیا اس کے سامنے تمام اشیاء ظاہر ہیں، ہاں اگر یہ مدعا ہے کہ ان اشیاء کا علم بے تعلیم الہی کسی کو نہیں تو بیشک دے قیل وقال تسلیم ہے یا اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سراسر جہالت ہے، اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کا علم کسی کو عطا ہی نہیں کیا تو یہ گمراہی اور ضلالت ہے۔

دیکھئے: مشکوٰۃ شریف کی کتاب الایمان میں مروی ہے کہ جب جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت قیامت دریافت کیا تو آپ نے مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فرما کر یہی آیت تلاوت فرمائی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں رقم کیا ہے ”مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل انہما رانداند، آنہما از امور غیب اند کہ جز خدا کے آرنانداند، گر آنکہ دے تعالیٰ از خود کے را بوحی والہام بداند۔“

ان پانچ چیزوں کو بالذات کوئی نہیں جانتا مگر وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے بذریعہ وحی والہام معلوم کرائے۔

پس ایک معمولی سمجھ والا بھی ان روایات سے سمجھ سکتا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم تعلیم فرمادیا، اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اس شخص سے ہے جو انکل سے ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو، فتدبر واینا اولی الابصار۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب



کیا حضرت کو روح کی حقیقت کا علم تھا

اعتراضیں

بعض جہلاء آیت ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتہم من العلم الا قلیلاً سے یہ بات ثابت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا؟

جواب

تعجب ہے ان لوگوں کی عقل و سمجھ پر بھلا اس آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم نہ تھا، آیت کا ترجمہ یہ ہے:

”اے میرے حبیب تم سے روح کی نسبت سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے،“

اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا، کہ حضرت کو اس کا علم نہ تھا، چنانچہ اس دعوے کی تائید میں علمائے سلف کے زیریں اقوال ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱) امام محمد غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں ارقام فرماتے ہیں:

ولا تنظن ان ذلك لم یکن مشکوفاً لرسول الله صلى الله عليه وسلم فان من لم يعرف الروح فکانہ لم يعرف نفسه فكيف يعرف الله سبحانه ولا یبعد ان یکون ذلك مشکوفاً لبعض الاولیاء والعلماء۔

یعنی گمان نہ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ظاہر نہ تھا اس لئے کہ جو شخص روح کو نہیں پہچانتا تو گویا وہ خود کو نہیں پہچانتا تو وہ اللہ تعالیٰ کو کیوں کر پہچان سکتا ہے، اور یہ بعید نہیں کہ بعض اولیاء اور علماء کو بھی اس کا علم ہو۔

(۲) امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ رسالہ مضمون صغیر میں ارقام کرتے ہیں:

هذا سوال عن سر الروح الذي لم يؤذن رسول الله صلى الله عليه

وسلم في كشفه لمن ليس اهلا له ،

یہ سوال ایک ایسے راز کے متعلق تھا جس کو ایسے لوگوں پر ظاہر کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے لئے اجازت نہ تھی جو اس کے اہل نہ ہوں۔

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوة جلد دوم میں

ارقام فرماتے ہیں:

چگونہ جہت کند مومن عارف کو نفی علم حقیقت روح از سید المرسلین و امام العارفین صلی اللہ علیہ وسلم کند و دادہ است اور احق سبحانہ و تعالیٰ علم ذات و صفات خود فتح کردہ بروے فتح مبین از علوم اولین و آخرین، روح انسانی چہ باشد کہ در جب جامعیت وے قطره ایست از دریا و ذرہ ایست از بیداء،

مومن عارف کیسے یہ کہنے کی جہت کر سکتا ہے کہ سید المرسلین و امام العارفین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت روح معلوم نہ تھی، حالانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو علم ذات و صفات خود عطا فرما رکھا ہے اور علوم اولین و آخرین سے کما حقہ بہرہ ور بنایا ہوا ہے، انسانی روح کی حقیقت کا جاننا تو آپ کے علوم کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسا ایک قطرہ دریا کے مقابلہ میں یا ایک ذرہ ایک وسیع جنگل کے مقابلہ میں۔

ان روایات سے صاف طور پر ظاہر ہوا کہ روح کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے بحر کا ایک قطرہ ہے، تو پھر کس طرح کوئی عقل کا دعویٰ دے کہ وہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا، اللہ تعالیٰ ان کو رباطوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں، وما علیہا الا البلاغ۔

کیا حضرت کو تمام انبیاء کی صحیح تعداد معلوم تھی

اعتراضیں

بعض جہلاء یہ اعتراض بھی کیا کرتے ہیں، کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے کا علم دیا جانا تسلیم کیا جائے تو آیت، وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۚ کے خلاف ہوتا ہے، جس کے معنی یہ ہیں۔

”اور ہم نے بھیجے تھے بہت پیغمبر تجھ سے پہلے ان میں سے بعض تو ایسے ہیں جن کے احوال ہم نے تجھ کو سنا دیے اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جن کا قصہ تجھ کو نہیں سنایا،“

لہذا وہ تمام چیزوں کے عالم کیوں کر ہو سکتے ہیں؟

جواب

افسوس ہے ان لوگوں کی روش پر کہ وہ کرید کرید کر ایسی باتیں نکالتے ہیں جن سے حضرت کی تنقیص شان ثابت ہو، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے، سنئے آیت زیر بحث کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے بواسطہ وحی مجلی کے یہ قصہ نہیں بیان کیا، بلکہ بواسطہ وحی خفی کے حضرت کو مطلع فرمایا ہے:

چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقات جلد اول میں ارقام فرماتے ہیں:

عن الامام احمد عن ابی امامۃ عن ابی ذر قلت:

یا رسول اللہ! کم وقاء عدد الانبیاء؟

قال: مائة الف واربعة وعشرون الفا، الرسل من ذلك ثلاث مائة و

خمسة عشر۔

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! انبیاء کرام کی صحیح تعداد کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں تین سو پندرہ رسول ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو کل انبیاء کی تعداد معلوم تھی، ہاں اگر کوئی یہ کہے کہ حدیث سے تو بے شک ثابت ہوا کہ آپ کو کل انبیاء کی تعداد معلوم تھی، مگر آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کو بعض کی خبر نہ تھی، اور حدیث اور آیت میں منافات ہوئی، اس لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وهذه الآية في قوله تعالى وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ لَمَّا نَقْصُصْ عَلَيْكَ لَٰنَ الْمُنْفَىٰ وَهُوَ الْفَصْلُ وَالشَّابِتُ هُوَ الْأَجْمَالُ وَالنَّفْيُ مَقِيدٌ بِالْوَحْيِ الْجَلِيِّ وَالثَّبُوتُ مُحَقِّقٌ بِالْوَحْيِ الْخَفِيِّ۔

حدیث مخالف آیت نہیں کیوں کہ نفی تفصیل کی ہے اور ثبوت علم اجمالاً ہے یا نفی وحی جلی کی ہے اور ثبوت وحی خفی سے ہے، اب منافات جاتی رہی غرض آیت میں جو نفی ہو رہی ہے کہ بعض کا قصہ ہم نے نہیں بیان کیا تو یہ معنی کہ یا تو تفصیلاً نہیں بیان کیا یا یہ کہ وحی جلی کے ساتھ نہیں بیان کیا، مگر وحی خفی سے آپ کو معلوم ہے۔

پس باوجود ایسے صریح دلائل کے اگر کوئی ضدی آدمی نہ مانے، تو وہ جانے

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب



کیا شیطان لعین حضور سے زیادہ علم والا ہے

اعتراض۔

بعض جہلایہ بھی کہا کرتے ہیں:

شیطان لعین کا علم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم سے زیادہ ہے، کیوں کہ شیطان کا علم منصوص ہے۔

جواب۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ! شیطان مردود کی وسعت علم کو نصوص قطعیہ سے ثبت جانتا، اور عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کو شیطان کے علم سے کم نہنا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی صریح توہین ہے، جو موجب کفر ہے کیوں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوئے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام تمام مخلوق سے زیادہ عالم ہیں، سیکے۔

صحیح مسلم میں عمرو بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فانخيرنا بما كان وبما هو كائن۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس چیز کی خبر دی جو ہو چکی اور جو ہونے والی ہے۔

مواہب لدنیہ میں مرقوم ہے:

اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه

وآلہ۔ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَإِنَّا أَنْظَرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ

الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفِّهِ هَذِهِ (خصائص كبرى للسيوطي)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کو میرے سامنے کیا پس میں اس کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، مثل اپنے کف دست کے دیکھ رہا ہوں۔

تفسیر نیشاپوری میں زیر آیت فَاَوْحَىٰ اِلٰی عَبْدِهٖ ؑ کے لکھا ہے:

والظَّاهِرُ اَنْهَا اسرار وحقائق و معارف لا يعلم و معارف لا يعلمها

الا للہ ورسولہ۔

یہ بات ظاہر ہے کہ ما اوحی وہ اسرار حقائق و معارف ہیں جن کو سوائے اللہ اور اس کے رسول کے کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر مدارک و خازن وغیرہ میں ہے:

وعلمك من خفيات الامور واطلعتك على ضمائر القلوب۔

یعنی اے حبیب تم کو امور مخفیہ سکھادے اور دلوں کے بھید سے آگاہ کر دیا۔

غرض علمائے محققین و مدققین نے بشہادت قرآن و حدیث تصریح کی ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ما کان و ما یكون حاصل ہے جیسا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے شفا میں، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مدارج النبوة میں تصریح کی ہے کامر۔

الحاصل جو شخص باوجود اتنے دلائل کے پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

شیطان مردود سے علم میں کمتر سمجھے، تو وہ بلاشبہ سخت غلطی کا مرتکب ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درو

میلش اندر طعنہ پا کاں دہد

کیا اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے انبیاء اولیاء غیب داں ہوں سکتے ہیں

اعتراض

بعض لوگ اکثر یہ کہا کرتے ہیں کہ آیات ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ

تعالیٰ جس برگزیدہ رسول کو چاہتا ہے اپنا غیب بتلا دیتا ہے:

(۱) عَلِمَ الْغُیْبُ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهِۦٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنۡ ارٰتَظٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۝

وہ عالم الغیب ہے پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے بھید کی کسی کو مگر ہاں جو پسند فرمالیا

کسی رسول کو (سورہ جن رکوع ۲)۔

(۲) وَمَا كَانَ لِلهٖۤ اَنْ یُّظْهِرَ لَکُمْ عَلٰی الْغُیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یُجَبِّیْ مِنْ رَّسُوْلِهٖ مَنۡ

یَشَآءُ ۝

اور اللہ یوں نہیں کہ تم کو بتلا دے غیب کی باتیں لیکن جن لیتا ہے اپنے

پیغمبروں میں سے جسے چاہے (سورہ آل عمران رکوع ۸)

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ غیب کو بتلاتا ہے تو کیا اس

کے بتلانے سے غیب کا علم بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب

بیشک اللہ تعالیٰ کے بتلانے پر غیب کا علم ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم پر علم غیب کا اطلاق بھی اسی معنی میں ہے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے بتلانے پر بھی

غیب کا علم نہیں ہوتا تو جہل نبوی اور بحرح خداوندی لازم آتا ہے، جو صریحاً کفر و الحاد ہے



کیا اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے علم غیب غیب نہیں رہتا؟

اعتراضیں

بعض مخالف لوگ آیات مذکورہ بالا سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے بتلانے کے بعد غیب نہیں رہتا، بلکہ وہ غیب ظاہر ہو جاتا ہے، لہذا اس کو علم ظاہر کہنا چاہیے، نہ کہ علم غیب۔

جواب

یہ کیسی غلط فہمی اور مغالطہ ہے کہ جس غیب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں پر ظاہر فرمادیا، وہ علم غیب غیب ہی نہ رہا، بلکہ وہ علم ظاہر ہو گیا، لہذا وہ لوگ غیب داں نہیں کہلا سکتے، بلکہ ہماری طرح ظاہر داں ہیں۔
بریں عقل و دانش بیاہد گریست

ان لوگوں کے اس بیہودہ استدلال سے یہ بھی ثابت ہوا کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو بھی عالم الغیب نہ کہنا چاہئے، کیوں کہ اس کے علم سے کوئی ذرہ چھوٹا نہ دیا بڑا زمین میں ہو یا آسمان میں پوشیدہ نہیں ہے سب ظاہر ہے۔

چنانچہ سورہ سبائیں ارشاد ہوتا ہے:

عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ○ سورہ سبأ آیت ۳

اس آیت سے لوح محفوظ بھی غیب داں ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں چھوٹا بڑا سب کچھ لکھ دیا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ غیب داں نہ رہا، اور لوح محفوظ بھی نہ رہی، افسوس ہے ان لوگوں کی

سمجھ پر کہ قرآن مجید کی تحریف کرنے سے باز نہیں رہتے، اور اپنے من گھڑت معنی کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں۔

غرض اس آیت سے کیسا اچھا سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے اپنی صفت علم غیب کا اظہار کیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہم پر سب کچھ ظاہر ہے، معلوم ہوا کہ ہمارے اعتبار سے وہ عالم الغیب ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اپنے اعتبار سے غیب داں کہتے ہیں، پس اس استدلال سے کسی طرح کا اشکال نہ رہا۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض غیب کی باتیں تو کھلم کھلا صحابہ کو بتلا دیں لیکن بعض باتیں صرف خواص پر ہی ظاہر فرمائیں، اور بعض باتوں کا اظہار نہیں فرمایا:

بعض غیب کا خاص پر ظاہر فرمانا اور عوام سے پوشیدہ رکھنا

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ہریرۃ قال: حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَانَيْنِ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَيَّنْتُهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَيَّنْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبَلْفُومُ (رواہ البخاری)

صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علمی ظروف محفوظ کئے تھے، جن میں سے ایک کو تو پھیلا چکا اور دوسرے کو اگر بیان کروں تو یہ حلق کاٹ دیا جائے،

اس راز کو اہل عرفان ہی سمجھتے ہیں۔

گر ہوائے اس سفر داری دلا دامن رہبر غیر دپس بیا

کیا ہم بھی رسول کی مثل غیب داں ہیں

اعتراضیں

بعض جہلاء یہ بھی کہا کرتے ہیں، کہ جن آیات سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں کہا جاتا ہے، ان آیات کی رو سے ہم بھی غیب داں ہیں چنانچہ بہت سی غیب کی باتیں ہم بھی جانتے ہیں، مثلاً امام مہدی کا آنا، نزول مسیح، اور دجال کا آنا اور دیگر بہت سی چیزیں جو بہشت اور دوزخ میں ہوں گی، ہمیں قرآن مجید اور احادیث شریف میں حضرت کے وسیلہ سے معلوم ہوتی ہیں۔

جواب

معارض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالواسطہ ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ ہم بھی غیب داں ہو جائیں، کیوں کہ بالواسطہ ہمیں بھی بہت سی چیزوں کی خبر ہے، پس جب ہم اپنے آپ کو غیب داں نہیں کہلا سکتے ہیں، تو بھلا حضرت کو کس طرح غیب داں کہہ سکتے ہیں۔

مطلب یہ کہ بالواسطہ غیب دانی سے غیب داں نہیں ہو سکتا، نعوذ باللہ من الحسور بعد الکور، افسوس صد افسوس ان عقل کے اندھوں پر اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض لوگ ایذا بھائی کہتے ہیں، اور نیز یہ کہ ان میں اور ہم میں بہت تھوڑا سا فرق ہے، کہ آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے بتلادیا اور ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دی، پس نہ آپ کو علم غیب تھا اور نہ ہمیں علم غیب ہے، علیٰ ہذا القیاس نہ اللہ تعالیٰ کو علم غیب ہے (نعوذ باللہ) کیوں کہ اس نے انبیاء و اولیاء کو سب کچھ بتلادیا اور لوح محفوظ پر لکھ دیا۔

۱۔ تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل۔

مسلمانو! انصاف سے کہئے کہ کیا ان باتوں سے ایمان رہتا ہے یا جاتا رہتا کیا ایمان داری اسی کا نام ہے، جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے معجزہ ہوا اور جس کے باعث اعزاز شان مصطفوی ہو وہ آپ کے نزدیک کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ ان عقل کے اندھوں کو نور بصیرت عطا کرے۔

مسلمانو! علم وہ شے ہے جس کے باعث آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ پر فخر حاصل ہوا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں ارشاد فرمایا:

عَلَّمَ الْآدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ..... الخ

تفسیر کبیر جلد اول میں ہے کہ یہ آیت فضیلت علم پر دلالت کرتی ہے، چنانچہ کمال خلقت آدم کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے علم عنایت کیا، اگر علم سے بڑھ کر کوئی شے ہوتی تو اظہار فضل میں وہی وجوہ پیش ہوتی، معلوم ہوا کہ علم ایک بڑی نعمت ہے، کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا مسجد بنایا گیا، اور فرشتوں نے بسبب قصور علم کے کہا: سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْتَنَا یعنی پاک ہے تو نہیں علم ہم کو مگر جتنا تو نے سکھلایا۔

تفسیر خازن میں زیر آیت اَلْأَمَنِ اَوْ تَطْغٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کے مرقوم ہے:

مگر جس کو رسالت و نبوت کے لئے برگزیدہ کرتا ہے پس ظاہر کرتا ہے اوپر اس کے اس چیز سے کہ چاہتا ہے اسے یہاں تک کہ اس کی نبوت کے دلیل ہو جائے ساتھ اس کے جو غیب سے خبر کرتا ہے پس یہ غیب دانی اس رسول کے واسطے معجزہ اور نشانی ہوتی ہے نبوت پر۔

معلوم ہوا کہ یہ غیب دانی باعلام الہی انبیاء کے لئے معجزہ اور علامت و نشانی نبوت ہے۔

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ جو شے باعث افتخار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و

السلام اور معجزہ و نشانی نبوت کی ہواس کے متعلق یہ کہا جائے کہ ہم بھی بہت سی چیزیں جانتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان عقل کے مدعیوں کو رشد و ہدایت بخشنے، تاکہ وہ آخرت میں عتاب الہی سے بچ جائیں۔

علاہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت اور دوزخ اور ان کے عذاب و ثواب اور ملائکہ اور ان کی شکل و شباہت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، جواب تک عوام کیا خواص کے نزدیک بھی غیب ہے، گویا ہزاروں قسم کی غیب کی باتیں آپ کو معلوم تھیں، جن میں سے بعض کو تو آپ نے عوام الناس کو بتلادیا، بعض صرف خواص ہی کو بتائیں، اور بعض کو کسی پر ظاہر نہیں فرمایا جس کا ذکر ہم اس رسالہ میں کر چکے ہیں، غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نسبت غیب داں ہیں اور اللہ تعالیٰ علام الغیوب۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضرت کو اپنے خاتمہ کی خبر نہ تھی

اعتراض

بعض لوگ عوامیہ کہا کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کو زندگی میں اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی، چنانچہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خود ہی علم غیب کی نفی کو یوں اقرار کرتے ہیں:

وَاللّٰهُ لَا أَدْرِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بَكُمْ (صحیح بخاری)

خدا کی قسم مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، اور تمہارے ساتھ کیا، حالانکہ میں رسول اللہ ہوں،

علاوہ ازیں قرآن مجید میں بھی یہی مضمون ہے:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدُعَاةٍ الرَّسُوْلِ وَمَا أَدْرِیْ مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بَكُمْ (سورہ احقاف رکوع ۱)

کہہ دو! کہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا، اور میں نہیں جانتا کہ کیا کیا جائے گا، میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ۔

تو پھر اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا۔

جواب

آیت اور حدیث دونوں میں لفظ ادری ہے جو درایت سے مشتق ہے، اور درایت انکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ رد المحتار میں ہے:

(والراجح الدراية) بالرفع عطفا عن الاشبه ای الراجح من

جهة الدراية ای ادراك العقل بالقياس على غيره۔

تو اب معنی یہ ہوئے کہ میں اپنی عقل سے نہیں جانتا اور بتلایا جانے کا انکار آیت و حدیث کے کسی لفظ سے نہیں نکلتا، مگر معترض نے اتنا نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا أَخِيْرُكُمْ لَكَ مِنَ الْأَوَّلِيْ ۝ وَكَسُوْفٌ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى ۝

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی دنیا میں ہی آیت قرآن سے ثابت ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر یقین فرما کر یہ فرمانا کہ اگر میری امت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوں گا، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور معلوم تھا کہ آپ کیساتھ کیا معاملہ ہوگا۔

علاوہ ازیں آیت زیر بحث منسوخ ہے، چنانچہ ملا عبد الرحمن بن محمد دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ رسالہ نسخ منسوخ میں ارقام فرماتے ہیں: قوله تعالى:

مَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ الآية نسخ بقوله تعالى إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ الآية آگے چل کر لکھتے ہیں:

سورة الفتح وفيها ناسخ وليس فيها منسوخ فالنا نسخ قوله تعالى لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ الآية والمنسوخ قوله تعالى مَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ الآية

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہو گیا، کہ آیت مَا أَدْرِي مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ الآية منسوخ ہے، اور اس کا نسخ انا فتحنا لك فتحا مبينا، الآية جس میں دنیا میں فتح مبین کا اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا پروردگار دنیا اور آخرت میں کیا کرے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری لِيُغْفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ تو صحابہ نے عرض کیا هِنُمْنَا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ مَاذَا يَفْعَلُ بِكَ۔

یعنی حضور کو مبارک ہو کہ البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا کہ حضور آپ کے ساتھ کیا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سورہ والضحیٰ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا أُخْرِجُكُمْ مِنْهُ لَكُمْ مِنَ الْأُولَىٰ ○

یعنی اور البتہ آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ سورہ والضحیٰ میں ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ○

یعنی عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

سورہ تحریم میں ارشاد ہوتا ہے:

يَوْمَ لَا يَخْذِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ○

یعنی جس دن اللہ روانہ کرے گا نبی کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے، ان کا نور دوڑ رہا ہوگا، ان کے آگے اور ان کے دائیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۸ میں ارشاد فرماتا ہے:

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ○

یعنی عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب آپ کی حمد کریں گے۔

صحیح ترمذی میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لوگوں کا حشر ہوگا تو

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَقِدُوا وَأَنَا خَطِيبُهُمْ

إِذَا انْصَبَّتُوا وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حَبِسُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا يَسُؤُوا الْكَرَامَةَ

وَالْمَقَاتِيمَ يَوْمَئِذٍ يَهْدِي وَيُكَوِّئُ الْخَمْدَ يَوْمَئِذٍ يَهْدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وَلِيِّ آدَمَ عَلَى

رَبِّي يَطُوفُ عَلَى أَلْفِ خَادِمٍ كَانَتْهُمْ بِيَحْضٍ مَكُونُونَ أَوْ لَوْلَا مَنْشُورٌ۔

سب سے پہلے میں قبر سے باہر آؤں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور

جب وہ سب روانہ ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور میں ان کا خطیب ہوں گا

جب وہ چپ ہوں گے اور میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روکے جائیں گے، میں

ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا جب وہ نہ امید ہوں گے، کرامت (عزت دینا) اور

چاہیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہو، بارگاہ رب میں میری عزت تمام اولاد آدم سے زیادہ ہے، ایک ہزار خدمت گار میرے ارد گرد طواف کریں گے گویا وہ گرد و غبار سے پاکیزہ انگڑے محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

منکرین اگر ذرا عقل سلیم سے آیات اور احادیث مذکورہ پر غور کریں تو ان کو صاف معلوم ہو جائے گا کہ حدیث زیر بحث واقعی منسوخ ہے، اور ہمارا اعتراض اور شک محض جہالت کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ حقیقی سمجھ عطا فرمائے!

اب رہا یہ اعتراض کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا تو سنو! اللہ تعالیٰ اس بارے کیا ارشاد فرماتا ہے:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ سورہ فتح/۵۔

یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور تاکہ ان سے ان کے گناہ مٹا دے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت سے صراحت ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ مومنین کو بہشت میں داخل کرے گا۔ کیا ایسے صریح اور بین دلائل کے باوجود کوئی شخص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ آپ کو اپنے خاتمہ کی بھی خبر نہ تھی۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا

اعتراضیں

بعض منکرین یہ بھی اعتراض کیا کرتے ہیں:

کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں ہے، یعنی میں خود بخود نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہو رہا ہے، تو پھر کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ آپ کو علم غیب تھا؟

جواب

یہ اعتراض محض جہالت پر مبنی ہے، اس کا جواب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں درج فرماتے ہیں:

ایضا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آورده است کہ گفت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم من بندہ ام نمی دانم آنچه در پس این دیوار است۔

جوابش آنست: کہ اس سخن اصلے نہ دارد، و روایت ہذا صحیح نہ شدہ است۔

یعنی اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں بندہ ہوں دیوار کے پیچھے کی بات کو نہیں جانتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ روایت صحیح نہیں

ہے۔

دیکھئے شیخ صاحب اس روایت کی تردید کرتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہی نہیں، نہ صرف ضعیف بلکہ موضوع ہے، افسوس ہے کہ مخالفین ایسی باتیں کرید کرید کر پیش کرتے ہیں، جن میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی کسر شان ہو، نہ معلوم ان لوگوں کو

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ کس قسم کا اعتقاد ہے کہ ایسی ایسی غیر معتبر اور موضوع روایات پیش کر کے عوام الناس کو مغالطہ میں ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ ان بھلے مانسوں، چشم حق میں عطا فرمائے تاکہ وہ بتلائے عتاب ہونے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق اذب بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا قیامت کے روز حضرت کو امت کے نیک و بد اعمال کی خبر نہ ہوگی؟

اعتراض

سہل بن سعد قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يَحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُولُ إِنَّهُمْ مِنِّي فَيَقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدٌ ثَوَّابُكَ فَأَقُولُ سَحَقًا سَحَقًا لِمَنْ غَيْرِ بَعْدِي (متفق عليه مشکوٰۃ کتاب النّفن فی الحوض)

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں تمہارے لئے حوض پر خوشی (کا باعث) ہوں جو شخص مجھ پر گزرے تو وہ سیراب ہوا، اور جو سیراب ہوا تو وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، مجھ پر کچھ تو میں پیش کی جائیں گی، میں ان کو پہچانوں گا، اور وہ مجھ کو پہچانیں گے، پھر پردہ واقع ہوگا، میرے ان کے درمیان پس میں کہوں گا، بیشک وہ مجھ سے ہیں، تو کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے، انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں (بدعات) پیدا کر دی ہیں، پس میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس شخص کے لئے جس نے میرے بعد تبدیلی کی۔

اس حدیث میں معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو علم غیب ہوتا تو اول میرے لوگ میرے لوگ فرما کر بعد عرض دوری کیوں فرماتے

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ رکوع ۱۴ میں بھی ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ

جس دن اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو جمع کرے گا، پھر فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب ملا، وہ کہیں گے، کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں، تو ہی غیب کی باتیں خوب جانتا :-

جواب

اس کا جواب بھی علماء و فضلاء اسلام نہایت تحقیق و تدقیق سے ارقام کر چکے ہیں، چنانچہ جمل کے جز و اول میں مرقوم ہے:

واجابواعنه بوجوه، الاول: انه ليس لنفسي العلم بل كناية عن اظهار التشكي والالتجاء الى الله بتفويض الامر كله اليه۔

الثاني: انه لنفسي العلم في اول الامر لا رهم من الخوف ثم يجيئون في ثاني الحال وبعد رجوع العفل وهو في حال شهادتهم على الامم فلا يكون قولهم لا علم لنا منافيا لما اثبت الله تعالى لهم من الشهادة على الامم۔

۱۔ اس حدیث سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، بلکہ اس سے تو علم غیب کا ہونا اور روز قیامت جو معاملہ گزرے گا اس سے شہادت ہونا بخوبی ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ حضور فرما رہے ہیں، کہ قیامت کو یہ واقعہ گزرے گا اور میں یہ فرمائوں گا، تو یہ علم غیب ہوا، یا علم غیب کی نفی ہوئی مگر اصل یہ ہے کہ ۔

چشم بد اندیش کہ برکنہ باد عجب نمایند در نظرش ہنر

تفسیر جلالین میں تحت آیت انک انت علام الغیوب کے ہے:

ذهب عنهم علمه لشدة هول القيامة وفزعهم ثم يشهدون كما

يسكتون۔

جمل میں تحت ذهب عنهم علمه کے ہے:

فلا يرد كيف قالوا ذلك مع انهم عالمون ماذا حيوا به فلزم

الاخبار بخلاف الواقع۔

مذکورہ بالا عبارات کا خلاصہ جو جمل اور جلالین سے نقل کیا گیا ہے، یہ ہے کہ انبیاء کہہ دیں گے کہ ہمیں علم نہیں، تو علام الغیوب ہے، حالانکہ انبیاء عظام کو علم ہے اس امر کا کہ کیا جواب دیں گے اور ان کی شہادت اپنی اپنی امت پر ہوگی، پس ظاہر منافات معلوم ہوتی ہے کہ در صورت علم لا علم لسا کیوں کر کہیں گے تو جلالین کی عبارتوں سے منافات رفع ہوگئی، کہ مقصود لا علم لنا سے یہ نہیں ہے کہ ہمیں علم ہی نہیں بلکہ اظهار التشکی والالتجاء الى الله وتفويض الامور الى الله مقصود ہے یعنی کل امور یا اللہ تیری طرف سونپ دئے ہیں، اور التجا و تشکی سب تیری طرف ہے، اگر سے نفی مقصود نہیں پس منافات نہ ہوئی۔

دوسری توجیہ یہ ہے اگر چہ انبیاء کو علم جواب ہوگا مگر بسبب شدت هول قیامت و فکر امت ذہول علم ہو جائے گا، پھر رفع هول کے بعد علم آجائے گا، تو وہ برابر جواب دیں گے پس منافات جاتی رہی۔

پس اسی پر خیال کر لینا چاہئے کہ آپ پہچان کر فرمائیے، کہ میرے لوگ اور بسبب فکر امت علم ان کے امر محدث کا جاتا رہے گا، اس کے بعد فرشتہ اطلاع دیں گے، کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد یہ امر محدث کیا، پس آپ کو خیال آجائے گا کہ واقعی ان لوگوں نے فلاں فلاں امر محدث کیا ہے تو فرمائیں گے۔

سختا سختاً یعنی دور ہو دور ہو، اور یہ اس لئے کہ امت کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کئے جاتے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ کس نے امر حسن کیا اور کس نے امر محدث کیا، چنانچہ باقوال فقہاء وحدیث شریف عرض اعمال امت ثابت و متفق ہے، اور ذہول علم بسبب فکر امت متصور لہذا صورت تطبیق اسی طرح کی جائے گی، جس طرح صاحب جلالین اور جمل نے تحریر کی لہذا آیت مذکورہ اور حدیث شریف عدم علم غیب کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

دیکھیے! ایک مرتبہ آپ کو لیلۃ القدر معلوم کرائی گئی، پھر آپ بھول گئے، یا نماز میں کبھی سہو ہو گیا، تو سہو و نسیان سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو علم نہ تھا، بیشک علم ہے مگر کسی عارضہ توجہ الی اللہ کے باعث خیال نہ رہا، پس اب خیال نہ رہنے کے باعث کوئی صاحب عقل سلیم یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ کو علم ہی نہ تھا، ہرگز نہیں۔

علاوہ ازیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی روح مبارک بسبب جملہ ارواح کے اقوی ہے کہ اس سے عالم میں کوئی شے محبوب نہیں ہوئی، پس وہ روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہے عرش و علوی عرش پر اور تحت العرش دنیا و آخرت اور نار و جنت جملہ اشیاء پر کیوں کہ یہ تمام عالم تو آپ ہی کے باعث پیدا ہوا ہے، یہ انکشاف عوالم اس وقت ہے جبکہ روح مبارک اس طرف متوجہ ہو اور در صورت عدم توجہ اس سے ذہول ہو جاتی ہے، اس لئے صحیح بخاری شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں بشر ہوں ذہول کرتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو، پس جب میں ذہول کروں تو مجھ کو یاد دلاؤ۔

اس روایت سے واضح ہو گیا کہ اگر کسی وقت کوئی معاملہ آپ پر پوشیدہ رہا، جیسا کہ کتب کا پچھ مکان میں تھا، اس کے باعث وحی نہ آئی یا جو حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے متعلق غلط خبر شہادت کی اڑائی گئی تھی، یا وہ واقعہ کہ نعلین مبارک میں نجاست لگی تھی آپ نے عین نماز میں باعلام جبرئیل پاؤں سے علیحدہ کیا اس کی مثل اور جو کوئی واقعہ ہو، اس کے یہی معنی ہیں، کہ اس وقت روح مبارک کو اس طرف توجہ ہی نہ تھی بلکہ اور سمت توجہ تھی مثلاً مشاہدہ ذات استغراق فی الصفات ہوں، جس کے باعث اس طرف سے ذہول ہو گیا، یہ تو عین وصف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے ان واقعات کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر جہالت اور گمراہی اور نادانی ہے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں ایک واقعہ تحریر فرماتے ہیں اور اس کے تحت میں مولانا عبدالحی بحر العلوم لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ ارقام فرماتے ہیں:-
اندیس بودند کاواز صلا مصطفیٰ بشید از سوئے علا
خواست آبی تا وضو تازہ کرد دست درو راشت اوزاں آب سرد
دست سوئے موزہ برد آں خوش خطاب موزہ را بر بود از دستش عقاب
در فتاد از موزہ یک مارے سیاہ زان عنایت شد عقابش نیک خواہ
پس رسولش شکر کرد و گفت ما ایں جفا دیدیم خود بد آں وفا
گرچہ ہر غیبی خدا ما را نمود دل در آں لحظہ بخود مشغول بود
مار در موزہ پہ پنہم در ہوا نیست از من تست ایں اے مصطفیٰ
مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں:

پس معنی بیتے ایں چنین است کہ دل بخود مشغول بود کہ نفس دل را مشاہدہ
میکرد ذات باحدیت با جمیع اسماء در دل است پس بسبب استغراق دریں مشاہدات
توجہ بسوئے اکوان نہ بود پس بعض اکوان مغفول عنہ ماندند و ایں وجہ وجہی است الخ۔
مقصود آنست کہ باوصف نزول بشریت دل در تماشا ئے نفس خود بود
، التفات بسوئے اکوان غائب از حس بودند بہوہ ایں تماشا و التفات باں چوں بروں

عقاب دیدہ مزاج بر عقاب برہم شد، و ایں منافی آں تماشا نیست و نیست مراد از استغراق محویت یا فنا تادیر ہم بودن صورت نہ بندد۔

یعنی بسبب استغراق اکوان کی سمت توجہ نہ تھی، اس لئے بعض اکوان مغفول عنہ رہے، موزہ سانپ تھا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی، عقاب اوپر اڑا لے گیا، اس میں سے سانپ گر تو آپ نے فرمایا کہ اگرچہ ہر غیب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت کیا لیکن دل اور سمت مشغول تھا جس کے باعث یہ مجھوب رہا۔

پس معلوم ہوا کہ گاہے یہ حالت ہے کہ عرش سے فرش تک کل اشیاء پیش نظر، اور گاہے بوجہ کمال استغراق پیش پا کی اشیاء مجھوب۔

چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:-

گمبہ بر جلازم اعلیٰ نشینم

گمبہ بر پشت پائے خود نہ پنہم

کیا آپ بغیر جبرائیل کے بتلانے کے خود کچھ نہ کر سکتے تھے؟

اعتراض

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار گر کسے گوید کہ من دانم از دباور مدار
مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تانہ گفتی جبرائیل جبرئیلش ہم نہ گفتے تانہ گفتے گردگار

اس رباعی میں معترض نے یہ بات ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بخود کچھ نہ فرماتے جب تک حضرت جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کو خبر نہ دیتے گویا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کوئی بات غیب کی ارشاد نہ فرماتے جب تک جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نہ بتلاتے۔

جواب

یہ اعتراض محض جہالت پر مبنی ہے، چنانچہ مفصلہ ذیل دلائل معترض کی جہالت کو ثابت کرتے ہیں۔

اول) احادیث قدسیہ جو کتب صحاح ستہ میں بکثرت موجود ہیں، ان میں الفاظ تور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہیں، مضمون اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے، خود اللہ تعالیٰ القاء فرماتا ہے، جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس میں واسطہ نہیں ہوتا، اس امر کو ادنیٰ درجہ کا حدیث پڑھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے، پس اگر حصر مذکور درست رکھا جائے تو تمام احادیث قدسیہ کا ابطال لازم آتا ہے، گویا اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ فرماتے جب تک کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو خبر نہ دیتے، تو لازم آتا ہے کہ احادیث قدسیہ جس میں جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ نہیں ہے بیکار اور غلط ہو جائیں، لازم بالبداهت باطل ہے، پس ملزوم یعنی حصر مذکور باطل ہو گیا، وھو المطلوب۔

دوم) خواب میں اللہ تعالیٰ نے بلا توسط جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت امور غائبہ پر اطلاع دی۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالزُّعْبِ وَبَيْنَ أَنَا نَائِمٌ وَنَهْتَنِي
أَنْتُمْ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ
خلاصہ یہ کہ مجھ کو خواب میں معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھ کو دے دیں گئیں۔

صحیح ترمذی میں اس مضمون کی کثرت سے احادیث صحیحہ موجود ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور غائبہ پر حالت خواب میں اطلاع دی (سوم) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوا، تو جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سدرۃ المنتہی تک رہ گئے، اور آپ بنفس نفیس ایسے مقام پر پہنچے کہ ملائکہ مقررین اور انبیاء عظام کو اس مقام تک رسائی محال بلکہ ناممکن ہے، وہاں خود اللہ تعالیٰ بلا واسطہ آپ سے ہم کلام ہوا، اور کئی ایک امور غیبیہ کی اطلاع دی۔

چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج المنبوۃ جلد اول میں تحت قصہ معراج کے یہ روایت لکھتے ہیں:

جب جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سدرۃ المنتہی تک پہنچ کر رہ گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب سے ندا آئی۔

أَدْنُ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَدْنُ يَا أَحْمَدُ أَدْنُ يَا مُحَمَّدًا

فرمود پس نزدیک گردانید مرا بخود پروردگار من و چنان شدم کہ فرمودہ است
ثُمَّ دَلَّنِي فَتَدَلَّسِي ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ۝ وَرَسِيدًا زَنْ پروردگار من
چیزے پس نواستم کہ جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود در میانہ و دوشانہ من بے
تکلیف و بے تحدید، پس یافتم برد آزار رسیدہ خود، پس داد مرا علم اولین و آخرین، و تعلم
کرد انواع علم را علی بود کہ عہد گرفت از من کتمان آنرا کہ با هیچ کس نہ گویم و هیچ کس
طاقت برداشتن آن ندارد جز من و علی بود دیگر کہ مخیر گردانید مرا ظہار و کتمان آن و
مع علم بود کہ امر کرد بہ تبلیغ آن بخاص و عام از امت من، پس نزدیک شد بمن قطرہ از
عرش اوقاد بر زبان من، پس پشیدم چیزے کہ نہ چشیدم چچ پشندہ ہرگز چیزے
را شیریں تر از آن و حاصل شد مرا خبر اولین و آخرین درویشان گردانید دل مرا و پوشید نور
عرش بصر مرا، پس دیدم ہمہ چیز را بدل خود و دیدم از پس خود چنانکہ مے بنم از پیش۔

قریب ہواے تمام جہان سے بہتر! قریب ہواے احمد! قریب ہواے

محمد! حضرت فرماتے ہیں کہ بعد میں میرے پروردگار نے خود ہی پھر مجھے اپنے نزدیک کر لیا، اور میں اس حال میں ہو گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ اور میرے حبیب میں فقط فرق دو کمان کا یا اس سے کم رہ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کچھ بات پوچھی میں جواب نہ دے سکا، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کو جو بے کیف اور بے تندیہ تھا میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا مجھے سینے میں سردی سی معلوم ہوئی پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے علم اولین و آخرین عطا فرمایا اور مجھے چند اقسام علوم سکھائے۔

ایک: تو وہ علم تھا جس کی بابت مجھ سے عہد لیا کہ کسی کو نہ بتاؤں اور بغیر میرے کوئی بھی اس کی برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔

دوسرا: وہ علم جس کی بابت مجھ کو اختیار دیا گیا، خواہ اسے ظاہر کروں یا پوشیدہ

رکھوں۔

تیسرا: وہ کہ جس کی تبلیغ کا مجھے خاص و عام امت کے لئے حکم ہوا پھر ایک قطرہ عرش سے میرے قریب ہوا، اور میری زبان پر پڑا میں نے ایسی چیز کو چکھا کہ دنیا میں کسی نے اس سے بہتر چیز کا ذائقہ نہ لیا ہوگا، اور مجھے اولین و آخرین کی خبر حاصل ہوگئی اور اس نے میرے دل کو روشن کر دیا، اور نور عرش نے میری نظر کو ڈھانپ لیا، پس تمام اشیاء کو میں نے اپنے دل میں دیکھ لیا اور میں نے اپنے پیچھے اس طرح دیکھ لیا جیسا کہ آگے دیکھتا تھا۔

تفسیر حسینی وغیرہ میں زیر آیت وقاب قوسین او ادنیٰ مرقوم ہے کہ علمائے محققین نے اس آیت کو کمال محبت احمدی قریب بارگاہ سرمدی کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے، چنانچہ یوں روایت کرتے ہیں:

اہل عرب میں یہ دستور تھا کہ بسبب کسی دوستانہ عہد مستحکم کرنا چاہتے تو فریقین اپنی اپنی کمان لے آتے اور دونوں شخص کمانوں پر تیر چڑھا کر دونوں ایک

دوسرے کی سیدھ میں کمان ملا لیتے، ایک ہی دفعہ قبضہ پکڑتے اور ایک ہی دفعہ تیر چلا دیتے، گویا اس رواج و رسم سے یہ مقصود ہوتا اور یہ بات فیصلہ پاتی کہ اب ہم دونوں میں موافقت کلی اور مودت مستحکم ہوئی، ہم دونوں میں ایک کی عزت دوسرے کی عزت ہوگی، اور ایک کی رضا دوسرے کی رضا ہوگی،

گویا اللہ تعالیٰ نے بھی اس آیت سے اپنے پیارے نبی کو اپنے دوستانہ عہد کی کیفیت استحکام اس رسم عرب کو یاد دلانا کر ظاہر فرمائی کہ میرے حبیب تمہاری عزت اور تمہاری رضا میری عزت اور میری رضا میں کچھ فرق نہیں۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی

خدا سے پوچھو لو شان محمد

غرض معراج کی رات حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو بے شمار علوم بدرگاہ رب العالمین بلا واسطہ عطا ہوئے، جہاں نہ جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کا واسطہ تھا اور نہ کسی اور کا پس منکرین کا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام صرف جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام سے ہی خبر پا کر فرمایا کرتے اور بغیر اس کے کچھ نہ فرماتے تھے، سراسر غلطی اور جہالت ہے۔

مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ مثنوی معنوی میں ارقام فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِي مَعَ اللَّهِ وَقْتُ لَا يَسْعَى فِيهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ

لی مع اللہ وقت بود آن دم مرا لا یسع فیہا نبی مجتبیٰ

کیا اب بھی کوئی بحث کا شیدائی یہ کہہ سکتا ہے، کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بغیر توسط جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کے کچھ نہ فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو چشم حق عطا فرمائے، تاکہ وہ آخرت کی داد و گیر سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم تو فیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
کیا حضور کو منافقوں کے حال کی خبر نہ تھی؟

اعتراضیں

اللہ تعالیٰ سورہ توبہ کو ع ۱۳ میں ارشاد فرماتا ہے:
وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّو عَلَى الْبَغْيِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ
اور بعض تمہارے گرد و نواح کے گنوار منافق ہیں، اور بعض اہل مدینہ بھی اڑ
رہے ہیں نفاق پر، اے محمد! تم ان کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں۔
خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ آپ
منافقوں کو نہیں جانتے ہم جانتے ہیں، گویا اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ و
السلام کو علم غیب نہ تھا۔

جواب

یہ آیت سورہ توبہ کی ہے، اور اس سے پہلے آیت وَكُنْ نَشَاءً لِّدِينِكَ كُفُّوا
فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسْمِهِمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ

اور اگر چاہیں ہم تجھ کو دکھا دیں ان کو پس البتہ پہچان چکا ہے تو، ان کو
ساتھ چہرے ان کے سے اور آگے تو پہچان لے گا ان کو بہت کے ڈھب سے،

جو سورہ محمد میں نازل ہوئی، چنانچہ تفسیر اتقان بحث ترتیب نزول سورہ میں یہ
امر ہے کہ سورہ محمد جس کو سورہ قال بھی کہتے ہیں، پہلے نازل ہوئی، اور سورہ توبہ (براء
ت) بعد نازل ہوئی، اور جب یہ متحقق ہو چکا کہ آیت لتعرفنہم پہلے ہے، آیت لا

تعلیمہم و نحن نعلمہم سے تو معترض کے استدلال کا بطلان واضح ہو گیا۔
تفسیر جلالین کے حاشیہ جمل کی جلد ۴ میں ہے:

وانك يا محمد لتعرض المنافقين فيما يعرضون به من القول من
تہجين امرك وامر المسلمين وتقييحہ والاستهزاء به فكان بعد
هذا لا يتكلم منافق عند النبي صلى الله عليه وسلم الا عرفه بقوله ويستدل
بفحوى كلامه على فساد باطنه ونفاقه۔

تحقیق اے محمد تم منافقوں کو ان کے کلام سے معلوم کر لیتے ہو جو تمہاری
اور مسلمانوں کے معاملات کی توہین اور مذمت اور استہزاء میں کہتے ہیں پس بعد اس
کے کوئی منافق نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے سامنے کلام نہیں کرتا تھا، مگر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اس کے کلام کو سمجھ لیتے تھے، اور دلیل پکڑتے تھے نبی علیہ الصلاۃ والسلام
ساتھ انداز کلام منافق کے اس کے اندرونی فساد اور نفاق پر۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

اے محمد تم منافقین کا اصول باطنی ان کے فوائے کلام وغیرہ سے پہچان لیتے

ہو

دیکھئے! آیت لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ کے نازل ہونے کے پیشتر ہی
خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ان کے لحن قول اور متعنائے کلام استہزاء وغیرہ سے حال
منافق جانتے ہو اس سے معلوم ہوا کہ آیت لَا تَعْلَمُهُمْ کے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو علم منافقین تھا، اس کے بعد آیت لَا تَعْلَمُهُمْ نازل ہوئی۔

یعنی یہ بات کہ باوجود علم لَا تَعْلَمُهُمْ کیسے کیوں اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا، تو
اس میں تطبیق اس طرح پر ہے کہ پہلے آپ کو علم منافقین ان کے فوائے کلام و لحن قول
سے تھا، کہ آپ ان کے انداز کلام اور طرز مرام سے پہچان لیا کرتے تھے، گویا اس

طریق سے علم حاصل تھا، اور طریق آخر وحی الہی سے نہ تھا پس ثبوت علم من وجہ اور عدم اس کا بطریق آخر دونوں کا اجتماع ہو سکتا ہے، اسی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دونوں باتیں بیان کر دیں کہ اے میرے حبیب آپ منافقوں کو جانتے اور ان کے فحوائے کلام وغیرہ سے پہچانتے ہیں، اور پھر نفی علم بالوحی کو آیت لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سے بیان کر دیا، پس آیت لَا تَعْلَمُهُمْ عدم علم غیب کی دلیل ہرگز نہ ہوئی۔

خلاصہ یہ کہ اول تو اس آیت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم الہی بھی منافقین کے حال کا علم نہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ اے میرے حبیب تم منافقین کے حال کو اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے۔

چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے:

خفی علیک حالہم مع کمال فطانتک وصدق فراستک۔
مگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو منافقوں کے حال کی برابر خبریں تھیں۔

چنانچہ شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۲۲۱ میں ہے:

عن ابن مسعود قال: خَاطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: أُوخِّرُ يَا فُلَانُ! إِنَّكَ مُنَافِقٌ، أُخَرِّجُ يَا فُلَانُ! إِنَّكَ مُنَافِقٌ فَأَخْرَجَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ نَاسًا مِنْهُمْ فَضَحَّوْهُ۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا، پھر فرمایا: اے فلاں نکل جا، تحقیق تو منافق ہے۔ نکل جا اے فلاں تحقیق تو منافق ہے، پس ہماری مسجد سے نکل جا، پس نکالا مسجد سے چند آدمیوں کو ان کی رسوائی نے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ شرح شفا جلد اول صفحہ ۲۲۱ میں ارقام فرماتے ہیں،
قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: كَانَ الْمُنَافِقُونَ مِنَ الرِّجَالِ

فَكَثُرَتْ مِائَتُهُ وَمِنْ النِّسَاءِ مِائَةٌ وَسَبْعِينَ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مردوں میں سے منافق تین سو تھے اور عورتیں ایک سو ستر تھیں۔

یعنی شرح صحیح بخاری میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیفہ رضی اللہ عنہ کو احوال منافقین کی خبر دی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ اگر حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو آپ اس کا اجاع کرتے، اگر وہ نہ پڑھتے تو آپ بھی نہ پڑھتے۔
علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ مرقات شرح مشکوٰۃ کی جلد ۵ صفحہ ۲۱۸ میں فرماتے ہیں:

(اولیس فیکم صاحب السر) ای صاحب السر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (الذی لا یعلمہ) ای ذالک السر (غیرہ) ای غیر حدیفہ من تلک الاسرار اسرار المنافقین وانسابہم اسرہا اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما دل حدیثہ..... الخ

کیا نہیں ہے تم میں کوئی صاحب راز نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ وہ بھید نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے حدیفہ کے بعض ان کے اسراروں میں سے اسرار ہیں منافقین کے اور نسبین بن کی خفیہ طور پر بتلا دیئے اللہ نے وہ اسرار نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو جیسا کہ حدیث اس پر دال ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور بعض صحابہ کو علم احوال منافقین تھا، پس تعرفہم میں معرفت احوال منافقین اور وجہ سے ہے اور لَا تَعْلَمُهُمْ میں نفی دوسری طرح سے بیان کرنا ضروری ہوا۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آیت لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ پہلے نازل ہوئی

اور آیت لتعرفنہم اس کے بعد نازل ہوئی جیسا کہ بعض تفاسیر سے مفہوم ہوتا ہے۔ تب بھی ہمارے لئے مفید ہے، کیوں کہ آپ پہلے ذریعہ حصول علم، ماکان وما یکون احوال منافقین اجمالاً معلوم کر ہی چکے تھے اور بذریعہ لحن قول و فوائے کلام بھی جان لیا کرتے تھے، پس اس طریق سے حصول علم احوال منافقین تھا، پس آیت لَا تَعْلَمُوهُمْ سے نفی علم تفصیلی بہ تعلیم الہی کی ہے نہ کہ نفی علم من کل الوجوہ ہے، پھر آیت لتعرفنہم سے اللہ تعالیٰ نے اسی علم احوال منافقین کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشتر حاصل تھا بیان کر دیا، کہ آپ تو فوائے کلام و طرز لحن سے منافقین کو پہچانتے ہیں، پس اس صورت میں بھی ثبوت علم ایک طریقہ سے ہے، اور نفی علم بطریق آخر ہے، لہذا آیت مذکورہ عدم علم غیب کی دلیل کسی طرح نہیں ہو سکتی۔

کیا اب بھی کسی صاحب کے دل میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب داں ہونے میں شک و شبہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ان مدعیان علم کو چشم حق میں عطا فرمائے، تا کہ وہ آخرت کی مشکلات سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا حضرت کو عائشہ صدیقہ کے گم شدہ ہار کی پہلے خبر نہ تھی؟

اعتراضیں

حدیث شریف میں ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں ان کا ہار گم ہو گیا، آپ وہاں ٹھہر گئے، صحابہ کرام نے ہار ڈھونڈا اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے، کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی معلوم ہوتا تو آپ کیوں نہ تلاش دیتے؟

جواب

منافقین کے دلائل کا دار و مدار باطل اور غلط قیاسوں پر رہ گیا ہے، سنئے! اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے کیوں نہ بتایا۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے:

فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا فَوَجَدَهَا۔

امام نووی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يحتمل ان يكون فاعل وجدها النبي صلى الله عليه وسلم

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام خود اس کے واجد ہیں، یعنی ہار خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے پایا، نہ بتانے کے کیا معنی؟ فرض کیجئے! کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب مستلزم ہے یہ کہاں کی منطق ہے؟ اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے، کہیں آپ علم الہی کا اسی قیاس ہے انکار نہ کر بیٹھیں، کہ کفار نے وقت قیام قیامت کو کئی بار دریافت کیا، اور اَيْسَانْ يَوْمُ الْقِيَامَةِ کہا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو نہ بتایا، اگر خدا کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا، معاذ اللہ نہ بتانا کس حکمت سے ہوتا ہے نہ یہ کہ اس کے لئے عدم علم ضروری ہو، اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں، وہ آپ کو تو کیا نظر آئیں گی آنکھوں والوں سے پوچھئے۔

گر ہوائے اس سفر داری دلا دامن رہبر بگیر و پس بیا

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول میں اس کی حکمت یوں ارقام فرماتے ہیں:

واستدل بذلك على جواز الاقامة في المكان الذي لا ماء فيه،

یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

کھہر نے کا جواز معلوم ہوا، اگر حضور فوراً بتا دیتے تو یہ مسائل کیوں کر معلوم ہو سکتے تھے، مع ہذا یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا لحاظ کرنا چاہئے، (فتح الباری)

یہ کیا مزے کی بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ سے جب پانی نہ ملا، اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ کہاں سے اور کس جگہ وضو کیا جائے گا، تو وہ بے چین ہوئے، لا محالہ ان کو سوال کرنا پڑا، چنانچہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کی جرأت نہ ہوئی، اور کسی نے گوارہ نہ کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو خواب سے بیدار کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

انما شکو الی ابی بکر لکون النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائما و

کانوا لایوقظونہ (فتح الباری)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کمر میں انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی ہے کہ انسان بے اختیار اچھل پڑتا ہے، چونکہ حضور ان کے زانوں پر آرام فرماتے تھے، مگر اس وجہ سے انہیں جنبش نہ ہونے پائی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا ادب اس درجہ ہوتا چاہئے کہ ایسی طبعی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق آنے کا اندیشہ ہو۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیقہ تمہارے ہار کی کیسی عظیم الشان برکت ہے، قیامت تک کے

مسلمان ان کے صدقہ میں سفر اور بیماری اور مجبوری کی حالتوں میں تیمم سے طہارت حاصل کرتے رہیں گے۔

صدق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت تیمم نازل ہونے کے بعد تین بار فرمایا: اِنَّكَ لَمُبَارَكٌ اے صدیقہ تم یقیناً بیشک بڑی برکت والی ہو، ایمان والوں کو تو نظر آتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار کی وجہ سے لشکر اسلام کو اقامت کرنی پڑی اور جب پانی نہ ملا تو ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیمم کو جائز فرمایا اور مٹی کو پاک کر دیا، لیکن جہاں حق و انصاف سے چشم پوشی روا رکھی گئی ہو اور ضد و تعصب پر عمل ہو وہاں اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم نہ تھا۔ چشم بداندیش کہ برکنہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

کیا حضرت عائشہ صدیقہ کے بہتان کی پہلے سے خبر تھی؟

اعتراضیں

بعض منکران علم غیب رسول نے لکھا ہے کہ جب کافروں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت باندھی تھی تو اس پر حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا لیکن بہت دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: کہ عائشہ صدیقہ پاک ہے، اور کافر جھوٹے ہیں تب حضرت کو خبر ہوئی، اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ کو کیوں غم ہوتا۔

جواب

ہر ایک شخص جو عقل سلیم رکھتا ہے، وہ سمجھ سکتا ہے کہ بدنامی ہر شخص کو باعث غم ہوتی ہے، اور پھر جھوٹی بدنامی اگر اپنی بدنامی ہوتے دیکھیں اور لوگوں کے طعن سنیں اور یقیناً بانیں کہ جو ہم کو کہا جاتا ہے بالکل غلط اور سراسر بہتان ہے، تو کیا حیا دار

کو اس کا رنج نہ ہوگا، اور اگر ہوگا تو کیا وہ ان کی بدگمانی کی دلیل ہو جائے گی، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ تھی، پھر غم کیوں تھا صرف اس وجہ سے کہ منافقوں کی یہ حرکت یعنی تہمت اور اس کی شہرت پریشانی کا باعث ہو گئی تھی، یہ وجہ غم کی تھی، نہ اصل واقعہ کی واقعیت جیسا کہ جہلاء بے ادبوں کا خیال خام ہے۔

(۱) تفسیر کبیر جلد ۶ میں مرقوم ہے:

”اگر کہا جائے کہ یہ کیوں کر ممکن ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویاں کافرتوں ہوں، جیسے حضرت لوط اور نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویاں مگر فاجرہ اور بدکار نہ ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہوتا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویاں فاجرہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور معلوم ہوتا، اور جب حضرت کو یہ معلوم ہوتا کہ نبیوں کی بیویاں فاجرہ ہو ہی نہیں سکتیں تو آپ تنگ دل نہ ہوتے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے واقعہ کی کیفیت دریافت نہ فرماتے تو پہلی بات کا جواب تو یہ ہے کہ کفر نفرت و سینے والی چیز نہیں ہے مگر بیوی کا فاجرہ (بدکار) ہونا نفرت دلانے والی چیز ہے لہذا ممکن نہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بیویاں فاجرہ ہوں، دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے اقوال سے تنگدل اور مغموم ہو جایا کرتے تھے باوجودیکہ حضرت کو یہ معلوم تھا کہ کفار کے یہ اقوال بالکل فاسد ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ○ سورہ حجر رکوع ۶

یعنی ہم جانتے ہیں کہ آپ بیہودہ باتوں سے تنگدل ہوتے ہیں۔

تو یہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے، حضور کا تنگ دل ہونا محض کفار کی بیہودہ گوئی پر تھا باوجودیکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی بیہودہ بکواس کا باطل اور جھوٹا ہونا معلوم تھا

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے مفسدانہ اقوال سے تنگ دل ہوتے تھے جس کو خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ اور ان مفسدوں کے اقوال کے فساد کو جانتے بھی تھے، اسی طرح اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے مغموم تھے، اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں۔

غرض ہر شخص جس کو زنا وغیرہ کی تہمت سے متہم کریں اور ہر جگہ اسی کا چرچا اور اسی کا ذکر ہو، تو وہ شخص اور نیز اس کے خویش و اقارب باوجود اس کی پاکی کے اعتقاد کے بھی سخت مغموم و پریشان ہوں گے یہی وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا مگر فریق ثانی اس بات کو تسلیم نہیں کرے گا جب تک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ لگائے، ایک تو عدم علم کا دوسرا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی (جو شرعاً ناجائز ہے) مگر افسوس ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تقوے اور متہمین کے منافق ہونے کی طرف کچھ توجہ نہ کی، چاہئے تو تھا گمان نیک مگر کی بدگمانی۔

از خدا خواہیم تو فیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

(۲): تفسیر کبیر جلد ۶ میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے واقعہ سے پیشتر کے

حالات سے ظاہر تھا کہ وہ مقدمات فجور سے بہت دور اور پاک ہیں اور جو کوئی ایسا ہو تو کیا اس کیساتھ بدگمانی رکھنی چاہئے نہیں بلکہ اس کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہئے (۳) تہمت لگانے والے منافق ادگ تھے اور یہ ظاہر ہے کہ مفتری کی

بات ایک ہڈیاں ہے، بنا بریں جمیع قرائن کے یہ قول نزول وحی سے قبل معلوم افساد تھا

الغرض تفسیر کبیر کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس قصہ اقل سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سراسر جہالت ہے، کیوں کہ حضرت کو قبل از نزول وحی یہ علم تھا کہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک ہیں، لیکن

حضرت کا ظاہر نہ فرمانا بالکل عقل کے موافق تھا، اس لئے کہ کوئی اپنے قضیہ اور معاملہ کو خود فیصلہ نہیں کیا کرتا دوسرے وحی کا انتظار تھا کہ قرآن مجید سے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت اور فضیلت ثابت ہو، تاکہ اس تہمت کا جتنا رنج ہوا ہے وہ سب کا لعدم ہو تو مسرت اور خوشی و خرمی حاصل ہو۔

(۴) حدیث افک جو صحیح بخاری کی کتاب الشہادات باب تعدیل

النساء بعضہن عن بعض میں ہے:

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يعذني من رجل بلغني اذاه في اهلي فوالله ما عملت على اهلي الا اخيرا وقد ذكروا رجلا ما عملت عليه الا خيرا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفرمایا:

کون شخص مجھ کو معذرت کرے گا، ایسے شخص کے لئے جس نے ہمارے اہل کو ایذا پہنچائی، پس قسم اللہ تعالیٰ کی نہیں جانتا ہوں میں اپنے اہل پر مگر خیر، اور جس مرد کی نسبت انہوں نے ذکر کیا، نہیں جانتا ہوں مگر خیر۔

اس سے ظاہر ہوا ہے کہ آپ کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت شک و شبہ نہ تھا، ان کی پاک دامنی و عصمت پر کلی یقین تھا، اسی واسطے آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ میں اپنے اہل پر بجز خیر کے اور کچھ خیال نہیں کرتا، مجھ کو ان کی عصمت کا یقین ہے، ہاں البتہ منافقوں کی افواہ اور جھوٹی خبر دینے سے آپ کو ایذا پہنچی، اور اسی وجہ سے آپ رنجیدہ تھے، پس رنج کی یہ وجہ تھی نہ یہ کہ آپ کو شک تھا، اور علم براءت حاصل نہ تھا، پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر بیان فرمایا تو صاف طور پر نمایاں ہو گیا، کہ آپ کو علم براءت تھا، رہا تفتیش فرمانا اور تحقیقات کرنی، اس میں محض تشریع منظور تھی آپ براءت وحی سے چاہئے تھے، تاکہ منافقوں کی زبان طعن

بند ہو، اگر آپ بطور خود براءت فرمالیتے تو منافقین اور منافقین کہتے کہ دیکھو غیروں کے معاملات میں کس طرح تحقیقات کی جاتی ہے، اور خود اپنے معاملہ میں تحقیقات نہیں کرتے، پس بدون وحی کے مقتضائے مصلحت دقت نہ تھا، کہ آپ بذاتہ اپنی طرف سے براءت فرماتے، نیز مقصود یہ تھا کہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی براءت منصوص نص قرآنی ہو، تاکہ پھر اگر کوئی بد باطن زبان طعن کھولے تو مرتد بے دین ہو جائے، چنانچہ آپ کی پاک دامنی کے بارے میں اٹھارہ آیات کریمہ نازل ہوئیں اور اب بالافتاق آپ کو متمم بڑا کرنے والا مرتد و بے دین ہے، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے ضد پڑنے والوں کو!

(۵) مختصر حاشیہ علامہ جلال الدین سیوطی علی البخاری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۲ میں

ہے:

سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم لا يخفى عليه شيء وانما خفى على من رآوا صورة لا تخلوا غلبا عما قالوه فانظر ما علمه من الوحي و آدم بين الماء والطين فتكون تلون الشاك بالامر تعليمالو رثة الدين بعده الى يوم القيامة كيف يفعلون بالاسرار كتمان حتى جاء علمه يرفع ماخفى عن اولئك فلم يطلق كما قيل۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی شے مخفی نہیں ہے انہیں لوگوں پر پوشیدہ رہا جنہوں نے یہ جانا کہ ایسی صورت (تہمت جیسی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر لگائی تھی) غالباً اس امر سے خالی نہیں ہوتی ہے کہ جس امر کی تہمت لگاتے ہیں، یعنی ایسے بد گمان لوگوں پر پوشیدگی رہی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی ذات ایسی بد گمانیوں سے بلند و بالا اور پاک ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ایسی حالت میں ہو چکا تھا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ و

السلام کے پتلے کا خمیر پانی اور مٹی کے درمیان تھا پھر یہ تلون (تفتیش و سوال و مشورہ) و معاملہ شاک و بالا مرکا سا، اس واسطے حضرت نے کہا کہ تعلم کریں اپنی امت و ارثین علم نبوی کو جو بعد آپ کے قیامت تک ہونے والا ہے، کہ وہ بھی اسرار کو اسی طرح پوشیدہ کریں، یہ معاملہ شاک و بالا مرکا سا آپ نے اس وقت تک کیا کہ جب تک علم برائت ان لوگوں کو نہ آ گیا جن پر یہ معاملہ پوشیدہ تھا، خلاصہ یہ ہوا کہ آپ کی برائت کا علم تھا، مگر مصلحت تعلیم امت کے باعث معاملہ مذکورہ ایک حد تک کیا گیا، پس حدیث افک کو دلیل عدم علم غیب قرار دینا سراسر نادانی اور جہالت ہے، اللہ تعالیٰ ان شائقین بحث و فکر کو چشم حق میں عطا فرمائے، تاکہ وہ ناحق موجب فتنہ بننے سے بچ جائیں۔

(۶) تفسیر مدارک میں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے، پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ میں مشورہ کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کے جھوٹ پر یقین کرتا ہوں، اس لئے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم مبارک پر مکھیوں کو بیٹھنے سے روک رکھا ہے، کیوں کہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں، اور اس میں تھڑا جاتی ہیں پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیوں آپ کو ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کے فحش کے ساتھ ملوث ہو محفوظ نہ رکھے گا،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا، اس لحاظ سے کہ

شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھ دے یا کہیں زمین ناپاک ہو پس جب اللہ تعالیٰ نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایہ مبارک پر قدم رکھے، تو وہ کیوں کر اس شخص کو جو آپ کے زوجہ مطہرہ سے سوئے ظن کرے قدرت دے سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے آپ نے اچانک نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا: تو ہم نے جواب میں عرض کیا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اتباع میں ایسا کیا گیا، یعنی جب آپ نے نعلین مبارک اتاری تو ہم نے بھی آپ کی اتباع کے لئے اتار دی یہ سن کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مجھ کو جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے اتارنے کے لئے کہا کہ ان میں کمال نظافت نہیں قدرے گہن کی چیز لگی ہوئی ہے، پس جب اللہ تعالیٰ نے اس امر پر آپ کو خبردار کیا، کہ آپ کی نعلین مبارک پر کچھ گہن کی چیز ہے اس لئے ان دونوں کی آلودگی کی وجہ سے ان کو اتار دینے کا حکم دیا، تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دے گا کہ وہ برائی کی مرتکب ہوئی ہوں۔

بہتان عائشہ کے بارے میں شیخ عبدالحق کا دندان شکن جواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ مدارج النبوة جلد دوم میں اس واقعہ کے متعلق یوں ارقام فرماتے ہیں:

آئندہ مرقوم است در صحیح بخاری ہمیں است کہ از علی و اسامہ و بریرہ پرسید و ایشان این جواب گفتند، اما بعض علماء سیر قصہ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ

تعالیٰ عنہما مشاورت آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام بایشان و جواب دادن ایشان ذکر کرده اند و در آنجا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق ایشان گفتہ:

اما عمر رضی اللہ عنہ گفت یا رسول اللہ گس بر اندم تو نمی نشیند، بجهت آنکہ مگس بر نجاست و مستقذ رات مے افتد و پائہائے او آلودہ یآں میگردد و خدائے تعالیٰ ازاں نگاہی دارد پس چگونہ ترا کسی کہ بہ بدترین چیز ہا آلودہ باشد نگاہ نہ دارد،

و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ گفت کہ سایہ شریف تو بر زمین نمی افتد کہ مبادا بر زمین نجس افتد و حق تعالیٰ چوں صیانت سایہ تو بدیں شبابی کند چگونہ صیانت حرم محترم تو از ناشائستہ نکند۔

و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ گفت حق تعالیٰ روانداشت کہ نعلین ملوث در نماز در پائے مبارک تو باشد، و خبر کرد ترا تا بمکشی آنرا از پائے مبارک خود، اگر ایں امر واقع بود نہ خبر کردے ترا باین خاطر جمع دار کہ تھقیقت حال ترا خبر خواہند کرد بمسجد رفت، و خطبہ خواند و گفت کیست کہ نصرت و ہمدردی انتقام نکند۔

جو کچھ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ علی و اسامہ و بریرہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا، اور انہوں نے یہ جواب دیا: لیکن بعض علماء سیر نے قصہ عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے مشورہ کرنا اور ان کا جواب دینا ذکر کیا ہے، اس جگہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ان کے موافق کہا۔

سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آپ کے جسم پر نہیں بیٹھتی اس لئے کہ کبھی نجاست اور پلیدی پر عموماً بیٹھتی ہے اور اس کے پاؤں اس سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھتا ہے پس کس طرح آپ کو اس چیز سے جو بری چیزوں سے آلودہ ہو محفوظ نہ رکھے گا،

اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

آپ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا کہ مبادا زمین ناپاک پر پڑے اور اللہ تعالیٰ جب آپ کے سایہ مبارک کی حفاظت کرتا ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپ کے کسی حرم محترم کی حفاظت برے کاموں سے نہ کرے،

علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نعلین مبارک جو پلیدی سے آلودہ تھی نماز میں آپ کے پاؤں مبارک میں پہنے رکھنا روانہ رکھا، اور آپ کو آگاہ کر دیا تا کہ آپ اس کو پاؤں مبارک سے دور کر دیں، اگر یہ امر واقع ہوتا تو آپ کو اللہ تعالیٰ مطلع کر دیتا، لہذا اس سے خاطر جمع رکھو کہ آپ کو حقیقت حال سے مطلع کرے گا،

جب حضرت نے یہ باتیں سنیں تو آپ مسجد میں تشریف لے گئے، اور خطبہ پڑھ کر کہا:

کون ہے جو میری مدد کرے اور بدلہ لے؟

باوجود اتنے دلائل عقلیہ و نقلیہ کے اب بھی اگر کوئی ضدی طبع یہ کہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو علم غیب نہ تھا، تو اس کا کیا علاج؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز پر قسم کھا کر فرمایا: میں خیر جانتا ہوں۔

اور یہ اسی کو کہے کہ وہ نہیں جانتے تھے، تو یہ لاعلاج مرض ہے، مومن کامل کے لئے تو اتنا ہی کافی تھا، کہ جب بدگمانی شرعاً جائز نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز شبہ بھی نہ تھا، اس لئے کہ آپ معصوم ہیں، یہ ممکن نہیں کہ آپ عائنہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یا کسی اور پر بدگمانی کریں۔

مگر اب تو منکر کے لئے بھی حدیث صحیح تفسیر معتبرہ سے ثابت ہوا کہ حضرت

کو اس واقعہ سے ناواقفیت نہ تھی، نہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت کوئی بدگمانی اور آپ کے پر توفیق سے جو صحابہ کرام کے سینوں میں جلوئے نظر آئے اور انہوں نے بوقت مشاورت بیان فرمائے، اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں کہ مذکور ہو سکیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف ایک مدت تک توجہ نہ فرمانا، بھی ان کی طرف بدگمانی کی دلیل نہیں ہو سکتا، حالت غم کا منشا ہے التفاتی ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ حق ہیں آکھ عطا فرمائے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف چند روز توجہ نہ فرمانے میں وہ مجید نظر آئیں جو مومن کی روح کے لئے راحت بے نہایت ہوں انتظار وحی میں محبوبہ کی طرف توجہ نہ فرمانا، وحی دیر میں آئی، اگر فوراً آجاتی تو کافروں کی اتنی شورش نہ ہوتی، عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صبر پر ثواب زیادہ ہوتا رہا، اور امتحان بھی ہو گیا، کہ کیسی صابرہ ہیں ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کہ علم سے سینہ بھر دیا واقعہ سامنے کر دیا، جملہ حالات اللہ تعالیٰ نے حضرت کے پیش نظر فرما دئے اور کافروں نے جھوٹی تہمت لگائی اب دیکھنا یہ کہ محبوب رب اپنی محبوبہ کی تہمت پر باوجود علم کے صبر کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف معاملہ تفویض کرتے ہیں جو لائق شان کامل ہے، یا کفار کے طعن سے بے قرار ہو کر سینہ کا خزانہ کھول ڈالتے ہیں، شاید تھوڑی دیر صبر ہوتا ممکن ہو اور زیادہ دیر تک صبر نہ کر سکیں، اس لئے عرصہ تک تو وحی ہی نہیں آئی کہ اس میں ایک دوسرا یہ امتحان تھا کہ ان کی محبوبہ پریشان ہیں، ان کی تسکین فرماتے ہیں، یا وحی کلام محبوب حقیقی میں دیر ہونے سے بے قرار ہوئے جاتے ہیں، اگر حضرت کے معاملہ کو ظاہر فرمانے یا ظاہر نہ فرمانے اور وحی دیر میں آنے کی حکمتوں پر غور کر کے لکھا جائے تو بڑے بڑے دفتر نا کافی ہیں۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ راست صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یقین ہونا صراحتاً ثابت ہو گیا، لیکن ان لوگوں پر افسوس ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم پر بدگمانیاں کیں، ایک تو یہ کہ ان کو صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی تھی، دوسری یہ کہ آپ کو واقعہ کا علم تھا۔

یعنی شرح صحیح بخاری جلد ۵ میں ہے،

فی التلویح ظن السوء بالانبياء کفر -

یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر بدگمانی کرنا کفر ہے۔

تو بھلا جس نے دو بدگمانیاں کیں، اس کا کیا حال ہوگا، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت بخشے۔

از خدا خواہم توفیق ادب

بے ادب محروم ماعدا فضل رب

کیا حضرت کا تلخیص ترمذی دلیل عدم علم غیب ہے

اعتراض

بعض منکرین حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی میں ذیل کی حدیث پیش کرتے ہیں۔

عن موسیٰ بن طلحة عن ابيه قال: مررت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوم على رؤوس النخل فقال: ما يصنع هؤلاء؟

فقالوا: يلحقونه يجعلون الذکر فی النخی فتلقح.

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

مَا أَظُنُّ يَغْنِيُ ذَلِكَ شَيْئًا قَال: فَأَخْبِرُوا بِذَلِكَ فَتَرَكَوهُ فَأَخْبَرَ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَقَالَ:

إِنْ كَانَ يَنْفَعُهُمْ ذَلِكَ فَلَيْسَ صُنْعُهُ فَإِنِّي إِنَّمَا ظَنَنْتُ ظَنًّا
فَلَا تَوَاحِدُونَنِي بِالظَّنِّ وَلَكِنْ إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللَّهِ شَيْئًا فَعَدُّوهُ فَإِنِّي لَنْ أَ
كُذِّبَ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (رواه المسلم جلد الثانی فی باب وجوب امتثال
ما قاله شرعاً)

صحیح مسلم میں موسیٰ بن طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے
کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک قوم پر نخلستان سے
گذرا، آپ نے فرمایا:

یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟

لوگوں نے کہا: اس کو پیوند کرتے ہیں، یعنی نر کو مادہ کے ساتھ ملا رہے
ہیں، تاکہ وہ حاملہ ہو اور پھل زیادہ آئے، پس پیوند کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ یہ فعل کچھ فائدہ دے، یعنی آپ نے ایسا کرنے
سے منع فرمایا۔

راوی نے کہا: اس قوم کو اس امر کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس فعل کو چھوڑ دیا
پس پھل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی
آپ نے فرمایا: کہ اگر تم کو یہ فعل نفع دیتا ہے تو اس کو کرو، میں نے گمان کیا تھا پس تم
گمان پر مجھ سے زیادہ مواخذہ نہ کرو لیکن جب میں تم سے خدا کی بارگاہ میں کچھ بات
کروں تو اس کو اختیار کر لو کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ پر ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو تلقیح نخل کا علم نہیں تھا، اسی لئے
آپ نے بعد تجربہ کے انکار کیا بنا بریں اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ ایسا حکم بھی نہ
فرماتے؟

جواب

اس کا جواب بھی علماء سلف نہایت تحقیق و تدوین سے ارقام کر چکے ہیں جو
عقل سلیم والوں کی تسلی کے لئے لکھا جاتا ہے، چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ
نعمانی اپنی مشہور و معروف کتاب شفاء میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ شرح شفاء جلد
اول میں یوں ارقام کرتے ہیں:

(خصه من الاطلاع على جميع مصالح الدنيا والدين) ای ما یتم
به اصلاح الامور الدنیویة والاخریة واستشکل بانه صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم وجد الانصار یلقحون النخل فقال لو تر کتموه فتر کوه فلم یخرج
شیئا واخرج شیئا فقال انتم اعلم بامر دنیاکم واجیب بانه انما کان ظنا
منه لا وحیا قال الشیخ السیدی محمد المنوسی اراد انه یحملهم علی
خرق العوائد فی ذالک الی باب التوکل وما هنالك فلم یتمثلوا فقال: انتم
اعرف بدنیاکم ولو امتثلوا وتحملوا فی سنة وستین لکفوا امر هذا المحنة
یعنی ماتن نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع جمیع
مصالح دنیا و دین کے ساتھ خاص کیا کہ شارح نے ایک اشکال تلقیح تمر کا پیش کر کے
جواب اس کا شیخ سنوسی سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرق و خلاف
عواد پر برا بیعت کرنے کا اور باب توکل کی طرف منتہی ہونے کا ارادہ کیا تھا، انہوں
نے فرماں برداری نہ کی اور جلدی کی تو آپ نے فرمایا:

اپنی دنیا کے کام کو تم بخوبی جانتے ہو اگر وہ سال دو سال تلقیح نہ کرتے اور
ترک تلقیح میں آپ کی پیروی کرتے تو اس محنت تلقیح سے چھوٹ جاتے، اس کے بعد
شارح فرماتے ہیں: وهو فی غایة اللطافة اور یہ جواب نہایت ہی لطیف ہے، ملا علی

قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس جواب کو نہایت پسند کیا۔

اس کے علاوہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح شفا جلد دوم میں ارقام کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تلخیصِ تمر سے جو آپ نے منع فرمایا تھا اس میں آپ مصیب تھے یعنی آپ سے غلطی نہیں ہوئی تھی، مگر صحابہ کرام نے جلدی کی اگر سال دو سال نقصانِ تمر پر صبر کرتے تو پھل بکثرت آتے جس طرح بوقتِ تلخیصِ تمر بکثرت ہوتے تھے، پس حدیث مذکور سے عدمِ علم غیب ثابت کرنا سراسر جہالت اور حماقت ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو چشمِ بصیرت عطا فرمائے تاکہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تنقیصِ شان سے باز آجائیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تہانہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

کیا حضرت سے کفار کا بیت المقدس کے بارے میں پوچھنا

اور آپ کا تردد میں پڑنا آپ کے عدمِ علم غیب کی دلیل ہے

اعتراضیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے واپس آ کر وہاں کے حالات بیان کئے تو کفار نے بیت المقدس کی بابت آپ سے سوالات کرنے شروع کئے، کیوں کہ ان کو معلوم تھا کہ آپ کبھی بیت المقدس نہیں گئے تھے آپ اس بات میں متردد ہوئے، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور کے سامنے کیا تب حضور نے کافروں کو اس کا حال بتایا، اب اس واقعہ پر بعض جہلاء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر حضرت کو پہلے سے معلوم ہوتا تو آپ تردد میں نہ پڑتے اور فوراً بتا دیتے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا؟

جواب

جس شخص میں ذرہ بھر بھی عقل سلیم ہے، وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ کفار نے جو باتیں بیت المقدس کے متعلق حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت کی تھیں، وہ ضرور آپ کو معلوم تھیں اس لئے اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا اقرار آپ نے نہ کیا ہوتا، تو آپ ہرگز متردد و غمگین نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد فرما دیتے کہ ہم نے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا، پھر تم ہم سے کیوں دریافت کرتے ہو مگر حسبِ بیانِ سائل آپ نے یہ نہ فرمایا، بلکہ متردد ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے صراحتاً یا اشارۃً ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیے اور آپ کا فرمان سراسر حق و بجا تھا آپ کو ضرور بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں، پھر ان کا نہ بتانا یا متردد ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات نہ ہونے سے ناشی۔

دوم یہ کہ خود حدیث شریف میں موجود ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں آپ نے دور کعتیں تحیۃ المسجد پڑھیں پھر باہر تشریف لائے، پھر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک برتن شراب طہور کا اور ایک برتنِ دودھ کالائے۔ آپ نے دودھ کو پسند فرمایا اس پر جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا (مکتوۃ المصانح)

پس اس حدیث سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب داں ہونا صراحتاً ثابت ہوتا ہے چنانچہ حضرت کی سیر و بیت المقدس کا دیکھنا، وہاں ٹھہرنا، سواری سے اترنا براق کو باندھنا بیت المقدس میں داخل ہو کر دور کعتیں ادا فرمانا پھر شراب چھوڑنا دودھ اختیار کرنا صاف بتا رہا ہے کہ حضرت کو وہاں کے حالات پر آگاہی تھی، پھر اگر

حضور متردد ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت اس طرف التفات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اس پر دلالت کرتے ہیں اور وہ حدیث شریف یہ ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقَدْ شِئْتُ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَأَيِ فَمَا لَتُنِي عَنْ أَشْمَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ أَثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كَرِبًا مَالِ حَدِيثٍ (مشکوٰۃ المصابیح)

بلکہ ایک روایت میں تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت کئے اور آپ نے سب بتا دئے اس حدیث میں تردد و تفکر کا نام تک نہیں ہے، چنانچہ مدارج النبوة جلد اول میں مرقوم ہے:

پس آمد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ در حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و گفت یا رسول اللہ! اوصف کن آنرا بمن کہ من رفتم ام آنجا دیدہ ام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت ابو بکر! اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ..... الخ

کیا حضرت کو اپنی جوتی کی نجاست کی خبر نہ تھی

اعتراض

بعض جہلاء ذیل کی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم علم غیب ثابت کرتے ہیں، چنانچہ وہ حدیث یہ ہے ابو داؤد میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو آپ نے پاپوش مبارک کو اتار دیا، یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنی اپنی پاپوشیں اتار ڈالیں، آپ نے نماز سے فارغ ہو کر صحابہ سے پوچھا کہ تم نے کس سبب سے اپنی اپنی پاپوشیں کو اتار دیا، عرض کیا کہ حضور کو دیکھ کر ہم نے بھی ایسا

بھی کیا، آپ نے فرمایا:

مجھے تو جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام نے خبر دی تھی کہ ان میں نجاست ہے، تو اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں ہوتے تو آپ کیوں نجاست والی جوتیوں سے نماز پڑھتے؟

جواب

پاپوش مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش اتارنے پر اکتفا نہ فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے پس جب آپ نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرائیل علیہ الصلاۃ والسلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت اور رفعت شانِ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے ہے، کہ کمالِ تنظیف و تطہیر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لائق ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اجماع العلماءت شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

وقد رُفِعَ قَافُ وَذَالَ عَجْمٍ دَرِاصِلِ آخِجٍ مَكْرُوهٍ بِندارد آرا طبع و ظاہر نجاست نہ بود کہ نماز بآں درست نہ باشد بلکہ چیزے بود مستنقذ کہ طبع آں رانا خوش دارد والا نماز او از سر میگرفت کہ بعضے نماز بآں گزارده بود، و خبر دادن جبرئیل و برآوردن از پا جہت کمالِ تنظیف و تطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔

رد المحتار میں ہے:

اگرچہ حدیث شریف میں جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے مگر یہ صحابہ کرام کے لئے اس لئے درست تھا کہ ان کے جوتے نہایت پاک تھے اور نیز اس وقت تک مسجد میں فرش نہ بنا تھا، مگر اب عام طور سے جوتے پہن کر مسجد میں نماز پڑھنا

مکروہ ہے کیوں کہ اس میں مسجد کی تلویت ہے اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تطہیر کا حکم فرمایا ہے جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں ہے جس کی تفصیل اس سلسلہ کے کسی نمبر میں کی گئی ہے۔

قیامت کے دن رسولوں کو اپنے امتیوں کے حال کی خبر ہوگی

اعتراضیں

اللہ تعالیٰ سورہ مائدہ رکوع ۱۳ میں ارشاد فرماتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا بِأَنَّكَ
أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○

یعنی جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو پھر فرمائے گا کہ تم کیا جواب
دئے گئے، یعنی تمہاری امتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا، وہ کہیں گے ہمیں علم نہیں
تو ہی علام الغیوب ہے۔

اگر رسولوں کو علم غیب ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہہ دیتے؟

جواب

ایسے اعتراض عموماً جہالت سے کئے جاتے ہیں، کیوں کہ صرف آیت ہی
سے اتنا تو ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس چیز کا علم ضروری ہے جس کی
نسبت وہ لَا عِلْمَ لَنَا فرمادیں گے۔

کیوں کہ سوال یہ ہے کہ تمہارے امتیوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب
دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی فرمانا اور جواب دینا چاہئے جو ان کو ان کی امت
نے دیا تھا، بجائے اس کے یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود علام الغیوب ہے صاف
اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بمقابلہ علم حق تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں، اور

یہی مقتضائے ادب بھی ہے، اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے
مقابلہ میں ہیچ اور لاشئے ہے (تفسیر خازن جلد اول و تفسیر کبیر)

ایک نکتہ اور سنئے!

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ہمیں علم نہیں ان کے عدم علم کی دلیل
نہیں ہے بلکہ یہ ان کا مقتضائے ادب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ اپنے علم کو کچھ شمار
نہیں کرتے جیسے لائق شاگرد اپنے جلیل القدر استادوں کے سامنے کہا کرتا ہے، اللہ
تعالیٰ ان لوگوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے آمین۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

درد و سلام بواسطہ ملائکہ پہنچنے سے عدم علم غیب کی دلیل ہو ہے؟

اعتراضیں

صحیح بخاری میں ہے:

درد و سلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بواسطہ فرشتوں کے پیش ہوتا ہے
پس اگر حضرت غائب داں ہوتے تو بواسطہ فرشتوں کے پیش کرنے کی کیا ضرورت
تھی؟

جواب

اگر عقل سلیم سے اس پر غور کریں تو صاف معلوم ہوگا کہ اس سے حضرت نبی
رفت شان ثابت ہوتی ہے آپ کے لئے عدم علم غیب ثابت کرنا سراسر جہالت اور
گمراہی ہے، اگر یہی ذہن رسا ہے تو کیا تعجب ہے اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض کر دیں کہ
ذکر اللہ فرشتے لے جاتے ہیں اور اعمال خلق بھی فرشتے ہی پیش کرتے ہیں تو یہ بھی کہہ

دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ اگر علم الغیب ہوتا تو فرشتے کیوں عمل لے جاتے؟ ایسے واپسی شہادت سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے مگر یہ امور انتظام و حکمت پر مبنی ہیں علیٰ ہذا القیاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر درود خوان کا درود شریف بلا واسطہ خود بھی سنتے ہیں اور بالواسطہ بھی آپ کو پہنچتا ہے (اس کی تفصیل رسالہ فضائل درود و سلام میں لکھی گئی ہے جو اس سلسلہ کے کسی نمبر میں شائع ہوگا اس کتاب میں مفصلہ ذیل مضامین کو وضاحت سے ارقام کیا ہے، فضائل درود شریف، قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حکایات صالحین سے، درود شریف کی ڈاک کے پہنچنے کا حیرت انگیز خدائی انتظام بالواسطہ اور بلا واسطہ، اور درود شریف کے چند شہادت اور اعتراضات کے دندان شکن جواب (زیر طبع)

اپنی امت کو آثار و ضو سے شناخت کرنا عدم علم غیب کی دلیل ہے؟

عـتـراضـیں

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور آپ قیامت کے روز اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے، فرمایا کہ آثار و ضو سے ان کے ہاتھ پاؤں اور چہرے چمکتے ہوں گے، پس اس حدیث سے جہلاء یہ ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضرت غیب داں ہوتے تو آپ شناخت کے لئے یہ کیوں فرماتے؟

جـواب

یہ بھی ویسا ہی اعتراض ہے کہ حوض کوثر پر کچھ لوگ وارد ہوں گے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں اپنے صحابی کہہ کر پکاریں گے اور بلائیں گے تب حضرت سے عرض کیا جائے گا کہ یہ آپ کے بعد مرتد ہو گئے آپ کو ان کا حال معلوم نہیں، تو کیا

ان مرتدوں کے بھی ہاتھ پاؤں اور پیشانیاں چمکتی ہوں گی جو حضور یہ فرمائیں گے کہ میرے صحابی ہیں اور اگر نہ چمکتی ہوں گی تو کیسے بلائیں گے، جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ حضور کو وہاں آثار و ضو معرفت کا ذریعہ ہے، انسوس ہے ایسی عقل و سمجھ پر،
لو سنئے! اس اعتراض کا جواب، چونکہ اس موقع پر حضرت کو وضو کی فضیلت بیان کرنا مقصود تھا اس لئے یہ فرمایا کہ میری امت پر خاص فضل الہی ہے کہ اس روز وہ سب امتوں سے ممتاز ہوگی۔

دیکھئے مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر عزیزی پارہ اول میں ارقام فرماتے ہیں۔

دیلیلی از ابونا فاع روایت میکند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند مِثْلَتِ لِي اُمَّتِي فِي الْمَاءِ وَالطَّيْنِ یعنی تصویرات امت من در آب و گل ساختہ بمن نمودند دیلیلی نے ابونا فاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفرمایا:

مجھے میری امت کی تصویر پانی میں مٹی میں بنا کر مجھے دکھائی گئی۔

بعض روایات میں ہے:

فَعَرَفْتُ حُسْنَهَا وَسَيِّئَهَا میں نے ان کے نیک و بد پہچان لیا۔

کیا اب بھی کسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیب داں ہونے میں شک

و شبہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ بے ادبوں کو ہدایت بخشے

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل ادب

کسی سے پوچھنا کہ تم کون ہو عدم علم غیب کا ثبوت ہے؟

اعتراض

صحیح بخاری میں مروی ہے:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا حضور نے فرمایا کون ہے انہوں نے عرض کیا کہ میں،

آپ نے فرمایا کہ میں تو میں بھی ہوں، گویا یہ کلمہ حضور کو نا پسند ہوا، اس پر بعض جہلاء یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت غیب داں ہوتے تو آپ کیوں پوچھتے کہ تم کون ہو؟ کیوں کہ آپ کو تو پہلے سے ہی معلوم تھا۔

جواب

حضرت کا مَنُ ذَا (یہ کون ہے) فرمانا، حضرت کے عدم علم غیب کی دلیل نہیں ہو سکتی، کیوں کہ خود اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام سے کَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَى کے جواب میں فرماتا ہے:

أَوَلَمْ تَذَكَّرْ

کیا تم ایمان نہیں لائے، تو معترض یہاں بھی کہہ دے گا کہ معاذ اللہ اگر اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا، کیا تم ایمان نہیں لائے،

یہ رہے کہ ہر جگہ سوال کی ملت بے علمی نہیں ہوا کرتی، بلکہ اس میں حکمت ہوتی ہے۔ اہل مذاہب حدیث میں بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتا ہے میرے بندے کیا کرتے ہیں تم نے میرے بندوں کو کس حال میں

چھوڑا ہے؟

غرض یہاں تو حضرت کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے، وہ اہل ایمان پر بخوبی روشن ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب کی تعلیم فرمانا مقصود تھا کہ جب تم کسی کے مکان پر آؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو ”میں“ نہ کہہ دیا کرو! بلکہ نام بتلایا کرو، اور ایک لفظ ”میں“، کہہ دینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں نا پسندیدہ ہے، افسوس ہے کہ معترض کو اس میں شبہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم نہ تھا کہ دروازہ پر کون ہے، حالاں کہ ان کے اصحاب کو ان کے آل اطہار کو، ان کے اولیاء امت کو یہ سب علوم روشن ہیں، اللہ تعالیٰ اس قسم کے معترضین کو چشم بصیرت عطا فرمائے، تاکہ وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بے ادبی کرنے سے بچا کر جنت میں داخل ہوں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

مقدمہ میں خلاف فیصلہ کرنے کا خوف عدم علم غیب نہیں

اعتراض

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے کے دروازے پر جھگڑنے والوں کو سنا آپ نے باہر تشریف لا کر فرمایا کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں، میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں، شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہو، اس کی خوش بیانی سے میں اس کو سچا جانوں، اور اس کے حق میں فیصلہ کروں، پس جس کو میں حق مسلمان کا دلاؤں، وہ سمجھے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا میں دلاتا ہوں،

اس حدیث سے بعض جہلاء حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا غیب داں نہ ہوتا اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب داں ہوتے تو خلاف فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا۔

جواب

اس کلام سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا مقصود محض تہدید ہے، کہ لوگ ایسا ارادہ نہ کریں کہ دوسروں کا مال لینے کے لئے زبان قوتیں خرچ کریں، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:

فَإِنْ قَضَيْتُمْ رَاحِدًا مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْبَلُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ (ترمذی)

یعنی اگر میں تم میں سے کسی کو دوسرے کی چیز دلا دوں، تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہے۔

مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بناؤ، تو اس سے حاصل کیا، بفرض محال اگر میں تمہاری تیز بیانی اور شیریں بیانی سن کر تمہیں دوسرے کا حق دلا دوں تو بھی فائدہ کیا، وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش ہی نہ کرو، مقصود تو اس حدیث سے یہ تھا مگر معترض نے اس سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے عدم علم غیب پر استدلال کیا، اگر حضرت کسی کا حق کسی دوسرے کو دلا دیتے، تو بھی کچھ جائے عذر۔ لیکن اب تو کچھ شبہ کا موقع ہے، کہ حضرت نے کسی کا حق کسی اور کو دلا دیا۔

مگر یہاں شبہ کو کچھ بھی دخل نہیں کہ حضور نے ایک کا حق دوسرے کو کیوں دلا دیا، بلکہ جو لفظ فرمائے وہ بھی قصہ شرطیہ جو صدق مقدم کو متقاضی نہیں ایک فرض محال ہے یعنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہے، اگر بالفرض ایسا۔

تو بھی کچھ فائدہ نہیں، دیکھئے! ایسا ہی شرطیہ قرآن مجید میں بھی وارد ہے:

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ

اے میرے حبیب لوگوں کو فرما دیجئے! اگر رحمن کے لئے ولد ہو تو میں پہلا

عبادت کرنے والا ہوں۔

کیا یہاں پر بھی معترض صاحب یہ کہہ دیں گے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کے بیٹا ہونے کا بھی خطرہ تھا (معاذ اللہ)

خوب یاد رکھو! کہ یہ کلام شرطیہ ہے اور شرطیات مقدم کے صدق کو مستلزم نہیں ہوتے، بلکہ فرض محال تک بھی ہوتا ہے، چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا ہے، اور علی ہذا حدیث زیر بحث میں بھی مقدم میں فرض محال ہے، یہ ناممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے اللہ تعالیٰ سب لوگوں کو چشم بصیرت عطا فرمائے ایسا نہ ہو کہ باعث بے ادبی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فضل ربانی سے محروم رہیں۔

از خدا خواہم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

کیا شہد چھوڑنا عدم علم غیب پر دلیل ہے؟

اعتراض

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو شہد بہت پسند تھا اور آپ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اکثر تشریف فرما ہو کر شہد نوش کیا کرتے تھے، عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مشورہ دیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول حضرت تشریف لائیں، وہ آپ سے یہ کہہ دے کہ آپ کے منہ سے مغفیر کی بو آتی ہے، آپ

فرمائیں گے کہ میں تو شہد یا ہے، تو اس کے جواب میں آپ یوں عرض کریں کہ شہد کی مکھی مغایر پر بیٹھی ہوگی، چونکہ آپ کو بدبو سے نفرت ہے اس لئے آپ شہد پینا چھوڑ دیں گے اور اس طریق سے ان کی نشست زینب رضی اللہ عنہا کے پاس کم ہو جائے گی، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی کہ اب میں کبھی شہد نہ ہوں گا، تو اس پر یہ آیت اتری:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ

اے پیغمبر تو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ نے حلال کر دیا ہے تیرے لئے۔

بعض جہلاء اس حدیث سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غیب دان نہ ہونا اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب داں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد چھوڑنے پر قسم کھا لیتے؟

جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر شہد چھوڑ دیا، تو اس کو علم غیب سے کیا تعلق سنئے! قرآن مجید کے مبارک الفاظ یہ ہیں:

تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۝

جس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے شہد چھوڑ دیا، بھلا اس کو علم غیب سے کیا واسطہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھی طرح جانتے تھے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی مگر چونکہ طبع شریف میں کمال تحمل و بردباری تھی اور حضور کے اخلاق کریمہ ایسے تھے، کہ کسی کو ناراض اور شرمندہ کرنا گوارا نہیں کرتے تھے۔

بنابر اس وقت ازواج مطہرہ سے اس معاملہ میں سختی نہ فرمائی، اور ان کی

رضامندی کے لئے انہیں شہد چھوڑنے کے اطمینان دلادیا پھر اس پر یہ بھی فرمایا کہ اس کا کہیں ذکر نہ کیا جائے، مدعا یہ تھا کہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کے پاس شہد پینا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی اطلاع نہ دی جائے، کیوں کہ اس سے ان کو ملال ہوگا، لیکن آپ کسی کی دل شکنی کرنا نہیں چاہتے تھے، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ جو امام بخاری اور مسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کئے ہیں:

فَدَخَلَ عَلَى أَحَدِهِمَا فَقَالَتْ: لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بَنَتْ جَحْشَ فَلَمْ يَزِدْهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُغَيِّرِي بِذَلِكَ أَحَدًا يَتَّبِعُنِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِهِ ۝

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و حفصہ رضی اللہ عنہما میں سے کسی کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور انہوں نے اپنا منصوبہ کہا کہ ہم حضور کے منہ سے مغایر کی بو پاتے ہیں، تو حضور نے فرمایا:

کچھ مضاائقہ نہیں کیوں کہ ہم نے تو زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں شہد پینا ہے۔

الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ میرے منہ سے مغایر کی بو کا کوئی تعلق نہیں، اور نیز یہ بھی کہ ان کا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں، اس لئے محض ان کی رضامندی کے لئے ارشاد فرمایا کہ اب ہم ان کی طرف پھر عود نہ کریں گے، بلکہ قسم کھاتے ہیں، کہ پھر شہد نہ پینیں گے، مگر تم کسی کو اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا، یہ اس لئے فرمایا: کہ اگر زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس کی خبر پہنچی تو ان کی دل شکنی ہوگی۔

افسوس ہے! ان لوگوں کے سمجھ پر کہ وہ اندھا اعتراض کئے جاتے ہیں، مگر ان واقعات کے اسرار اور موزون نہیں سمجھتے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو چشم حق میں عطا

فرمائے، تاکہ ایسے خیالات سے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص شان اور بے ادبی پر دال ہیں فک جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

ملا علی قاری..... انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب جاننے والا

اعتراضیں

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم ان الانبياء لم يعلموا المغيبات عن الاشياء الا ما اذن الله

الله تعالى احيانا وذكر الحثفية بمعارضة قوله تعالى:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۖ

پس جاننا چاہیے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نہیں جانتے مگر وہ جو اللہ تعالیٰ

نے ان کو بتایا اور جنہوں نے تبصریح کفر کا فتویٰ دیا، اس اعتقاد کے رکھنے پر کہ نبی علیہ

الصلاۃ والسلام غیب جانتے ہیں، بمقابلہ اس قول اللہ تعالیٰ کے کہو، اے محمد! جاننا

غیب کو کوئی بھی جو زمین و آسمان میں رہتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ؟

جواب

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس غیب پر حکم تکفیر فرماتے ہیں جس پر دلیل نہ ہو،

اور اس کے ہم بھی قائل ہیں، کہ جس غیب کی دلیل نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے

جس کو ہم رسالہ میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں، رہا وہ جس پر دلیل ہے، وہ علم اللہ تعالیٰ

نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلاۃ والسلام کو مرحمت فرمایا ہے، دیکھئے یہی ملا علی قاری

رحمہ اللہ تعالیٰ شرح شفا قاضی عیاض کی جلد اول میں ارقام فرماتے ہیں:

ما اطلع عليه من الغيوب اي الامور الغيبة في الحال وما يكون اي

سيكون في المستقبل -

مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو امور غیبیہ حال و مستقبل پر مطلع

فرمایا ہے۔

پھر یہی علامہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۵ میں ابن حجر عسقلانی رحمہ

اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

ذل ذلك على انه اخبر في المجلس الواحد بجميع احوال

المخلوقات من المبدء والمعاد والمعاش وايراد ذلك كله في مجلس

واحد من خوراق العادة امر عظيم -

یعنی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں مبدء و معاد دنیا

و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوراق عادت میں سے ایک بڑا امر ہے۔

الحاصل ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم اس میں

منحصر ہے، بلکہ اس علم عظیم کی غایت کا درک ہماری قدرت سے باہر ہے، اس سے

وہی ذات پروردگار ہی واقف ہے جس نے یہ نعمت غیر مترقبہ عطا فرمائی۔

پھر یہی علامہ شرح بردہ میں ارقام فرماتے ہیں:

ويكون علو مهمامن علومه صلى الله عليه وسلم ان علومه تنوع

النخ -

لوح و قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ہونا اس طرح ہے کہ آپ کے علوم

متنوع ہوتے ہیں، کلیات، جزئیات، حقائق، عوارف و معارف کی طرف جو ذات و

صفات سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک

نہر آپ کے علوم وسیعہ کی سطروں میں سے ایک حرف ہے (ایسا ہی شرح شفا جلد اول میں ہے)

اب بتلائیے کہ یہی امور غیب صاف ثابت کر رہی ہیں، اور اس وضاحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا کے سب امور سے واقف تھے، بلکہ اس کی اطلاع بھی دی، کیا یہی علامہ اس اعتقاد والے کو کافر کہتے ہیں، مخالفین کہ سمجھ پر تعجب آتا ہے، کہ وہ کس قسم کے ہیں، جو اتنا نہیں سمجھ سکتے کہ بھلا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ علامہ موصوف اپنے ہی اعتقاد پر کفر کا فتویٰ دیں۔ غرض عبارت زیر بحث میں اسی غیب کے اعتقاد کی تکفیر کی گئی ہے جس پر دلیل نہیں، یعنی علامہ موصوف نے کسی مخلوق کے بالذات اور بے تعلیم الہی عالم ہونے کے اعتقاد پر تکفیر کا حکم نقل کیا ہے اور یہ بالکل صحیح ہے اور اسی پر ہمارا بھی اعتقاد ہے۔

راس المحمدین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمعات میں ارقہ مفرماتے ہیں:

سنت اللہ براں جاری شدہ کہ چوں نفس بنا طقہ کسبا وحیلۃ بمرتبہ رسد اور امور غائبہ مشکشف شوند۔

یعنی سنت اللہ اس پر جاری ہے، کہ جب نفس بنا طقہ کسب اور حیلہ سے اس مرتبہ تک پہنچ جائے، تو اس پر امور غائب مشکشف ہو جاتے ہیں۔

کیا ماسوی اللہ کسی کو عالم الغیب جاننا نص قرآنی کے خلاف ہے؟

اعتراضیں

شامی جلد ۳ میں مرقوم ہے کہ غیب کا دعویٰ نص قرآن کے معارض ہے، پس اس کا مدعی کافر ہو جائے گا لیکن اگر اس نے صریحاً یا دلالتاً کسی سبب کی طرف نسبت

لی ہے جو اللہ کی جانب سے ہو مثل وحی والہام وغیرہ کے تو کافر نہیں۔

جواب

در مختار میں مرقوم ہے:

وفیہا کل انسان غیر الانبیاء لا یعلم ما اراد اللہ تعالیٰ له وبہ لان ارادته تعالیٰ غیب الا للفقہاء فانہم علموا ارادته تعالیٰ بہم لحديث الصادق المصدوق: مَنْ يَرِدُ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ۔

اور اشباہ میں ہے کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے اس کے ساتھ دارین، میں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ غیب ہے، مگر فقیہ اس کو جانتے ہیں، اس لئے کہ وہ جان گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارادے کو جو ان کے ساتھ ہے، رسول صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین میں فقیہ کرتا ہے یعنی امر دین میں فہم سلیم عطا کرتا ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر و ثابت ہو گیا کہ فقہ میں جہاں انکار ہے اس کے یہی معنی ہیں کہ بغیر تعلیم الہی کے کسی کو عالم الغیب کہنا کفر ہے، مگر تعلیم الہی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ کا عالم الغیب ہونا قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

کیا اب بھی کوئی معترض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک و شبہ کر سکتا ہے جبکہ ان کے ہر ایک اعتراض اور شک کا ایسا تسلی بخش جواب دیا ہے اگر وہ عقل سلیم رکھتے ہوں، تو ان کو سوائے تسلیم کے چارہ نہیں، اللہ تعالیٰ چشم بصیرت عطا فرمائے، تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سے بچ سکیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

علم غیب الرسل کے متعلق ایک زبردست مناظرہ

افنی فیما بین مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد

مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد اپنے اخبار المحدثین میں ارقام فرما ہے:
کہ جب میں آ رہ ضلع پٹنہ کے مباحثہ آریہ سے واپس آ رہا تھا، تو راستہ میں خیال
آیا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کرنی چاہئے،
چنانچہ میں بریلی اسٹیشن پر اتر کر سیدھا مولانا صاحب کی قیام گاہ میں جا پہنچا، اور موقع
پاکر میں نے مولانا صاحب سے علم غیب کے متعلق بحیثیت طالب علم چند سوالات
کئے جن کا جواب انہوں نے تفصیل ذیل دیا، اس میں کچھ شک نہیں ہے، کہ مولانا
صاحب بڑے متبحر عالم اور فاضل اجل ہیں، لیکن نہ معلوم انہوں نے خلاف سلف
صالحین اپنا عقیدہ بعض مسائل میں کیوں اختیار کیا! ہوا ہے (مناظرہ مفصلہ ذیل
۱۔ معلوم نہیں ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے اس مناظرہ میں مولوی ثناء
اللہ صاحب کی کیا خاطر کی ہوگی، اور کیسے کیسے دندان شکن جواب دیئے ہوں گے لیکن
جو کچھ انہوں نے اپنی ایمانداری سے اس مناظرہ کو ارقام کیا ہے، اس کو بعینہ نقل کیا
جاتا ہے، لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے مولانا صاحب کے آخری جواب کو ادھورا
چھوڑ دیا ہے نہ معلوم اس میں کیا چالاکی اور راز مخفی ہے، لیکن راقم الحروف نے
اولیائے عظام کی روحانی قوت سے سلف صالحین کی معتبرہ کتب سے منہ توڑ دلائل اخذ
کر کے اس جواب کو مکمل کر دیا ہے، امید کہ مولانا مرحوم کی روح مبارک میرے اس
جواب سے نہ صرف خوش و خرم ہوگی بلکہ دل و جان سے دعا کرے گی کہ اللہ مجھے اور
میری اولاد کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور جمیع حوادث سے محفوظ رکھے (مصنف)

ہے

مولوی ثناء اللہ غیر مقلد:

کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانتے ہیں؟

مولانا احمد رضا صاحب مقلد:

ہاں میں مانتا ہوں! کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ما
یکون، یعنی گزشتہ اور آئندہ کا علم عطا فرمایا تھا۔

غیر مقلد:

کیا آپ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی منقول دلیل پیش کرتے ہیں؟

مقلد:

ہاں! بے شمار دلائل ہیں، چنانچہ من جملہ ان کے ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ
تبارک و تعالیٰ اپنے کلام و معجز نظام میں ارشاد فرماتا ہے: **يٰۤاَيُّهَا لٰكِلْ شَيْءٍ** (سورہ نحل
رکوع ۱۳)

یعنی قرآن مجید میں ہر چیز کا بیان ہے۔

غیر مقلد:

آپ کی اس پیش کردہ دلیل سے یہ ثابت ہوا، کہ قرآن مجید میں جس قدر
گزشتہ اور آئندہ کے متعلق بتلایا گیا ہے، اسی قدر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم
تھا۔

مقلد:

بے شک اسی قدر تھا مگر قرآن دانی کے ساتھ مراتب ہیں، ایک تو علماء کا حصہ ہے، چار اولیاء اللہ کا اور دو خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں میں سب کچھ ہے (جیسا کہ اس کتاب میں اپنے محل پر احادیث صحیحہ سے ثابت کیا گیا ہے، مصنف)

غیر مقلد:

قرآن مجید میں تو متعدد مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کی نفی کی گئی ہے، چنانچہ من جملہ ان کے ایک دلیل یہ ہے:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (سورۃ نحل رکوع ۵)

یعنی اے میرے حبیب کہہ دیجئے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

مقلد:

ایسی آیات کی صحیح تفسیر تو یہ ہے کہ اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہے اگر آپ اس کو نہ مانیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو علم غیب بعد میں عطا ہوا، چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ نحل رکوع ۱۲ میں ارشاد فرماتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ

غیر مقلد صاحب آپ کے پیش کردہ دلائل سے لا جواب ہو کر چالاکی سے دوسری طرف چلے گئے ہیں، (مصنف)

ہم نے نازل کیا تیرے اوپر کتاب کو ہر چیز کا بیان اور رحمت اور خوشخبری مسلمانوں کے لئے۔

غیر مقلد:

کیا آپ بتلا سکتے ہیں، کہ یہ آیت نفی والی آیت کے بعد نازل ہوئی؟

مقلد:

بیشک یہ آیت نفی والی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے، جیسا کہ محققین مفسرین نے تصریح کی ہے (دیکھو تفسیر روح البیان وعراس البیان وغیرہ) علاوہ ازیں یہ اعتراض آپ پر بھی وارد ہو سکتا ہے کہ کیا یہ آیت نفی والی آیت زیر بحث کے بعد نازل ہوئی ہے؟

غیر مقلد:

میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا، کہ کون سی آیت پہلے اتری ہے کیوں کہ احادیث میں اس کی تصریح نہیں ہے، لیکن یہ آگے پیچھے کا احتمال آپ کے لئے معتر ہے، کیوں کہ آپ کے دعوے کی یہ دلیل ہے، اور اصول کا قاعدہ ہے۔

اذاجاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مقلد:

دلو صاحب آگے یا پیچھے کی کیا بات ہے جب قرآن مجید سارے کا سارا نازل ہو گیا تو پھر آپ کا علم (غیب) بھی کامل ہو گیا کیوں کہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے جیسا کہ کل شی سے ظاہر ہوتا ہے۔

غیر مقلد:

کل شیء سے آپ کی کیا مراد ہے کیا، خاص یا عام؟

مقلد:

کل شیء عام ہے خاص نہیں ہے۔

غیر مقلد:

میری دانست میں تو عام نہیں ہے، بلکہ مذہبی احکام مراد ہیں، جیسا کہ دوسری آیت میں تصریح ہے، مَا كُنْتُ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ (سورہ شوریٰ رکوع ۵)

اے نبی اس کتاب کے نزول سے پہلے تو نہیں جانتا تھا، کہ کتاب کیا ہوتی ہے، اور ایمان کیا ہوتا ہے، علاوہ ازیں کل شیء عام ہوتا تو شرح فقہ اکبر میں یہ کیوں لکھا ہوتا۔

تجزم الحنفیۃ لکفر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم يعلم الغیب۔

تمام حنفی علماء نے اس شخص کے حق میں کفر کا فتویٰ دیا ہے، جو یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب داں تھے؟

مقلد:

اس سے مراد ذاتی علم غیب کی نفی ہے، ہم تو ذاتی نہیں کہتے بلکہ عطیہ الہی کہتے ہیں۔

غیر مقلد:

اگر ذاتی کی نفی ہوتی تو فتویٰ قاضی خان اور بحر الرائق وغیرہ کتب فقہ میں یہ کیوں لکھا ہوتا:

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد النكاح ويكفر لا اعتقاده ان النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب۔

یعنی جو شخص اپنے کسی معاملہ پر خدا و رسول کو گواہ کرے وہ کافر ہے، اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں علم غیب نہ تھا تو پھر بعلاوہ احوال کے بعد کیسے ممکن ہو سکتا ہے، حالانکہ کسی واقعہ کا جاننا جیسا ذاتی علم سے ہوتا ہے وہی سے بھی ہو سکتا ہے پس اگر علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ہوتا تو وہ شخص کافر کیوں ہوتا؟

مقلد:

اس عبارت کے متعلق بعض محققین علماء یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ درجہ لزوم کفر شرک و مساوات نبی علیہ الصلاۃ والسلام بحق سبحانہ بنظر ظاہر الفاظ ہے، جس سے وہم ہوتا ہے کہ جیسے خداوند تعالیٰ عالم ہے، ویسے ہی رسول اکرم عالم ہیں لہذا اس کو بعض علماء ضرور کفر کہتے ہیں علاوہ اس کے چونکہ ابتدائے فتویٰ قالوا سے ہے لہذا یہ قول صاحب فتویٰ قاضی خان کے نزدیک ضعیف ہے، کہ فقہاء قول ضعیف کو اس پر مہول کر دیتے ہیں اور اس کی نسبت اپنی طرف ناپسند کرتے ہیں، اور قالوا لکھتے ہیں یعنی بعض لوگ یوں لکھتے ہیں، غرض قالوا غیر مستحسن اور غیر مروی عن الائمہ پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ شرح منیۃ المصلیٰ میں مذکور ہے، پس مرجوح ہونا اور ضعیف ہونا ثابت ہوا

(یہاں تک تو مولوی ثناء اللہ غیر مقلد نے اپنے اخبار میں لکھا ہے، لیکن چونکہ یہ جواب نامکمل ہے، اس لئے مؤلف کتاب اس جواب کو شرح و بسط کے ساتھ لکھتا ہے)

مصنف کی توجیہ و توضیح

در مختار میں مرقوم ہے کہ لفظ قتل قولہ بعض اور ضعیف پر دلالت کرتا ہے لیکن شامی شارح در مختار نے تو صاف طور پر اس کی تردید کر کے فرمایا:

انه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم وان الرسل يعرفون بعض الغيب۔

کافر نہیں ہوتا کیوں کہ اشیاء حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر پیش کی جاتی ہیں، اور نیز انبیاء بعض غیب کو جانتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۖ

نہیں ظاہر کرتا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مگر جس سے راضی ہو گیا رسولوں

میں سے۔

طحاوی حاشیہ در مختار میں ہے:

يكفر لعل وجهه انه حلال ما حرم الله تعالى لان الله تعالى لم يجعل النكاح الا بشهود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف۔

یعنی کفر کی وجہ شاید یہ ہے کہ اس شخص نے حلال و حائر سمجھ لیا اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں حلال کیا مگر ہم جس

کو اہوں سے، پس جب اعتقاد کر لیا بغیر اس کے تو تحقیق اس نے اس کے خلاف کیا، وفی شرح الملتقى:

لانه ادعى ان الرسول عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب۔

شرح ملتقى میں ہے کہ اس نے غیب دانی رسول کا اعتقاد کر لیا۔

وقال شيخ زاده نقلا عن التاتارخانيه لا يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله عليه وسلم فيعرف بعض الغيب قال الله تعالى

فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ ۖ

اور شیخ زاده نے تاتارخانیہ سے نقل کر کے کہا کہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اشیاء پیش کیا جاتی ہیں، پس بعض غیب کو آپ پہچانتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں کرتا مگر جس سے وہ راضی ہو گیا رسولوں سے۔

طحاوی نے کفر کی یہ وجہ قائم کی کہ انسان کے لئے انسان گواہ چاہئے، یہی حکم خدا ہے، کہ گواہ ہم جنس ضروری ہے، اب جو اس نے غیر ہم جنس کو گواہ بنایا تو خلاف حکم خدا کیا، اور اخیر میں طحاوی نے صاف بیان کر دیا کہ شیخ زاده تاتارخانیہ سے نقل کر کے کہتا ہے کہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ روح مبارک پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں، اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام غیب کو جانتے ہیں اور آیت کریمہ غیب دانی کی دلیل ہے،

عقل سلیم والے غور فرمائیں کہ جہاں مخالفت میں صرف احتمال قائم ہو، تو استدلال باطل ہو جاتا ہے، اذاجاء الا احتمال بطل الاستدلال اس پر شاہد حال ہے

اور فیما نحن فیہا طحاوی نے ایک گواہ ہم جنس کا احتمال قائم کر دیا، جو استدلال کفر کو باطل کرتا ہے اور پھر اخیر میں جا کر صاف لکھ دیا کہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ انبیاء کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے، اور اس کو آیت سے مدلل کر دیا، پس باوجود ان باتوں کے شخص مذکور پر کیا کفر کا اطلاق آسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ جب تک دلائل قطعیہ سے ثبوت نہ ہو لے کافر نہیں کہہ سکتے۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے:

والصحيح انه لا يكفر لان الانبياء عليهم الصلاة والسلام يعلمون الغيب ويعرض عليهم الاشياء،

صحیح یہ ہے کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جانتے ہیں غیب کو، اور ان پر اشیاء پیش ہوتی ہیں۔

خزانة الروایات میں ہے:

فی المضمرات والصحيح انه لا يكفر لان الانبياء عليهم الصلاة والسلام يعلمون الغيب ويعرض عليهم الاشياء فلا يكون كفرا۔

صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں، اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں، پس کفر نہیں ہوگا۔

مجموعہ خانی جلد ثانی میں مرقوم ہے:

”در فتاویٰ حجتی کوید، صحیح آن است کہ ایں مرد کافر نہ شود، زیرا کہ اعمال بندگاں بر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض می کنند،

فتویٰ حجت میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں، اور اعمال امت آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

پس ان روایات سے ثابت ہوا کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں اور اعمال امت آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں لفظ صحیح بمقابل فاسد مستعمل ہوتا ہے، چنانچہ عیون البصار شرح الاشیاء والنظار میں مرقوم ہے:

پس صحیح کے مقابل قول کفر فاسد ہو کر مردود ہو گیا۔

خلاصہ یہ کہ ہماری تقریر سے قول کفر یا تو مرجوح یا غلط ہو گیا، لہذا صحیح قول پر فتویٰ دینا چاہئے، غیر صحیح پر نہیں، جیسا کہ شامی میں مذکور ہے:

اذا ريت بالصحيح او الماخوذ به اوبه يفتى او عليه الفتوى لم يفت بمخالفة،

جب مرجوح صحیح کے ساتھ یا معمول بہایا یہ یفتی یا علیہ الفتویٰ سے رد کیا جائے، تو ان کے مخالف فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

یعنی شرح صحیح بخاری جلد تاسع میں ہے:

اخرج ابن المبارك في الزهد من طريق سعيد ابن المسيب ليس من يوم الا يعرض على النبي صلى الله عليه وسلم امة غداة وعشية فيعرف بسميما هم اعمالهم فلذلك يشهد عليهم۔

نہیں ہوتا ہے کوئی دن مگر پیش کی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت صبح و شام آپ پہچان لیتے ہیں ان کو ان کی علامتوں اور اعمال کے ساتھ پس اسی لئے ان کے گواہ ہوں گے۔

الغرض ان روایات سے امت کا صبح و شام پیش کیا جانا اور حضرت کا ان کو پہچانا اور گواہی دینا ثابت ہے، پس باوجود ایسی مستند اور صحیح روایات کے اگر کوئی معترض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک و شبہ کرے تو اس کی

سخت غلطی اور نادانی ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق عطا فرمائے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماندا از فضل رب

خلاصہ مضمون علم غیب الرسل

خدا تعالیٰ کے نزدیک علم غیب کہتے ہیں:

مساغساب عن الحواس کو جو چیز حواس سے غیب غیب ہو، اور جو بات بذریعہ الہام، وحی و باطنی کشفی طور سے معلوم ہو جائے، اس کو علم غیب بالعرض کہتے ہیں گویا اس غیب کو بالواسطہ اور بالعرض کہا جاتا ہے اور خدا کے علم غیب کو ذاتی۔

سوال

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا کو عالم الغیب کہنے کا کیا مطلب ہے، کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ پہلے تمام عالم خدا سے غائب تھا، پھر اس کو علم ہو گیا، اور وہ عالم الغیب بن گیا، نہیں یہ معنی غلط ہیں، کیوں کہ کل عالم ظاہری و باطنی موجود و غیر موجود کا پہلے ہی خدا کو علم ہے اور ہر ایک موجود و غیر موجود کے انہام و احوال و کوائف اس کو پہلے ہی سے معلوم ہیں، کوئی بات اس کے آگے چھپی اور پوشیدہ نہیں، تو خواہ مخواہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب کس طرح ہوا، جب کہ کوئی شے اس سے پوشیدہ نہیں، ہے پھر اس کو کس غیب کا علم ہوا، اس بنا پر یا تو یہ کہو کہ خدا کو عالم الغیب کہنا گناہ ہے کیوں کہ کوئی چیز اس سے غیب نہیں یا یہ کہو کہ خدا کی طرح انبیاء و اولیاء بھی عالم الغیب ہیں تو اس سے مساوات لازم آتی ہے جو شرک ہے یا کہو کہ خدا کا علم ذاتی بلا واسطہ اور مستقل ہے۔

جواب

خدا کا علم واقعی ذاتی بلا واسطہ اور مستقل ہے، گویا علم غیب خدا غیر محدود اور لامحدود ہے، اور انبیاء و اولیاء کا علم محدود اور محدود ہے، لیکن غیر محدود کا یہ معنی نہیں ہے کہ ایک شخص دانا عاقل و عالم کے فکر و عقل سے جو چیز خارج ہو وہ غیر محدود ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے علم کی انتہاء نہیں اور اس کے علم پر صرف بس یا حد یا تمم آن نہیں سکتا۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہا جائے کہ آپ تمام ماکان و مایکون کے عالم ہیں، روز ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے اور ہوگا، یہ سب آپ کو معلوم ہے، تو یہ غلط اور ناجائز نہیں ہے، کیوں کہ علم محدود محدود ہو گیا، یا کسی ولی کو سمندر کے قطرات کی تعداد معلوم ہے، یا کسی ولی کو تمام روئے زمین کی ریت کے دانوں کی تعداد کا علم ہے، یا کسی ولی کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد کا علم ہے، یہ الفاظ خاصان حق کی نسبت کہنے شرک نہیں ہیں، بلکہ ان کو شرک کہنے والا صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود مشرک و کافر ہے۔

ہاں اگر کوئی یوں کہے کہ فلاں ولی کو خدا کی طرح علم ہے، یا خدا کے برابر علم ہے، یا ذاتی علم ہے، تو بیشک وہ شخص بالاتفاق مشرک اور کافر ہے، اور یہ کسی جاہل سے جاہل کا بھی حقیقہ نہیں ہے خلاصہ یہ ہے کہ مؤمن کو یقین کرنا واجب ہے کہ خدا عالم الغیب بالذات اور بالاستقلال ہے، اور اس کے انبیاء و اولیاء عالم الغیب بالواسطہ غیر مستقل ہیں، اور خدا کا علم غیر منتہی اور غیر محدود ہے، اور نبیوں اور ولیوں کا علم محدود اور قلیل ہے، اب محدود اور قلیل کے یہ معنی نہیں، کہ ہر ایک انسان اپنے اپنے قیاس کے کہے کہ مجھے اپنے اندر کی خبر نہیں، تو انبیاء و اولیاء بھی اسی طرح ہیں۔

کار پا کاں را قیاس از خود گبیر گر چہ آید در نوشتن شیر و شیر
ہم سری با انبیاء برداشتند اولیا را بچو خود پنداشتند
گفت ایک ما بشر ایثاں بشر ما و ایثاں بستہ و خاتم و خور
ایں ندانستند ایثاں از علی ہست فرقتے در میاں بے ملتغی
غرض اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کو بہت دور کے حالات دکھاتا ہے، یہاں تک کہ
نبی اپنی امت کے سب حالات حیات اور بعد ممات کے یکساں جانتا ہے، علی ہذا پیر
کامل اپنے مریدوں کے۔

بعض جاہل کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو جو بات بذریعہ الہام معلوم ہو، وہ
غیب نہیں ہے، افسوس ہے ان کی عقل و دانش پر، جبکہ معنی علم غیب ما غاب عن الحواس
کے ہیں، تو اب جو بات بلا اسباب اور بلا واسطہ حواس خمسہ معلوم ہو جائے، اس کو بہر
حال غیب کہا جائے گا۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ (سورۃ الجکویر رکوع ۱)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبریں دینے میں بخیل نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ غیب داں ہیں۔

مشکوٰۃ شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ وَإِنِّي أَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

دَعْوًا وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا۔

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے، اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، اور
میں جانتا ہوں (جنت اور دوزخ والوں کا) آخر تک جو جنت میں داخل ہوگا یا دوزخ
سے نکالا جائے گا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت اور
بصارت عوام الناس سے لاکھوں درجہ بڑھ کر ہے، کیا اب بھی کوئی حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کو غیب داں سمجھنے سے انکار یا شک و شبہ کر سکتا ہے یا اپنی مثل سمجھ سکتا ہے اللہ تعالیٰ
رشد و ہدایت بخشے، مسلمانو! حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان و عظمت تو ایسی بے مثل
اور بے نظیر ہے کہ کوئی اس کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے، ایک صاحب کیا ہی اچھا آپ کی
شان میں فرماتے ہیں۔

اے برگزیدہ حق عالی ہے تیرا پایا خالق نے شش جہت کو تیرے لئے بنایا
تیرا مقام والا ہے شش جہت سے اعلیٰ سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیش نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے تو ہے محیط سب پر یا اشرف البریا

ت

خاتمۃ الکتاب

راقم الحروف نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اولیاء کے کرام کی
روحانی تاثیر سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا علم ماکان و مایکون من جانب اللہ ہونا
قرآن مجید احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور اقوال بزرگان دین سے ثابت کر
دکھایا، اور مخالفین کے ہر ایک زبردست سے زبردست اعتراض کا مدعا ان ممکن جواب
بھی دے دیا ہے، غرض اس دعوے کے ثبوت میں بے شمار دلائل و براہین رقم کر دیئے
گئے ہیں، اب بھی اگر کوئی شخص باوجود ایسے بین اور روشن دلائل کے نہ مانے تو اس میں
راقم الحروف کا کوئی قصور نہیں ہے، بقول شیخ سعدی رحمہ اللہ

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم

چشمہ آفتاب را چہ گناہ

جب کسی شخص پر کوئی مفید چیز معجزہ کرے تو یہی اس میں کوئی غرض فاسد ہوتی ہے، لہذا اس کا علاج یہ ہے کہ وہ کسی طبیب سے معیہ کرے اسی طرح جو لوگ کمالات باطنی کے منکر ہوتے ہیں منافقان کے باطن اصلاح طلب ہوتے ہیں لہذا ان کو لازم ہے کہ کسی طبیب روحانی یعنی پیر کامل کی محبت اختیار کریں، یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگی چاہئے، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرما کر اس کے دماغ کو درست کر دے اور یہ مسئلہ کچھ میں آجائے واللہ یهدی من یشاء السی صراط مستقیم غرض جو لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے غیب دان ہونے میں شک یا انکار کرتے ہیں یا کسی اور طرح سے اعتراض کرتے ہیں آیت کی تفسیر میں ابن ابی شیبہ، ابن جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالفتح، امام مجاہد شاگرد ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

انه قال فی قوله تعالى وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِلِلّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ لَا تَعْتَقِدُوا أَنَّهُ كَذَبٌ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (سورہ توبہ رکوع ۸)

یعنی اے رسول! اگر ان منافقین سے آپ پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ ہم تو بات چیت اور ہنسی مذاق کر رہے تھے، اے رسول! ان کو کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول کے ہنسی مذاق کرتے تھے یہاں نہ بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالفتح، امام مجاہد شاگرد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں:

انه قال فی قوله تعالى وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ أَن فَاثَةً فَلَانِ بَوَادِي كَذَا وَكَذَا وَ

یبدوہ بالغیب۔

کسی شخص کی اونٹنی غائب ہوئی اس کی تلاش تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اونٹنی فلاں شخص کی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے، اس پر ایک منافق نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں فلاں جنگل میں ہے، وہ غیب کی بات کو کیا جانیں۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی، منافقین سے ان کے استہزاء اور ٹھٹھا کرنے کی وجہ اگر پوچھو تو یوں باتیں بتائیں گے، ان سے کہئے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور ان کے معجزات سے ٹھٹھا کرتے ہو، یہاں نہ بناؤ اے منافق تم واقعی ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے، یہ اس لئے کہ منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت استہزاء اور ٹھٹھا کر کے یہ کہا تھا کہ وہ علم غیب یا غیب کی بات کیا جانیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ مسلمان کہلا کر کافر صریح ہو گئے، یہی حال اس وقت کے منافقین کا ہے اور یہی استہزاء اور یہی انکار بصورت استہزاء کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ان بے ادبوں اور گمراہوں کو رشد و ہدایت بخشنے، تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

وعابد رگادرب العالمین

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَارِبِهِمْ وَلِكُنَانِهِمْ وَلِسَائِمِهِمْ وَلِكَنَاطِرِهِمْ وَلِكَعَاظِلِهِمْ وَلِكَجُوعِهِمْ
وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ مِنَ
الدُّنُوبِ الصَّغَائِرِ وَالْكِبَائِرِ كُلِّهَا بِحَقِّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَيَحَقِّقْ

الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوَّلِيَّاءَ وَالْكَامِلِينَ وَبِكْرَمِكَ يَا أَكْرَمَ الْأَكْرَمِينَ
وَبِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ الطَّاهِرِينَ الطَّاهِرِينَ وَسَلَّم تَسْلِيمًا كَثِيرًا

یا اللہ العالمین اپنے حبیب پاک کی طفیل سے اس کتاب کے پڑھنے والے
سننے والے، مستہر کرنے والے، شہج کرنے والے، ترمیم کرنے اور لکھنے والے کو اس پر
عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما، ان کے عمل کے صدقے راقم الحروف اور اس کے
والدین کی مغفرت فرما اور خاتمہ بالخیر کر (جنت میں درجات بلند فرما) نیز میرے لخت
جگر فرزند ارجمند سعادت مند محمد بشیر ایم، اے وحشی فاضل کو جمیع حوادث روزگار سے
محفوظ رکھ دین و دنیا میں اس کو سرسبز اور شاداں کر شرع شریف کا پابند اور سلف صالحین
کا متبع کر اور گمراہ فرقوں اور بد صحبتوں سے بچائے رکھ اور اس کو اپنا مقبول بندہ بنا لے
آمین ثم آمین

علاوہ ازیں اہل علم (ہم مشرب) کی خدمت اقدس میں نہایت ادب کے
ساتھ میری یہ ناچیز درخواست ہے کہ اگر وہ اس رسالہ میں کہیں غلطی ہو یا کوئی سہو
پائیں تو راقم الحروف یا مستہر کو مطلع فرمائیں تاکہ طبع ثانی میں اس کی اصلاح کی جائے
کہ سہو خطا لازمہ بشریت ہے، اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کو گمراہ فرقوں کے برے
عقائد سے محفوظ اور سلف صالحین کے صحیح عقیدے پر قائم رکھے آمین یارب
الْعَالَمِينَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ
خَلْقِهِ سَيِّدِنَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِينَ

التماس بجناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فریاد ہے اے شافع محشر میری فریاد

اِس ناؤ کا کھیوانہ کوئی تیرے سوا ہے
فتنوں سے بچاؤت سے فتنوں کے خدایا
تیرا ہی بھروسہ ہے سہارا ہی ترا ہے
محبوب خدا ب تو بلا لیجئے جلدی
اس ہند سے دل اب تو بہت تنگ ہوا ہے
خواہش ہے یہی دل کی تمنا بھی یہی ہے
خار مدینے کا میرے دکھ کی دوا ہے
شاہان مجھے جلدی سے بلا لیجئے اب تو
مشتاقی در پاک یہ نغمہ میں پھنسا ہے
دیکھو نہ کبھی ہند میں مر جائے یہ شیدا
شاہان تیرے در کا کینہ ہی گدا ہے

تقریظ

قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

اللہ جل جلالہ نے کائنات کو پیدا کر کے اس کی تخلیق کا مقصد بھی بیان کیا اور پھر کائنات کی ہر چیز کو ایک درجہ عطا کیا اسے فضیلت دی ہر ایک سے بڑھ کر فضیلت انسان کو عطا ہوئی اور انسانیت میں بھی سب کے سردار اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا، اور سرداریاں جو ہوتی ہیں وہ جہاں دنیاوی عقل و شعور سے ہوتی ہیں مال و دولت سے ہوتی ہیں وہاں علمی فضیلت و برتری سرداری کا ایک اہم جزء ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علمی طور پر فضیلت کو فرشتوں کے سامنے واضح کیا، اور اسی علم کی وجہ سے ان کی فضیلت عالمین کے سامنے روشن کر دی۔

مالک ہے جو چاہے کرے ہر چیز اس کے قبضہ و اختیار میں ہے، جسے جو چاہے عطا کرے، لہذا اس نے جب ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر سیادت عطا کی تو ان سے بڑھ کر علم بھی عطا کیا، یہ ضابطہ و اصول ہے کہ امامت کا مستحق سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے اسی لئے جب نبی کریم معراج کی رات مسجد اقصیٰ پہنچے تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی عظمت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی موجود تھے مگر آپ نے وہاں امامت کروائی سب پیچھے تھے کسی کو اعتراض نہ ہوا کہ میں مستحق ہوں یا فلاں مستحق ہے، بلکہ سب نے امام تسلیم کرتے ہوئے پیچھے نماز ادا فرمائی رب کریم نے اپنے خلیفہ اول سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرمایا:

عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا

تمام اشیاء کے نام سکھادے

کوئی کسی نام کو مستحق نہیں کر سکتا کہ یہ نام نہیں سکھایا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کھانسی کی تاکید کر کر دی اب تو معجزات ہو بھی سکتی تھی تو نہ رہی، دروازہ بند کر دیا گیا۔ جب حضور سید عالم امام ہوئے امام برتر و بالا ہوتا ہے تو سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بلا شک آپ کا علم بھی برتر و بالا ہوگا، اب ہم انبیاء کے علوم کی کوئی حد بندی نہیں کر سکتے کہ انہیں یہ معلوم تھا اور یہ معلوم نہیں تھا، ایسا کرنا بے ادبی سے باہر نہیں ہو سکتا اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ ان کے فضائل و کمالات کو تسلیم کیا جائے اور ادب کے دامن کو نہ چھوڑا جائے کہ اس سے ایمان ضائع ہوتا ہے اور بندہ جہنم کا ایذا من بننا ہے اس موضوع پر دلائل کا اندازہ کرنا مشکل ہے، البتہ حضرت علامہ مولانا ابو الشیر مولوی محمد صالح سجادہ نشین بن مولوی مست علی نقشبندی سمیرا انوالی سیالکوٹ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بے مثال کتاب مرتب کی ہے، یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے دلائل کا ایک وافر ذخیرہ ہے اس سے فیضیاب ہونا اور ہر طرح سے ادب کو اپنانا ہر مہمان کا اولین فریضہ ہے، کہ

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

یہ بے ادبی ہی تھی جس کا خیال شیطان لعین کو نہ آیا اور اس نے برملا خالق کائنات کے سامنے کہہ دیا:

أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ○

کہ میں اس سے بہتر ہوں کہ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور اسے تو نے

مٹی سے پیدا کیا۔

اس بات میں اس نے کم از کم دو بے ادبی کی باتیں کی ہیں۔

ایک تو اس نے حکم خداوند کے خلاف کیا۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے جسے فضیلت دی اس کی فضیلت کو ماننے سے انکار کر کے اس کی توہین و بے ادبی کی۔

تیسری ایک بات جس کا وجود اس کے اندر تھا اس سے ظاہر ہوئی کہ وہ متکبر تھا معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے گستاخ میں یہ تینوں امور بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کا بیزار غرق ہو جاتا ہے، جیسا کہ شیطان کے اس عمل کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے روئے عمل یہ ہوا کہ فرمایا:

فَاخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝

کہ نکل جا تو تو بیچک مردود ہے۔

اس سے بحث وغیرہ یا دلائل پوچھنے کی ضرورت ہی نہ محسوس فرمائی بلکہ رد کر کے ہمیشہ کے لئے نبی کے غلاموں پر واضح کر دیا کہ تمہیں ایسے لوگوں سے دلائل مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بہت سارے دلائل اس کتاب میں آپ کو ملیں گے ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کو دیکھ کر فرمائیں گے کہ یہ میرے صحابہ ہیں، تو آپ سے کہا جائے گا کہ یہ آپ کے صحابہ نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے پیچھے نئی نئی باتیں گھڑ لیں۔

معرض کا اعتراض یہ ہے کہ اگر رسول کو علم ہے تو آپ نے غیر صحابہ کو کیوں کہا کہ میرے صحابہ ہیں اور پھر کیوں ضرورت پڑی کہ آپ کو بتایا گیا کہ یہ آپ کے صحابہ نہیں وغیرہ وغیرہ؟

جواب یہ ہے کہ بھائی آپ کو کس نے بتایا ہے کہ یوں ہوگا؟

اگر آپ کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے رسول نے بتایا ہے۔

تو پھر سوال یہ کہ اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ بتانے والے کو خود علم نہیں؟

یہ بات کرنا تو نری جہالت و حماقت ہے، معاذ اللہ!

حضور خبر دیں تو ہمیں پتا چلے کہ یہ کام یوں ہوگا، اور پڑھنے والا اعتراض کی

ٹھ لے کر چل پڑھے بہت بڑے افسوس کا مقام ہے۔

الْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْإِشَارَةُ

عاقلاں را اشارہ کافی باشد

کبھی کوئی بات ہو اور حضور صحابہ کرام سے سوال کریں تو صحابہ کا عمومی

جواب یہ ہے:

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے ہیں۔

کسی صحابی سے یہ عقیدہ قطعاً نہیں ثابت کیا جاسکتا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا علم نہیں تھا نبی اور علم لازم و ملزوم ہیں جہاں نبوت ہے وہاں علم بھی ہے اگر علم نہیں تو جہالت ثابت ہوگی جو انبیاء کرام کی نسبت سے محال ہے، یہ مقام بہت بلند ہے اس سے جہالت کو کوئی تعلق نہیں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور گستاخ لوگوں کے شر سے محفوظ فرمائے ادب کی توفیق بخشے اور ہدایت بھی عطا کرے! آمین؟ آمین!

اور مولانا محمد صالح رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی محنت اور جدوجہد سے یہ

کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم کتاب کو قبول فرمائے!

ذریعہ نجات و ہدایت بنائے!

انہیں قبر میں حضور کی خصوصی عنایات سے نوازے!

اور ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے!

پڑھنے والوں کو عقل و شعور سے پڑھنے کی توفیق عطا کرے کہ تعصب کی پٹی ہٹا کر پڑھیں! اور لکھنے کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو یعنی عوام کی ہدایت۔

میں نے اس کتاب کو حرف بہ حرف پڑھا، تصحیح کا شرف حاصل ہوا نیز کہیں اپنے انداز سے کچھ تبدیلی بھی کی اور کہیں سمجھ یہ کہتی تھی کہ تبدیلی کر دی جائے مگر مصنف کے انداز سادگی کے پیش نظر اسی طرح رہنے دیا ہے، مثلاً صاحب کتاب کا ایک یہ انداز ہے کہ ہر ایک دلیل کے آخر میں دعاء ہدایت بھی دیتے ہیں، اور ساتھ دعا کرتے ہوئے یہ شعر درج فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب

بے ادب محروم ماند از فضل رب

جس سے ان کا رہنمائی میں اور تحقیق میں پر خلوص ہونا ثابت ہوتا ہے آگے ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے جسے چاہے جس کے واسطے سے چاہے ہدایت عطا فرمادے۔ نیز ان کی آخر میں دعاء بھی اس کی دلیل ہیں ہے۔

اس کتاب کو میں نے اس موضوع پر کافی دوائی پایا اور بہترین سمجھا اس لئے مجھے شوق ہوا کہ میں اس پر اپنی رائے لکھ دوں، لہذا وہ آپ کی نظر ہے، استفادہ کے ساتھ ساتھ دعاؤں میں ضرور یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کا صدقہ ہمیں اپنی بندگی میں قبول فرمائے اور ادب کرنے والوں میں سے کر دے! آمین بجاہ نبیہ الکریم

اس کتاب کا حصول

اس کتاب کی اشاعت خانہ مولانا محمد نعیم اللہ صاحب کی عظیم اور قابل تحسین

سعی ہے اکثر بتاتے رہتے ہیں کہ میں کوئی پچاس لائبریریاں پھول چکا ہوں کئی ایسے حضرات بھی ہیں جو تعاون کرتے ہیں کئی ایسے بھی ہیں جو تعاون تو کجا لائبریری کے اندر جانے کی اجازت بھی نہیں دیتے اس کے باوجود پچاس لائبریریاں چھاننے کا موقعہ پایا اور اس طرح مختلف کتابیں حاصل کر کے شائع کیں اور کر رہے ہیں کر رہے ہیں۔

یہ کتاب اسی طرح ایک جستجو کا نتیجہ ہے کہ میرے پاس میرے حضرت قبلہ پیر و مرشد شیخ الحدیث والفسیر محرم اسرار خفی و جلی حضرت علامہ مولانا مفتی ابوالفضیاء محمد علی قادری شطاری ضیائی فاروقی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتب تھیں نعیم اللہ صاحب نے ایک دن پوچھا آپ کے پاس کوئی پرانی نایاب کتب ہیں میں نے کہا ہیں اس نے کہا ان میں کوئی اشاعت کے قابل کتاب ہو میں نے کہا آپ آئیں اور دیکھ لیں اس طرح انہوں کئی کتابیں چھان بین کے بعد نکالیں اور کمپوزنگ اور تصحیح کا عمل ہمارے سپرد ہوا ہم نے یہ کام اپنی ہمت کے مطابق کرنے کی کوشش کی اور کتاب چھپ کر آپ کے پاس پہنچ گئی، اللہ تعالیٰ انہیں بھی اجر جزیل سے نوازے دنیا و آخرت کو بھلا کر دے! آمین

قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

مدرس جامعہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموکی

خطیب جامع مسجد عمر چشمہ فیض محمدی عمر روڈ کاموکی

خلیفہ و جانشین: آستانہ عالیہ قادریہ شطاریہ ضیائیہ کوٹلی پیر عبدالرحمن لاہور

۱۰ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

۹ دسمبر ۲۰۰۸ء

بروز منگل عید الاضحیٰ مبارک کا یوم سعید عشا کی اذان ہو چکی ہے

عرض مرتب

الحمد للہ! بیٹھے بیٹھے ایک دن اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کے جذبہ کے تحت کام کرنے کا خیال دل میں ڈالا تو میں نے اشاعت کتب نادریہ کی طرف توجہ کی اس طرح اُن کتابوں کا انتخاب کیا جن کی اشاعت کو عرصہ گزر چکا تھا قریب تھا کہ وہ مصنفین کی طرح ہمیشہ کے لئے زمین کی تہ میں دفن ہو جاتیں۔

مختلف لائبریریوں میں گیا کتب دیکھیں اور جن کو مناسب سمجھا فوٹو کا پیاں کر کے حاصل کیا، اس پر کم و بیش ایک لاکھ روپیہ سے زائد خرچ کر چکا ہوں بہت ساری کتب اپنے ہاتھوں لکھ کر دینی اشاعت و خدمت کے لئے مختلف حضرات کو پیش کر چکا ہوں جس پر کسی نے شکریہ بھی کرنا گوارا کم ہی کیا، کسی نے بڑی چھلانگ لگائی تو ایک دو کتب دینے پر ہی اکتفا کیا، اگر کسی نے کوئی معمولی حوصلہ افزائی کی بھی تو اسے بخیل صفت حضرات نے روک دیا کہ تم کیوں اسے خراب کرنے لگے ہو وہ تو بے لوث خدمت کرتا ہے، اس کے باوجود میں نے یہ کام نہیں چھوڑا اور اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے دین کی خدمت کا صلہ آخرت میں عطا فرمائے گا کام کو جاری رکھے ہوئے ہوں۔

علم غیب رسول بھی اسی طرح کی کاوش کا ثمرہ ہے، جسے میں نے قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی کی لائبریری سے حاصل کیا جو ان کے پاس ان کے ہیر و مرشد حضرت قبلہ شیخ الحدیث والفقیر محرم اسرار خفی و جلی حضرت علامہ مولانا مفتی ابو الضیاء محمد علی قادری شطاری ضیائی فاروقی مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتب کا ذخیرہ تھا یہ کتاب بھی ان سے مجھے حاصل ہوئی اور اس کے ساتھ کئی ایک دیگر کتب بھی ملیں جنہیں میں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے بعد مختلف اداروں کی نذر کر دیا، اس

کتاب کی اشاعت کا شرف جناب محمد ظلیل صاحب، مکتبہ قادریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور کو حاصل ہو رہا ہے، یہ کتاب مولانا ابوصالح صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو سیالکوٹ کے علاقہ میسرانوالی کے رہنے والے تھے ان کی تحریر ہے، اور انتہائی مدلل کتاب ہے، اللہ تعالیٰ دینی جذبہ اور حصول ثواب کی خاطر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنے کی بھی پبلشروں کو توفیق بخشے!

میں نے کئی ایک کتب خانوں کا رخ کیا مجھے جہاں بھی علم ہوا کہ کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے وہاں پہنچا اور کتابیں دیکھیں اور حاصل کیں بہت سارے مسودات فوٹو کاپی کی شکل میں یا اصل چھپی ہوئی کتاب کی صورت میں میرے پاس موجود ہیں، جن پر کچھ کام ہو چکا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے باقی کام بھی ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ!

اسی سلسلہ میں میں شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بھی حاضر ہوا اور مولانا امام الدین کوٹلووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسائل حاصل کئے، آپ نے فرمایا کہ انہیں چھاپ دو مگر اس کی کمپوزنگ ایک مشکل مرحلہ تھا کہ کون پڑھے اور کمپوز کرے، کرتے کرتے وہی رسالے مجھے مولانا قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی کے مختصر کتب خانہ میں مل گئے، ان سے کمپوزنگ کی بات ہوئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اس طرح انہوں نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ اور کہیں مفید حاشیہ اور مختلف عبارات کا ترجمہ کر کے کئی کتابوں کو آراستہ کر دیا اسی طرح مولانا محمد نبی بخش حلوانی صاحب تفسیر نبوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رسائل اور کئی دیگر علماء کی کتب ان سے ملیں اور ان سے مع کمپوزنگ وغیرہ ملیں بہت سارا کام آسان ہو گیا، کئی کتابوں میں فہرست بھی تیار کی۔

رانا محمد نعیم اللہ، ایم اے، کاموگی

۱۰ ذوالحجہ ۱۴۲۹ھ / ۹ دسمبر ۲۰۰۸ء

مصنف

مولانا ابوالبشر محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب یہ بات ہے کہ
مَنْ قَرَأَ مِنْ مَوْعِظَاتِنَا أَحْيَاهُ ۖ أَوْ كَمَا قَالَ
جس نے کسی مومن کی تاریخ لکھی اس نے گویا اسے زندہ کر دیا۔

اس لئے صاحب کتاب سے متعلق لکھنا بھی ایک سعادت کی بات ہے اس
لئے مناسب ہوا کہ کچھ لکھا جائے، اس کتاب علم غیب کو پڑھتے ہوئے ان کے بارے
معلومات میسر نہ آئیں، رانا نعیم اللہ صاحب کی وساطت سے معلوم ہوا کہ حضرت کی
اور کتب بھی ہیں لہذا مولانا کی کتاب پردہ سے کچھ اقتباسات پروفیسر آفتاب احمد
نقوی صاحب کی تحریر کی تلخیص کرتے ہوئے صاحب ذوق حضرات کی خدمت میں
پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین!

مولانا محمد صالح مرحوم ۱۸۹۶ء سے لاہور میں تشریف لائے، میٹرک تک تعلیم
بھی پائی اور یہیں محکمہ ریل میں ملازمت اختیار کر لی۔ اس طرح فکر معاش سے
فراموشی تو دینی علم کے حصول کیلئے مختلف علمائے کرام سے کتب متداولہ کا مطالعہ کیا
جس سے اسلامی علوم، فقہ، تفسیر اور حدیث وغیرہ سے شناسائی حاصل ہوئی۔

لاہور میں قیام کے دوران مولانا نے بعض مسائل کی تشریح و توضیح کے سلسلے
میں ہندوستان کے مختلف علاقوں سے متعلق علمائے کرام اور مشائخ عظام سے
ملاقاتیں فرمائیں اور جب علم دین کے سلسلے میں مکمل اطمینان قلب نصیب ہوا تو قلم
اور کاغذ کے رشتے سے اپنا تعلق مستقل طور پر جوڑ لیا اور اپنی عمر کے آخری لمحات تک

تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

شخصیت

مولانا محمد صالح ایک دلآویز شخصیت کے مالک تھے جن لوگوں سے ان کا
تعارف رہا وہ بیان کرتے ہیں کہ مولانا کے چہرے سے ہی یہ بات واضح طور پر عیاں
ہوتی تھی کہ وہ ایک عظیم انسان ہیں مولانا کے اپنے معاصرین جن میں حضرت مولانا
سید ابوالبرکات، پیر غلام دستگیر نامی، مولانا محمد نذیر عرشی اور بہت سے نامور علمائے کرام
شامل ہیں ان سے خصوصی تعلقات تھے۔

مولانا کے نورانی چہرے اور لباس کے متعلق حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ
ابرتسری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مولانا کے چہرے کا رنگ گندمی تھا اور ریش
مبارک سفید تھی اکثر سفید لباس اور سفید پگڑی استعمال کیا کرتے۔ مولانا کے چہرے
سے ایک نورانی قسم کی مسانت اور سنجیدگی مترشح تھی۔

مولانا محمد صالح نہ ہباحشی اور مسلک نقشبندی مجددی قادری چشتی بزرگ
تھے اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا بریلوی سے والہانہ محبت رکھتے تھے
لیکن اپنے عہد کے دوسرے علمائے کرام کے علمی مقام اور مذہبی خدمات کے بھی
معترف تھے اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں اپنا نقطہ نظر بیان کرنے
کیلئے مخالف علمائے کرام کی رائے پیش کرنے سے بھی اجتناب نہیں فرمایا۔ یہ مولانا
کی وسعت قلبی کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

مولانا کس عظیم شخصیت کے مالک تھے اور وہ علم دین کے کس قدر دلدادہ
تھے اس کا ثبوت ہمیں اس حقیقت سے بطریق احسن ملتا ہے کہ انہوں نے لاہور میں
ملازمت کرتے ہوئے دین کی تعلیم مکمل کی اور اپنی آمدنی کو مکمل طور پر دین کی خدمت

کیلئے وقف کر دیا ان کی تصانیف کا مطالعہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی واضح احساس ہوتا ہے کہ انہوں نے ایک زرخیز و پٹی کتب کے حصول کیلئے خرچ کیا اور اپنے لئے ایک بہت بڑا دارالمطالعہ قائم کیا۔

یوں تو مولانا کی تمام عمر دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت سے عبارت ہے لیکن ایک مخلص اور خادم قوم ہونے کی حیثیت سے انہیں دینی مدرسوں کے نوجوان طالب علموں سے بے پناہ محبت تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہی وہ افراد ہیں جنہوں نے آگے چل کر دین مصطفیٰ کے علم بردار ہونا ہے چنانچہ شیخ الجامعۃ الحنفیہ حضرت مولانا حافظ محمد عالم صاحب اپنے زمانہ طالب علمی میں جب کہ وہ حزب الاحناف لاہور میں زیر تعلیم تھے آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ مولانا محمد صالح اکثر حزب الاحناف آیا کرتے اور اپنے ساتھ طلباء کو لے جاتے ان کی مالی مشکلات میں امداد فرماتے اور انہیں پر تکلف کھانے سے نوازتے۔

وفات

آئے تھے سیر کے لئے سیر گلشن کر چلے

سنبھال مالی باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

مولانا نے تقریباً نوے سال تک عالم فانی میں زندگی گزار کر اگست ۱۹۵۹ء میں لاہور ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا چونکہ آپ کی وفات کی وقت آپ کے فرزند ارجمند میاں محمد بشیر احمد ایم۔ اے بعارضہ دل ہسپتال میں زیر علاج تھے اور یہ مناسب نہ خیال کیا گیا کہ آپ کی وفات کی خبر شدید بیمار بیٹے تک پہنچائی جائے۔

اس لئے مولانا مرحوم کو اہل لاہور میں دفن کر دیا گیا جبکہ ۱۹۶۱ء میں مولانا کی وصیت کے مطابق انہیں جامع مسجد میٹر انوالی ضلع سیالکوٹ کے احاطہ میں دفن کیا۔

گیا اور آج بھی ان کی پُر نور قبر اہل ایمان کیلئے مرکز علم و یقین بنی ہوئی ہے۔

اولاد

مولانا کی اولاد میں صرف ایک صاحبزادے میاں محمد بشیر احمد تھے انہوں نے ایم۔ اے تک تعلیم حاصل کی اور مرکزی حکومت کے محکمہ حسابات میں ملازمت اختیار کی اور پبلک سربراہ محکمہ کی حیثیت میں ریٹائر ہوئے

آپ کی تصانیف

- | | | |
|--|----------------------------------|---------------------|
| (۱) پردہ | (۲) ضرورتِ شیخ | (۳) شبِ برات |
| (۴) علم غیب | (۵) رسالہ حقہ | (۶) نمازِ حنفی مدلل |
| (۷) التوحید | (۸) الرسائل | (۹) مسائل العیدین |
| (۱۰) قیام امام مہدی | (۱۱) احتیاط الظہر | (۱۲) خطبات الحنفیہ |
| (۱۳) آدابِ سلام | (۱۴) جنگِ بلقان | (۱۵) نماز مترجم |
| (۱۶) مناجات | (۱۷) سلسلہ اسلام | |
| (۱۸) آسان سلسلہ تعلیم الاسلام | (۱۹) منہاج القبول فی آداب الرسول | |
| (۲۰) انوار الملعہ فی اسرار الجمعہ | (۲۱) سوانح عمر رسول مقبول | |
| (۲۲) تحفۃ الاحباب فی مسئلہ ایصال ثواب | (۲۳) عامل بنانے والی کتاب | |
| (۲۴) فقہ نعمانی ترجمہ اردو خلاصہ کیدانی | | |
| (۲۵) فضائل رسول اللہ حصہ اول نداء یا رسول اللہ | | |

قاری محمد یحییٰ مین قادری شطاری ضیائی مدرس

مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد حیدری کاموگی

۰۳۳۳۳۳۳۸۹۳۳۳۰۰۳۳۵۳۵۳۸۹۳۰

الْمَدِينَةُ الْمَدِينَةُ الْمَدِينَةُ

مناز مومن کی معراج ہے



تشریف الہدایہ

مولانا ابوالشیر محمد صالح نقشبندی فاضل

ترتیب سے

مولانا محمد عبد القادر قادری

Phone

0333-4383766

042-7213575

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

جلو سرشت
پادشاه مصلحت
پادشاه مصلحت
چار زندگی
پشت فتنہ
جان نسیب
راست فتنہ
شمال اعلیٰ
خطبات فتنہ
فوتی حکایت
شان عظیم
منازکے احکام
مسلمان کا عقیدہ
تاریخ گورنر
تذکرہ الاولیاء
سخت
جہاں زندگی

جہان اولیاء

قبول حالات

سلیقہ کبر

تختہ قادریہ

شان گور

کردار نیک

حقیقت

سر الاسرار

مختار
قبول حالات

تختہ خضیہ

مختار

مختار

اعمال حقیقت

مختار

غنیۃ الطالبین

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

مختار

قاری رضوی کتب خانہ

042-7213575

مختار

مختار